میری سرکار
جن کے سائل ہیں سب شاہ و گدا
یہ وہی کرمانوالے شہنشاہ ہیں
محمد سمیع اللہ نوری
کرمانوالہ بک شاپ

جن کے سائل ہیں سب شاہ و گدا
یہ وہی کرمانوالے شہنشاہ ہیں

میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

بفیضانِ کرم

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف ۔ اوکاڑہ

حضرت سید
محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید
محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید
محمد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید
صمصام علی شاہ بخاری

زیر نگرانی

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

قیمت ـــــ روپے

از قلم

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

شائع اول ــــ یکم مئی 2004

شائع دوم ــــ یکم ستمبر 2006

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام   دم نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ   یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

میری سرکار المعروف حضرتؒ کرمانوالے

حضرت کرماں والے کرم کمائی جاندے
بے خبر لوکاں تائیں رب ملائی جاندے
عجب میں نے شان دیکھے کرمانوالے پیر دے
بیڑے کیتی پار جاندے ہر دکھی دلگیر دے

جس نے ایک دفعہ بھی میری جوتی سیدھی کی، اس کی سفارش کروں گا۔

(فرمان حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

انتساب

بنام

گلدستہ عقیدت

شمس العارفین، سراج السالکین، قطب الاقطاب،

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

کے لاڈلے بیٹے

اپنے دادا مرشد

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز

المعروف باباجی سرکار

کی بارگاہ عالی جناب میں بصد ادب و نیاز حصول برکت کیلئے پیش کرتا ہوں۔

قوی امید ہے کہ یہ شوق و محبت اور ارادت کے پھول اس تہی دامن کی مصائب دین و دنیا میں نجات کا باعث بن جائیں گے۔ (والسلام الیٰ یوم القیام)

محمد سمیع اللہ نوری

خادم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ طیبیہ 0321-4471746

15 جولائی 2004ء بمطابق 25 جمادی الاول 1425ھ

فہرست

عظمتِ اولیاء

دین کا ڈنکا بجایا اولیاء اللہ نے — کفر و باطل کو مٹایا اولیاء اللہ نے

درسِ توحید و رسالت دے کے اہلِ کفر کو — اک درِ حق پہ جھکایا اولیاء اللہ نے

خفتہ ملت کو شبانہ روز کاوش کے طفیل — خوابِ غفلت سے جگایا اولیاء اللہ نے

کی فروزاں شمعِ تعلیماتِ قرآن و حدیث — بزمِ وحدت کو سجایا اولیاء اللہ نے

اپنے فیضانِ نظر سے تشنگانِ شوق کو — بادۂ عرفان پلایا اولیاء اللہ نے

راستی کی راہ سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو — اپنے خالق سے ملایا اولیاء اللہ نے

ہند کی تاریخ کو تم خود ہی پڑھ کر دیکھ لو — کفر کو کس نے مٹایا! اولیاء اللہ نے

بت پرستوں کے دلوں پر اپنی چشم — خاص سے نقشِ اللہ ھو بٹھایا اولیاء اللہ نے

دہر کے گم کردہ راہوں کو کیا منزل شناس — جادۂ منزل دکھایا اولیاء اللہ نے

جس نے دنیا کے مقدر کو بدل کر رکھ دیا — یہ بھی کچھ کر دکھایا اولیاء اللہ نے

ضربِ لا اللہ فضا میں گونجتا ہے آج بھی — ضربِ لا اللہ فضا میں گونجتا ہے آج بھی

ختم کر کے کینہ و بغض و عداوت کو قمر

درسِ الفت کا پڑھایا اولیاء اللہ نے

قمر یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مقدمہ

ایک بزرگ ابویوسف ہمدانی سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم اپنے بزرگوں کو نہ پائیں تو کون سی ایسی بات کریں جس سے تباہی سے بچ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر روز ان کی (باتوں) پند و نصائح کا ایک ورق پڑھو ان کے علوم و معارف پر غور کرو۔ پھر یقیناً سلامت رہو گے۔

حضرت شیخ ابوبکر جنید فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے محبت رکھو جو حق تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو اور اس کے احوال اور مقالات کا مطالعہ رکھو تا کہ اس کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ تک پہنچ جاؤ۔

یہی وجہ تھی جس کے باعث "میری سرکار" کی ترتیب و تدوین کا خیال پیدا ہوا۔ قبل ازیں اگرچہ اعلیٰ حضرت صاحب کرمانوالے کے احوال و آثار پر مشتمل کئی کتب موجود ہیں۔ جن میں ترمیم و اضافہ کے باعث حضرت صاحب کرمانوالے کا ذکر خیر اور حالات واقعات ثانوی حیثیت اختیار کر گئے اور کتاب کا اصل موضوع پس پردہ چلا گیا۔ مزید کتاب کی ضخامت بڑھنے سے قیمت میں بھی اضافہ ہو گیا۔ غریب عوام الناس کی دسترس سے یہ کتب دور ہو گئیں۔

آج سے 37 سال پہلے ماہنامہ آئینہ لاہور میں مولوی محمد امین شرقپوری (مرحوم) کے اس عنوان اور مضمون "میری سرکار" کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ قارئین نے بے حد پسند کیا۔ اکثر لوگ اب بھی اس تحریر کی چاشنی اور روحانی کیف کو یاد کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل میرے علم میں یہ بات آئی کہ محترم جناب پیر محمد اشرف نجم خلیفہ مجاز حضرت کرمانوالہ شریف کے پاس آئینہ کے کافی شمارے محفوظ ہیں۔ ان سے استدعا کی تو انہوں نے تمام شمارے بخوشی عنایت فرما دیے جو کہ ان کی گہری محبت اور فراخدلی کا ثبوت ہے۔ میرے لئے یہ

بات بے حد حیرت کا باعث بنی کہ "آئینہ" کے جو شمارے پیر محمد اشرف نجم صاحب کے پاس نہیں تھے وہ میرے پاس موجود تھے۔ دوران مطالعہ احساس ہوا کہ یہ نادر و نایاب باتیں "مجلیوں" کیلئے ایک عظیم نعمت ثابت ہونگی اور آنے والی نسلوں کیلئے رہنماو مشعل بن جائیں گی۔ اس پر بابا جی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین حضرت کرمانوالا شریف کی خدمت اقدس میں اشاعت کا خیال پیش کیا اور اجازت طلب کی جو آپ نے بخوشی عطا فرمادی اور بعد ازاں متعدد بار آپ نے کتاب کی طباعت کے مراحل کے بارے میں پوچھا۔ آپ کی نظر شفقت اور حوصلہ افزائی کے باعث یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

روایتی طریقہ سے ہٹ کر تحریر کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے واقعات وکرامات کی ضمنی اذیلی سرخیاں نہیں دی گئیں۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ مجالس کے عنوان سے قارئین کو یکسوئی سے مطالعہ کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جسے دوران مطالعہ آپ محسوس کریں گے اور اپنے آپ کو 37 سال پیچھے حضرت صاحب کرمانوالے کے زمانے میں ان کی صحبت اور مجلس میں موجود پائیں گے۔

نوٹ: براہ کرم کسی قسم کی غلطی پر نشاندہی ضرور کریں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔ (شکریہ)

والسلام الی یوم القیام

محمد سمیع اللہ نوری

فون رابطہ: 0321-4471746

اشاعت دوم.................15 مئی 2006ء

0321-4471746

0321-4471746

ابتدائیہ

ان دنوں زمانہ کچھ ایسا آ گیا ہے کہ نئی روشنی میں پلے نوجوان اور کچھ مخصوص فرقہ کے لوگ صرف تعصب کی عینک کے باعث بزرگان دین کی اشاعت اسلام کیلئے خدمات' واقعات اور کرامات کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ذاتی انا' فرقہ واریت اور اندھی تقلید نے انہیں اسلاف کی رسم وراہ سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ اسی بیگانگی کا نتیجہ ہے کہ انہیں بزرگان دین کے واقعات کا یقین نہیں۔ یہ پیشہ ور نجومیوں' رمالوں' عاملوں اور جھاڑ پھونک والوں کے علاوہ سائنسدانوں کی ایجادات کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر نہیں مانتے تو بزرگوں کے واقعات کو نہیں مانتے حقیقت میں ان بیچاروں کا کوئی قصور نہیں۔ ان کے بڑوں کا قصور ہے ماں باپ انہیں خالص اسلامی تعلیم دلواتے اور بزرگوں کے حالات سے آگاہ رکھا جاتا تو پھر ان کے دلوں میں بھی یقین کا نور جگمگا اٹھتا۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ اولیاء کی کرامات سے انکار انبیاء کے معجزات کا انکار ہے اور معجزات یا کرامات کو ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کو سربلند وسرخرو کرتا ہے جس کا اسے پورا اختیار ہے۔ اب رہا تجربہ تو وہ بزرگوں کی صحبت اختیار کیے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

اس کتاب "میری سرکار" میں اسلام کی اصل تعلیمات سے لیکر تصوف وروحانیت کی حقیقت تک۔ اور توحید' شرک' بدعت' مدد مانگنا' حاضر وناظر' غیب کی باتیں جاننا اور دیگر دور حاضر کے فرقہ وارانہ اعتراضات ومسائل کے تمام سوالوں کا جواب ملے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ دل سے کدورت اور تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کیا جائے۔ مزید برآں اہل محبت سے اپیل ہے کہ نہ صرف خود اس کا مطالعہ کریں بلکہ مختلف اوقات میں قریبی احباب وافراد کی مجلس میں اسے پڑھ کر سنیں اور سنائیں۔

اللہ کریم مجھے آپ کو اور میری آپ کی اولاد کو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی اور محبت میں زندہ رکھے اور موت دے۔ اور کل قیامت کو آپ کی غلامی اور محبت میں اٹھائے۔ (آمین)

محمد سمیع اللہ نوری

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف

15 جولائی 2004ء بمطابق 25 جمادی الاول 1425ھ

0321-4471746

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم

دیباچہ

میری سرکار کی باتیں

میری سرکار ـــــ حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ ـــــ کے مقامات و مراتب کی عظمت کے مفہوم تک رسائی کچھ آسان کام نہیں ـــــ ان کے کسی قول پر تحقیق کیجیے ـــــ ان کے کسی فعل کو جانچ لیجیے ـــــ بس عظمتوں اور رفعتوں کے باب کھولتے جائیے ـــــ جیسے آپ کی یادوں کو ان کی بارگاہ میں لیے چلتا ہوں ـــــ وہ کیکر کے ایک ایسے درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں ـــــ جو کانٹوں سے بھرا ہے ـــــ جس پر صرف پھول ہیں ـــــ ہاں! اس لیے کہ اسے ایک ایسی عظیم ہستی کی صحبت میسر ہے ـــــ جو محبتیں بانٹتی ہے ـــــ ان کی سادہ باتوں میں اک عجیب چاشنی ہے ـــــ چاشنی میں اک مٹھاس ہے ـــــ اور ـــــ مٹھاس میں نشاط آفریں لذت ہے ـــــ اور ـــــ اس لذت کا ذائقہ آج بھی ذہنوں میں رس گھول رہا ہے ـــــ ان کی محفل کا رنگ بھی جدا ہے ـــــ جس چیز کو دیکھو ـــــ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہے ـــــ برتن ـــــ عصا ـــــ جوتے ـــــ درانتی ـــــ جھاڑو ـــــ ہر چیز کا رخ قبلہ کی طرف ہونا کسی حکمت سے خالی نہیں ـــــ توحید ـــــ اور ـــــ رجوع الی اللہ ـــــ کا ایسا درس ـــــ نہ کسی مکتب سے ملا ـــــ نہ کسی مدرسے نے دیا ـــــ جسمانی بیماریوں میں مبتلا حاضر خدمت ہو رہے ہیں ـــــ کسی نے عرض کیا: ـــــ حضور! ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے ـــــ آپ نے فرمایا: ـــــ "جھلیا! اللہ کریم نے تو جواب نہیں دیا" ـــــ دنیائے طب کے کاملین انگشت بدنداں ہیں ـــــ کہ آپ ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کا علاج ـــــ معمولی چیزوں ـــــ مثلاً ـــــ کھوری ـــــ بھوسہ ـــــ اور ـــــ لنگر کی روٹی کے بچے کھچے ٹکڑوں سے کر رہے ہیں

—— اور لوگ قریب المرگ آتے لیکن —— میری سرکار —— کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونے کے بعد —— اپنے قدموں پر چل کر واپس جاتے —— قوتِ گویائی بخشنے میں بھی آپ کے انداز نرالے تھے —— ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا —— اپنے بیٹے کو پیش کر کے کہتا ہے —— حضور! یہ بولتا نہیں ہے —— یہ بات نہیں کرتا —— میری سرکار نے اس بچے سے فرمایا: —— بیٹے! تو بولتا کیوں نہیں؟ —— تو بات کیوں نہیں کرتا —— اور وہ بچہ اپنی زبان سے بول کر کہنے لگا: —— "حضور! مجھے آج تک کسی نے بلایا ہی نہیں" ——

روحانی بیماریوں میں مبتلا لوگ آتے تو آپ اقرارِ گناہ کے بعد توبہ کی طرف مائل کرتے ہوئے قسمت بدل دیتے —— لیکن ان تمام تر باتوں کے باوجود اس قدیم حویلی کے ایک کمرے میں وہ تشریف فرما تھے —— جو آج اُن کے بیٹوں اور پوتوں کی دید کو بنیاد بنائے کھڑی ہے —— جس کی فضا میں آج بھی اُن کی خوشبو رچی اور بسی ہوئی ہے —— جس کی خاک سے عظمت و پاکیزگی عیاں ہے —— جس کے در و دیوار میں مرشد العصر کی لمسِ زیارت آج بھی نہاں ہے —— ایک طالبِ تربیت —— سر جھکائے خدمتِ اقدس میں حاضر ہے —— اور —— حالات و واقعات میں مستغرق ہے —— مثلِ انبیائے بنی اسرائیل ہونے کی عطر بیز حدیث —— بھی ذہن میں گردش کر رہی ہے —— اسی دوران اُنکے دل میں خیال پیدا ہوا —— حضرت صاحب مردے بھی زندہ کر لیتے ہیں —— گروہ جواسیس القلوب میں ممتاز مقام رکھنے والے —— اُس تاجدارِ کرم کی فراست سے بھلا کب یہ بات چھپی رہ سکتی تھی —— فوراً محبت آمیز لہجے میں فرمایا: —— "بیٹا! دلوں کی باتیں جان لینا —— یا مردے زندہ کر دینا کوئی کمال نہیں —— یہ تو شعبدے بازیاں ہیں —— اصل کمال یہ ہے کہ کسی گمراہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا کر دیا جائے" —— اور لمحات نے آگے بڑھ کر عظمت و ولایت کی اس نشانی کو محفوظ کر لیا ..... تقدیر نے اسے فوراً دامنِ قبولیت میں جگہ دی —— اور آج حالات کتنے بدل گئے! —— لیکن اُن کا در منزلِ عروج کی جانب رواں دواں ہے —— فتنے کتنے پھیل گئے! —— لیکن اُن کا درسِ محبت آج بھی دلوں میں

جا گزیں ہے ـــــ لوگ کتنے بدل گئے! ـــــ لیکن اُنکے جانشین کے ہر قول و فعل سے اُنہی کی خوشبو آتی ہے ـــــ جس شجرِ جمیل کی آبیاری اُنہوں نے فرمائی تھی ـــــ آج اُس کی شاخیں چہار اطراف میں پھیل چکی ہیں ـــــ جس تحریک کو انہوں نے آغاز بخشا تھا ـــــ آج اُسے دوام حاصل ہے ـــــ اسی لیے ـــــ میری سرکار کی باتیں ـــــ اور ـــــ میری سرکار کے تذکرے ـــــ زمانے بھر میں پھیلے ہوئے ہیں ـــــ میں کرامات کی بات نہیں کررہا وہ تو ان کی حیاتِ طیبہ میں بھی زبان زدِ عام تھیں ـــــ معروف مصنف جناب مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی اپنی کتاب "خلفائے شیر ربانی" میں لکھتے ہیں ـــــ "حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ظہور اپنے ہم عصر اولیاء میں سب سے زیادہ تھا" ـــــ لیکن اس فقیر کے نزدیک آپ کی سب سے بڑی کرامت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں **"طیبیہ"** کی اضافت ہے ـــــ جس کی وجہ سے آج میرے ہم عمر کئی نوجوان آپ کے جانشین پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کے دامنِ کریمی سے وابستہ ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں ـــــ بہر حال یہ فقیر محترم المقام جناب محمد سمیع اللہ نوری طیبی (خلیفہ مجاز حضرت کرماں والا) کا تہِ دل سے شکر گزار ہے ـــــ جنہوں نے نہایت محنت کے ساتھ "میری سرکار کی باتوں" پر مشتمل اس عظیم اور نایاب مجموعہ کی اشاعت نَو کا اہتمام کیا ـــــ میری اور تمام وابستگانِ سلسلہ کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں ـــــ اللہ کریم جل شانہٗ انہیں اپنے مقاصدِ جلیلہ میں کامیاب فرمائے ـــــ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اولیائے سلسلہ طیبیہ

ثناء اللہ اعوان

ایڈیٹر "مجلّہ حضرت کرماں والا"

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ ہجری

سوموار ۵ جولائی ۲۰۰۴ء

پہلی مجلس

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت صاحب قبلہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ موضع کرموں والا (ضلع فیروزپور) انڈیا 1884ء میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام سید سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ طبیعت میں ابتدا ہی سے اللہ اللہ کرنے کا شوق غالب تھا۔ زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو ولعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ موضع کھوئیاں سرور میں جا کر عبادت کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو دینی علوم کے حصول کا بہت ہی شوق تھا۔ چنانچہ دہلی اور سہارنپور کے دینی مدارس سے اس شوق کی تکمیل فرمائی۔ اللہ اللہ کرنے کا شوق تو رکھتے ہی تھے کہ علم دین نے سونے پہ سہاگے کا کام کیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فیروزپور کے مشہور صوفی بزرگ مولوی شرف الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(جن کا تعلق حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا) کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اس بیعت سے یہ شوق اور بڑھا کہ جہاں موقع ملتا تنہائی میں بیٹھ کر خوب اللہ اللہ کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی اپنے ہی عزیز و اقارب (چچا بزرگوار) کے ہاں انجام پائی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تصوف کی انتہائی بلندیوں کو چھونے کیلئے مضطرب تھے۔ فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ہماری عجیب حالت تھی کہ ان کے وصال کے بعد یہ حالت اور بھی متغیر ہوگئی۔ ایک روز ایک مجذوب جنون شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں دیکھ کر بولے کہ آپ کا حصہ شرقپور شریف میں ہے۔ یہ اشارہ ہمارا رہبر بن گیا اور ہم شرقپور شریف جہاں حضرت قبلہ عالم میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری کی دھوم مچی تھی' کی خدمت بابرکت میں پہنچ گئے۔ دیکھ کر فرمایا ''شاہ جی آ گئے او۔'' عرض کیا ''جی۔'' فرمایا ''کچھ پڑھے لکھے بھی ہو۔'' بولے ہاں کچھ ہوں تو سہی مگر سمجھ (سُر) نہیں ہے۔'' حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اللہ سمجھ بھی دے دیں گے۔'' کمال مہربانی سے ان کے سامنے چاول (پلاؤ) کی طشتری رکھوائی۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم وہ چاول کھا رہے تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ طریقت کے تمام رموز و نکات ہم پر کھل رہے ہیں۔ گویا مرشد کامل کی پہلی ہی ملاقات پر یہ مرید صادق بامراد ہوگئے

تھے۔

فرماتے ہیں ہم خالی گئے تھے لیکن حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھر کر ہمیں بھیجا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مہربان تھے کہ اس علاقے کے تمام ملنے والوں کو شرقپور آنے کی بجائے حضرت صاحب قبلہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کرموں والے جانے کا حکم فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کے حضور ہمیں حاضر ہونے کا بہت کم موقع ملا۔ لیکن جب بھی حاضر ہوا باادب اور خاموش رہتا۔ یہ خاموشی بڑے بڑے عقیدت عقیدے حل کرتی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری میں ہم پر ہر ایک کے حالات منکشف ہوتے رہتے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی سادگی پسند تھے۔ انہیں لفظ پیر یا دوسرے القابات سے بہت نفرت تھی کیونکہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہرت کو کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ بلندی عطا کی تھی کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا آج بھی ڈنکا بج رہا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کو محبت تھی؛ جب بھی حاضر ہوتے جو روپیہ پیسہ پاس ہوتا لا کر پیش کر دیتے۔ فرماتے ہیں کہ اس ایثار سے ہمارا بڑا کام بنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل ہمیں ظاہری اور باطنی خوبیوں سے بہت بہت نوازا، فیروز پور سے

رائے ونڈ تک ریل پر آتے اور اس کے بعد دریا کے راستے شرقپور تک پیدل سفر کرتے۔

فرماتے ہیں' حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کا جس روز وصال ہوا ہماری طبیعت میں بڑی بے چینی تھی۔ ہم گاڑی میں بیٹھ کر حاضر خدمت ہوگئے' وہاں پہنچ کر طبیعت کی بے چینی کا حال کھلا حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اگر یہ بھی نہ ہو تو اللہ اللہ سے فائدہ؟'' .... حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حقہ پینے والوں کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ (مجھے) حقہ چھڑانے کی ترکیب خوب آتی ہے۔ حالانکہ جو کچھ کرتے تھے۔ وہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کرتے تھے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے' نام نامی بڑے ادب سے لیتے اور فرماتے کہ اگر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ کرم نہ کرتے تو ہم چکی راہوں کا کیا بنتا۔ جب بھی کسی کرامت کا ذکر ہوتا اسے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات سے منسوب فرماتے اور اپنا نام کبھی نہ لیتے۔

فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مکان شریف (جہاں حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بھورے والی سرکار کے مزارات عالیہ ہیں) گئے راستے میں مکان شریف

کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے جس کی وجہ سے راستہ گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ ان لڑکوں کو راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اطمینان سے گزر جائیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ''سارا صدقہ تو اسی مٹی کا ہے اور بڑے اطمینان سے وہاں گزر گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نعمت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سب ہم عصروں سے وافر ملی تھی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بزرگان دین اور اولاد امجاد کے نام بالخصوص اور عوام کے بالعموم ہمیشہ عزت و توقیر سے لیتے کسی بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ تصوف سراسر ادب ہی ہے جس نے اس رمز کو پالیا (کیا چھوٹا اور بڑا) وہ بلاشبہ آج بھی کامیاب ہے جس نے اسے ترک کیا وہ لاکھ عبادت و ریاضت کرے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا زیادہ حصہ بندگان خدا کی رشد و ہدایت ہی میں بسر ہوا ہے۔ بیماری کے دوران چند ماہ چھوڑ کر جہاں بھی تشریف فرماتے لوگ پروانہ واران کے گرد جمع ہوتے۔ اکثر گفتگو کی ابتدا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے کوئی صاحب اپنی بات کہتے تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے 'بات کرنے والے کی بات کو خود قطع نہ فرماتے۔ آ نے

والے حضرات کا بڑا حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا جو بیماریوں اور حالات کے ہاتھوں پریشان ہوتے تھے اور اپنے غم کا مداوا اسی مسیحائے وقت سے حاصل کرتے۔ ارشاد فرماتے! ہم سب بیمار ہی ہیں اور جب تک اعمال کی اصلاح نہیں ہوتی ہم صحت یاب نہیں ہو سکتے۔ فرماتے اللہ اللہ پوچھنے کے لئے لوگ نہیں آتے بلکہ اپنی نجی ضرورتوں کیلئے میرے پاس آتے ہیں۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہم بن جائیں تو ہماری ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر کسی کا قول اور بول کا راستہ درست ہے تو وہ جنتی ہے۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں اور بزرگوں کی طرح ذکر اذکار کی مجلس منعقد نہیں ہوتی تھی بلکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ معتقدین کو ہمیشہ اسم ذات اور درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ درود شریف عموماً عشاء کی نماز یا تہجد کی نماز کے بعد پڑھنے کو کہتے۔ اسم ذات کے بارے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد تھا کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر اس ذکر میں محو رہے کہ آدمی تو درکنار فرشتوں کو بھی خبر نہ ہونے پائے۔ بس یہی ہمارے وظیفے ہیں اور یہی ہمارے چلّے ہیں ان دونوں وظائف کی پابندی کے ساتھ انسان کو چاہیے کہ وہ پنج وقتی نماز باجماعت ادا کرتا رہے اللہ نے چاہا تو وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچا رہے گا۔"

بیٹھے بیٹھے اکثر زبان مبارک سے بے ساختہ نکلتا ''حضور ﷺ کی بڑی شان ہے'' ارشاد فرماتے کہ انسان جب خدا سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انسان کے پہلو میں گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جسے دل کہتے ہیں۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ کی یاد اس دل کو غافل کردیتی ہے۔ تو یہ دل طرح طرح کے دنیاوی آلام کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہم روحانی طور پر (جس کی پاکیزگی و تندرستی ہر لحاظ سے مقدم ہے) بیماریوں سے محفوظ رہیں تو ہمیں شب روز کے چوبیس گھنٹوں میں لحظہ بھر کے لئے بھی رب تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہئے ہم جسمانی صحت پر تو بہت توجہ دیتے ہیں مگر اس بڑی بیماری سے نجات پانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ارشاد فرمایا کہ درود شریف کے پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ درود شریف ہمیشہ باوضو اور دوزانو بیٹھ کر پڑھے۔ یہ وہ وظیفہ ہے جسے رب تعالیٰ بہت ہی پسند فرماتے ہیں اور وہ خود اور اس کے فرشتے بھی حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ ''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے غصہ بہت آتا ہے۔'' حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اگر یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو اچھا ہے۔ اور اگر نفس کے لئے ہے تو برا ہے۔ انسان کو چاہئے

کہ وہ خود کو زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رکھے ایسے آلام خود بخود دور ہو جائیں گے۔" ایک صاحب نے عرض کیا۔ "حضرت رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ میں نیک بن جاؤں۔" فرمایا۔ "نیکوں کی صحبت میں بیٹھا کرو اللہ تمہیں نیک بنا دے گا۔"

ایک دفعہ کسی نے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ! کیا یہ سچ ہے کہ "نگاہ مرد مومن" سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ جلال پور شریف کے پیر حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا۔ "گاہے گاہے۔"

ارشاد فرمایا کہ "ہمارے گاؤں کا نام "کرموں والا" تھا" مگر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے کہتے کہ "کرموں والا" نہیں کرماں والا کہا کرو۔" (چنانچہ اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ "حضرت کرماں والہ" کہلائے اور اسی نام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ اقامت گاہ کو بھی پکارا جاتا ہے)۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دوسروں کو کھلا کر ہمیشہ بہت خوشی محسوس فرماتے۔ کسی کو کھانا کھلانے یا پانی پلانے سے رزق میں کمی نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ اور برکت فرماتے ہیں راقم الحروف کی موجودگی میں مولوی محمد رفیق صاحب جنہیں محبت سے مولوی "سرخا" بھی کہا جاتا' کیونکہ ان کا رنگ سرخ و

سفید تھا، نے ایک مرتبہ ایک ملنے والے کے ذکر پر کہا کہ وہ اپنے لئے جو کھانا پکاتے ہیں اگر نوکروں کو اس سے ذرا سستا قسم کا کھلا دیا کریں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔" ارشاد فرمایا "مولوی صاحب! ایسا مت کہئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑی برکتیں دے گا۔" بعض اوقات صاحب خانہ کی مجبوری کے پیش نظر اسے کھانے پر کم خرچ کرنے کا ارشاد بھی فرماتے کیونکہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی "بیلی" (مرید) زیر بار ہو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خورد و نوش کے معاملے میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر بڑی احتیاط فرمائی اور ماسوائے چند خدام کے (مختلف شہروں اور جگہوں پر) کسی کے ہاں اقامت یا کھانے کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ اور یہی کوشش ہوتی کہ "بیلیوں" کے ساتھ جلد اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔ غور سے دیکھا جائے تو دوسروں کے لئے اس میں بہت اہم سبق پوشیدہ ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وہی بات ارشاد فرماتے جسے خود پسند فرماتے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتے۔ ارشاد فرمایا کہ "انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ وہی کام کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو حتیٰ کہ ذکر و فکر بھی اس کی رضا کے لئے ہونا چاہئے ورنہ نفس اور سرکشی پکڑے گا جو ایک روز مخلوق میں رسوائی کا موجب ہوگا۔" ارشاد فرمایا "جب تک اللہ تعالیٰ کے امر و نہی پر عمل نہیں

ہوگا۔ ذکروفکر سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔" فرمایا "اکل حلال کے بغیر عبادت میں حظ محسوس نہیں ہوتا اور لقمہ حلال کے بغیر کوئی عبادت کارگر نہیں ہوتی۔" ارشاد فرمایا کہ "نماز تہجد میں کم از کم بارہ رکعت پڑھنی چاہیے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد پانچ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں تین مرتبہ قل شریف" اور اکثر کو اس نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ درود شریف (صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم) پڑھنے کی ہدایت فرماتے ارشاد فرمایا کہ بیمار آدمی اگر دوائی کا استعمال ہر نماز کے بعد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جلد صحت عنایت کرتے ہیں۔"

ایک مرتبہ ایک پرانے بخار کے مریض سے فرمایا کہ وہ سہاگہ جلا کر چٹکی بھر ہر نماز کے بعد استعمال کرلیا کرے۔ اللہ تعالیٰ فضل کردے گا۔ چنانچہ وہ شخص ان پڑھ اور دیہاتی ہونے کے سبب یہ سمجھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کھیت میں پھیرنے والا لکڑی کا سہاگہ جلا کر استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس نے گھر جا کر لکڑی کا سہاگہ جلا دیا اور اس کی راکھ پیس کر مٹکے بھر لئے اور ہدایت کے مطابق چٹکی بھر راکھ ہر نماز کے بعد استعمال کرنے لگا۔ چند یوم کے بعد وہ صحت یاب ہوگیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "حضور" کی بتلائی ہوئی دوائی (سہاگہ) سے مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے۔" ارشاد ہوا "مجھے بھی بتاؤ کہ کونسی دوائی تم نے کھائی وہ بولا ابھی تو

میرے پاس اس کے دو مٹکے بھرے رکھے ہیں ارشاد ہو تو یہاں اٹھا لاؤں۔" مزید استفسار پر اس نے بتایا کہ اس نے گھر جاتے ہی لکڑی کا سہاگہ جلا کر مٹکوں میں راکھ محفوظ کر لی تھی اور وہی استعمال کرتا رہا۔ سب حاضرین مسکرا دیئے' حضرت صاحب قبلہ بھی ہلکا سا تبسم فرما کر بولے، بھئی! میں نے تمہیں دوسرا سہاگہ (جڑی بوٹی) استعمال کرنے کے لئے کہا تھا تم نے اپنے کھیت والا سہاگہ جلا دیا۔"

یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیف زبانی تھی کہ زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ قاری کے کانوں میں خواہ کسی طرح بھی پڑتے اور وہ الٹا سیدھا ہی عمل کر لیتا تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس میں بھی امرت رس گھول دیتا اور وہ جلی ہوئی لکڑی کی راکھ کی چٹکی بھی اکسیر بن جاتی۔

ایک مرتبہ ریلوے اسٹیشن سمہ سٹہ کے ایک ملازم کا لڑکا جس کو دیوانگی کا مرض لاحق تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے درِ دولت پر زنجیروں میں باندھ کر لایا گیا درِ دولت پر پہنچتے ہی لڑکے کی زنجیریں خود بخود کھل گئیں۔ اس کا باپ لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کا طالب ہوا۔ ارشاد فرمایا۔ "یہ تو تندرست ہے پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر بولے "کیوں بھئی! تم راضی ہو نا؟" اس نے کہا "جی حضور!" باپ سے بولے "لو سن لو! یہ کیا

کہتا ہے۔''اس کی دیوانگی سچ مچ جاتی رہی تھی اور وہ بھلا چنگا ہو گیا تھا۔

بابو عبدالرشید خاں صاحب اوورسیر کراچی بیان کرتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ جب تین چار ماہ کا تھا تو بہت ہی بیمار ہو گیا تھا۔ بہتیرے ڈاکٹری علاج کئے ہزاروں روپے صرف ہو گئے۔ مگر بچے کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی۔ آخر کار اس نے ایک دن کراچی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے فون پر اس کی صحت کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا کہ'' اللہ تعالیٰ بچے کو'' گھوڑے ایسا'' چاق و چوبند کر دیں گے۔ چنانچہ اس روز سے بچے کی گرتی ہوئی حالت درست ہونے لگی۔

مولوی محمد امین شرقپوری کی بیوی ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئی کہ اس کا آپریشن ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ ''اچھا کیا تم نے ہسپتال کا علاج کیا۔ اگر یہ علاج نہ بھی کرتے تب بھی وہ صحت یاب ہو جاتی۔''

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کی اہلیہ پیٹ کی رسولی کے سبب بہت ہی بیمار ہو گئیں کہ سیٹھ صاحب کو انہیں آپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ اسی روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرمانوالہ سے لاہور تشریف لے آئے اور سیٹھ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ سیٹھ صاحب کی اہلیہ کو بہت ہی

تکلیف تھی اوران کی حالت بہت ہی خراب تھی لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی سے یہ علاج نہ صرف کامیاب رہا بلکہ وہ بہت جلد صحت یاب ہوکر ہسپتال سے گھر واپس آ گئیں۔

ان دو واقعات کاذکر تو یہاں ضمناً کردیا ہے ورنہ بیماری کس گھر میں نہیں آتی۔ ہمارے گھروں کے کئی افراد بیمار پڑے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے صحت یاب ہو گئے۔

رائے محمد اقبال صاحب (چیچہ وطنی) پیشاب کے عارضے میں مبتلا تھے اوردرد سے چلاتے تھے۔ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا لیکن وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر صحت یابی کی دعا کے خواستگار ہوئے۔فرمایا"صندل کا تیل ایک چمچ بھر استعمال کیجیے۔اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔" وہ بولے کہ" میں اب کوئی دوا استعمال نہیں کروں گا۔مہربانی فرما کر بلاعلاج صحت کیلئے دعا کیجیے اور آج ہی کیجیے۔" تبسم فرما کر بولے۔"اللہ خیر کردے گا۔" رائے صاحب لاہور جارہے تھے جب واں رادھا رام نماز کے لئے رکے اور استنجا کیلئے گئے تو خوب کھل کر پیشاب ہوا اور کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔انہیں اس بیماری سے نجات مل گئی تھی۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص

برابر سے گھبرایا ہوا سا گزرا۔ ایک خادم سے فرمایا کہ "اس شخص سے معلوم کرو کہ اسے کیا تکلیف ہے؟ دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ "حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو برس سے میرا بھائی گم ہو گیا ہے اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں۔" ارشاد فرمایا ذرا مسجد کے بڑے دروازے کے باہر جا کر تو دیکھو۔" چنانچہ وہ شخص بڑے دروازے کی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا کہ اس کا بھائی اوپر آتا ہوا اسے ملا اور اس طرح ان دونوں بھائیوں کا ملاپ ہو گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور لوگ عموماً قبلہ رخ بیٹھتے۔

لائل پور کے ایک ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر چیز پر ناقدانہ نظر ڈالتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نشست برخاست، بات چیت، وضع قطع، لباس، غرض ہر چیز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق پائی حتیٰ کہ جب کوئی جوتا رکھتا تو ارشاد ہوتا کہ "قبلہ رخ" درانتی، کدال، پھاوڑا، استعمال کی ہر چیز قبلہ رخ پڑی تھی۔ ہیڈ ماسٹر مذکور کے خیالات خود بخود تائید کر رہے تھے کہ رب کا ایک برگزیدہ بندہ جب استعمالی اشیاء کو بھی جو کہ مکلف نہیں ہیں۔ قبلہ کی جانب متوجہ کر رہا ہے تو اس کی صحبت میں انسان بھلا کیونکر غیر جانب پھرے گا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو شخص طلب صادق کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کا دل و دماغ غرض ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے کہ نماز کے لئے بھی بڑی مشکل سے وقت نکالا جاتا۔ جیسے ہی لوگ نماز سے فارغ ہوتے پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آنے والوں میں بعض اوقات ایک آدھ آدمی اس قسم کا بھی آ جاتا کہ وہاں چل کر (حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس) دیکھے تو سہی کہ آخر کیا بات ہے؟ گرمیوں میں دو پہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ بھی فرماتے اور آنے والے حضرات کو خدام بڑی مشکل سے ظہر کی نماز کے بعد حاضری پر آمادہ کرتے (جو لوگ کچھ دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ ظاہر ہے وہ بھلا ایسی پابندی کو کہاں خاطر میں لاتے تھے)۔ راقم الحروف کی موجودگی میں ایک صاحب جن کی بغل میں چھوٹی سی صندوقچی تھی۔ آئے خادم نے کہہ دیا کہ اب نماز کے بعد ملاقات ہوگی۔ وہ کسی قدر خفا ہو کر بولے بس جی بس! میں نے تمہیں دیکھ لیا۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس وقت نماز کیلئے اٹھ رہے تھے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا بس جی بس میں نے بھی تمہیں دیکھ لیا ہے یہ سن کر وہ شخص چپ چاپ چلا گیا۔

ایک روز ایک ضعیف آدمی (جو غالباً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو کافی عرصے سے جانتا تھا) آیا اور حاضر ہو کر بولا ''میں نے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا ہے' کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجھے پہچانا؟'' ارشاد ہوا ''بڑے میاں! کیا تم نے بھی کبھی اپنے آپ کو پہچانا ہے؟'' وہ خاموش رہا۔ حضرت صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا۔ ''اچھا جاؤ تم ایک دن میں کتنی مرتبہ سانس لیتے ہو؟'' وہ سر ہلا کر بولا ''جی مجھے معلوم نہیں۔'' ارشاد ہوا ''سامنے کے کونے میں جا کر بیٹھ جاؤ اور ابھی سے گنتی شروع کر دو جب یہ کام کر چکو تو میرے پاس آنا۔'' اس ضعیف آدمی کے ساتھ اس گفتگو میں پتے کی بات تو یہ تھی کہ ہم لوگ ولی اللہ کو پرکھنے کے لئے تو نکل کھڑے ہوتے ہیں لیکن ہمیں خود اپنے آپ کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ''رب کے بندے کے امتحان کا قصد نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ ہماری سمجھ کیا؟ رب کے بندے کی سمجھ کیا؟''

ایک دن ایک تعلیم یافتہ صاحب آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے متوجہ ہو کر آنے کا سبب دریافت فرمایا۔ وہ نوجوان بولے۔ ''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قلب کا مریض ہوں۔'' فرمایا ''میری سمجھ میں نہیں آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کیا کہہ رہے ہیں؟''

عرض کیا ''حضرت رحمۃ اللہ علیہ قلب کی روشنی کا متلاشی ہوں۔'' فرمایا ''مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار؟ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ہر مسلمان سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لے۔ پھر نہ کسی اندھیرے کا ڈر ہے اور نہ کسی روشنی کا خیال کہتے ہوئے فرمایا کہ ''نماز باقاعدگی سے ادا کریں' رزق حلال کی تلاش کریں' کسی کی حق تلفی نہ کریں' داڑھی نہ منڈوائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا

تو ہر کام درست ہو جائے گا۔"

رائے محمد نیاز صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وظائف سے فارغ ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ یہ بھی وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک مولوی صاحب آئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "مولوی صاحب آپ صبح ہی صبح لڑ کر آ رہے ہیں؟" مولوی صاحب بولے۔ "حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں تو کسی سے نہیں لڑا۔" فرمایا "آپ نے فلاں شخص سے لوٹا جو چھینا تھا۔" یہ سنتے ہی مولوی صاحب پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور دیر تک بے خود رہے۔ جب ہوش میں آئے تو ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب! چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔

ارشاد فرمایا "کہ بعض اوقات انسان بزرگوں کے پاس خود چل کر جاتا ہے اور اکثر یہ حضرات خود بھی جب چاہیں اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ ہم پانی پت شریف حضرت بوعلی شاہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور سید غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر حاضر ہوئے' جیسے ہی ہم ریلوے اسٹیشن سے اترے ایک مست (حضرت بوعلی شاہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر عموماً مجذوب بے ہوش پڑے رہتے ہیں' ممکن ہے آج کل بھی ہوں یا شاید جیسا کہ راقم الحروف نے سنا ہے ان میں سے اکثر پاکستان چلے آئے ہیں) ہمارے ساتھ ہو لیا۔ ہم جہاں جاتے وہ ہمارے ساتھ ساتھ رہتا اور جب واپسی کے لئے اسٹیشن پر آئے تو اس نے سونے کی ڈلی ہمیں دی۔ ہم نے بھی

اسے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کرایہ سمجھ کر لے لیا۔ نیز ہمیں معلوم ہوا کہ ہمیں اس سفر پر قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود بلوایا تھا۔

ارشاد فرمایا "ایک مرتبہ ہم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ واپسی پر گاڑیوں میں بڑی بھیڑ تھی کہ ایک شخص نے ہمیں سیکنڈ کلاس کے دو ٹکٹ دیئے کیونکہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب بھی تھے۔ سیکنڈ کلاس میں چونکہ بھیڑ زیادہ ہوتی ہے ہم نے فسٹ کلاس میں سفر کرنیکی خواہش کی اور اسٹیشن ماسٹر سے رجوع کیا تا کہ وہ ان ٹکٹوں کو فسٹ کلاس میں تبدیل کر دے۔ اسٹیشن ماسٹر نے وہ دونوں ٹکٹیں دیکھیں اور کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی ٹکٹوں پر فسٹ کلاس میں سفر کر سکتے ہیں' تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے ہم نے یہ سفر بہت آرام سے طے کیا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کرماں والے قبلۂ عالم نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر چشتیاں تشریف لے گئے۔ جہاں قیام تھا وہاں ایک مست نگرانی کے لئے مامور تھا۔ رات بھر دروازے پر گشت لگا تا رہا۔ صبح کو کسی صاحب نے اسے ایک پیسہ دیا' وہ لے کر فوراً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور نذر پیش کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور یہ فرما کر اسے پیسہ لوٹا دیا کہ تمہاری نذر ہو گئی۔ مست بہت ہی خوش ہوا کبھی ناچتا اور کبھی نعرے لگاتا۔

ایک مرتبہ سرہند شریف حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری ہوئی۔ واپسی پر فتح گڑھ اسٹیشن پر ایک مسجد ہے۔ مولوی اکرام صاحب سے فرمایا کہ آؤ ذرا اس مسجد میں ہو آئیں۔ مولوی صاحب نے سوچا کہ نماز کا تو وقت نہیں' نہ جانے یہاں آنے میں کیا حکمت ہے۔ انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک دیوار کے ساتھ ایک مجذوب گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے تھے۔ ان کے بدن پر بے شمار مکھیاں بیٹھی تھیں' یکا یک مجذوب نے ایک جھرجھری لی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا۔ مکھیاں اڑ کر دیوار پر جا بیٹھیں۔ مجذوب اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا لو بھئی اب خوش ہو نا؟'' مجذوب مسکرائے اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔

ایک دفعہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس سے واپسی پر لاہور ٹھہرے۔ حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے بعد ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ چلو مسجد وزیر خاں کی زیارت کر آئیں۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ساتھیوں کے ہمراہ کبھی جلوس بنا کر نہیں نکلتے تھے اور نہ ایسا پسند فرماتے تھے۔ چند آدمیوں سے فرمایا کہ تم مسجد میں چلو اور دو تین سے کہا کہ تم آگے چلو۔ جب دہلی دروازے سے گزرے تو دریافت فرمایا ''یہاں دہلی دروازہ والی چھوٹی مسجد کا صحن ہے یا نہیں؟'' ایک نے کہا ''اس مسجد کا صحن نہیں ہے۔'' ارشاد فرمایا ''اچھا وہاں جا کر دیکھ آؤ۔'' یہ حضرات جب

وہاں پہنچے تو ایک مستانی کو لیٹے ہوئے پایا۔اس نے آنکھیں کھولیں۔انہیں مسکرا کر دیکھا اور پھر آنکھیں بند کرلیں۔ساتھی سمجھ گئے کہ یہاں آنے کا مقصود کیا تھا۔

مستوں اور مجذوبوں سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے ایسے واقعات بھی بے شمار ظہور میں آئے ہیں۔کہاں تک قلم بند کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رنگارنگ کی مخلوق کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں اسے یا تو اللہ تعالیٰ ہی سمجھتے ہیں اور یا اس کے خاص بندے۔ہم نے تو دیوانوں پر لوگوں کو پتھر اٹھاتے ہی دیکھا ہے حالانکہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے سر کا ہوش نہیں۔

مولانا عبدالحق جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پاک پتن شریف) کی مسجد کے خطیب تھے اور فاضل دیو بند بھی تھے۔ان کے خیالات اولیائے کرام کے بارے میں کچھ اچھے نہ تھے۔ایک مرتبہ یوں ہی وہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موضع کرموں والا شریف (فیروزپور) پہنچ گئے اور مختصر ملاقات کے بعد اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط انہیں لکھا۔اس خط کو مولانا صاحب کا دیکھنا تھا کہ ان کی حالت غیر ہوگئی۔خط لئے ہوئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ادھر خادمان کو ہدایت تھی کہ ان کے پاس انہیں نہ جانے دیا جائے۔چنانچہ یہ تین روز وہاں پڑے رہے۔روتے تھے اور آہیں بھرتے

تھے آخر خدمت اقدس میں اجازت باریابی ہوئی۔ تین یوم کی گریہ وزاری سے انکے پہلے تمام خیالات دھل چکے تھے وہ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں یہ مولانا موصوف ہی بہتر جانتے تھے۔

ایک مرتبہ بھری محفل میں ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا اور چیخ مار کر بھاگتا ہوا کنوئیں میں جا گرا۔ لوگوں نے جب اسے کنوئیں سے باہر نکالا تو دیکھا کہ اسے خراش تک نہ آئی تھی۔ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا فرمایا۔ "ابھی صرف اس نے مجھے دیکھا ہے، میں نے اسے نہیں دیکھا۔" پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اس طرح کنوئیں میں نہیں گرا کرتے۔"

ایک صاحب جو ایک بڑی گدی کے وارثوں میں سے ہیں (جن کا نام میں یہاں ظاہر کرنا نہیں چاہتا) داڑھی مونچھ صفا' کوٹ پتلون پہنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا' بابو جی کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے اس معتزز جگہ کا نام لیا جہاں سے وہ آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ مبارک کا نام لیا جہاں سے وہ آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ مبارک کا نام دہراتے ہوئے فرمایا۔ "آپ وہاں سے آئے ہیں؟" وہ صاحب چیخ مار کر الٹے پاؤں چلے گئے۔ چند یوم کے بعد دوبارہ

آئے تو داڑھی رکھ لی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ آئے تو داڑھی شریعت کے مطابق تھی اور تہبند و کرتا پہنے ہوئے تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ اقامت گاہ کے سامنے جو وضو کے لئے رہٹ لگا تھا اسے اپنی دھن میں مست چلا رہے تھے۔

تالیف القلوب کی یہ مثالیں ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں ہیں کہ اکثر کی حالت تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ہی ملاقات پر بدل گئی اور بعض کی حالت آہستہ آہستہ تبدیل ہوگئی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو براہ راست تنبیہ نہیں فرماتے تھے بلکہ اسے اشاروں' کنایوں سے سنت اور فرض کے ترک کی اہمیت سمجھا دیتے تھے۔ مثلاً مولوی محمد امین شرقپوری کے ایک عزیز داڑھی منڈواتے تھے۔ انہیں ایک روز میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "بابو جی دیکھئے انہیں داڑھی کیسی اچھی لگتی ہے۔" بس اس روز کے بعد انہوں نے داڑھی منڈوانی چھوڑ دی۔ بعض احباب جو نماز پڑھنا ایک بوجھ سمجھتے تھے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ہی ملاقات پر نماز کے عادی بن گئے۔ وہ لوگ جو نیند کے غلبے سے تہجد کے وقت نہیں اٹھ سکتے تھے اکثر و بیشتر حضرات محض آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی پر ہی گہری نیند سے چونک پڑتے۔ ان کا بیان ہے کہ انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی نہیں اس وقت جھنجوڑ کر جگا رہا ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان بلاتمیز مذہب و ملت ہر

سائل کے لئے یکساں تھا۔ قیام پاکستان سے قبل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اچھے والا (نزد فیروزپور چھاؤنی) میں قیام پذیر تھے۔ سردیوں کے دن تھے۔ ایک دن عصر کے وقت ایک ادھیڑ عمر کا سکھ اور اس کی بیوی وہاں آئے سکھ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بینائی کے لئے عرض کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے بات کی اور رخصت کر دیا۔ دن ڈوب گیا تھا۔ میاں بیوی باہر آٹا پیسنے کے خراس کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے کہ دن نکلے گا تو واپس جائیں گے۔ آدھی رات ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند درویشوں سے فرمایا کہ "بھئی! کچھ آدمی یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔" انہوں نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں پر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ آخر ایک درویش نے ان دونوں کو خراس کے نیچے دیکھ لیا وہ سمجھا یہ چور ہیں بے تحاشا ڈنڈے برسانے لگا۔ اتنے میں اور درویش وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے میاں بیوی کو پہچان لیا اور درویش کی مار سے انہیں نجات دلائی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ فرمایا "تم نے انہیں ناحق مارا' انہیں چائے پلاؤ اور لحاف لا کر دو۔" صبح کے وقت وہ اٹھ کر اپنے گاؤں چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد وہ سکھ اپنی بیوی کے ساتھ سر پر گٹھڑی اٹھائے دوبارہ چلا آیا...... کہہ رہا تھا کہ میری تو اس روز کی مار سے آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں۔

بیماروں اور کمزوروں کی صحت یابی کی ایک مثال ہو تو بیان کی جائے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جس کسی کے لئے جو بھی ارشاد فرما دیتے تھے وہ اٹل ہوتا تھا۔ پاک بھارت جنگ کے چھڑنے سے قبل انہی گرمیوں کے ایام میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ غریب خانے پر تشریف فرما تھے۔ ان دنوں بظاہر جنگ کا کوئی امکان نہ تھا' سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ برسات شروع نہیں ہوئی تھی صبح و شام ایک خادم (عبدالغنی) سے فرماتے کہ تم پانی برساؤ۔ چنانچہ وہ پانی کا لوٹا بھر کر ہاتھوں سے اچھالتا۔ یہ شغل کوئی ہفتہ بھر جاری رہا کہ لاہور میں خوب زور کا مینہ برسا اور غریب خانے کا نشیبی حصہ اور اس سے باہر کے ملحقہ پلاٹ زیر آب ہو گئے۔ انہیں ایام میں شب و روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حاضرین سے نعرے لگواتے۔ یہ نعرے نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری پر مشتمل ہوتے۔ نعرہ ہائے حیدری بہت زیادہ لگائے جاتے.........اس میں دن اور رات کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ پر بھی) کبھی نعرے نہیں لگواتے تھے۔ یہ بات ہر ایک کے لئے بالکل نئی تھی۔ علاوہ ازیں گاہے گاہے گاڑی میں بیٹھ کر واہگہ بارڈر یا کسٹم کالونی کے پاس تشریف فرما ہوتے۔ حفیظ صاحب سپرنٹنڈنٹ لینڈ کسٹمز واہگہ (جن کی رہائش کالونی میں تھی) بھی عقیدتاً حاضر ہو جاتے۔ کبھی کبھی قصور کی طرف بھی تشریف لے جاتے۔ اس وقت ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب جو بیمار بھی ہیں) ان مقامات پر کیوں بار بار تشریف لے جاتے ہیں۔ چھ ستمبر کو جس روز بھارت نے اچانک

واہگہ کے راستے لاہور پر حملہ کیا اور راستے میں کسٹم کالونی کی آبادی کو بھی تہہ و بالا کیا۔ حفیظ صاحب بمشکل تمام اپنے بال بچوں کے ساتھ دشمن کی نظروں سے بچتے بچاتے پیدل لاہور پہنچے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس روز اپنی اقامت گاہ پر تشریف فرما تھے۔ مولوی محمد رفیق جوان کے پاس موجود تھے' سے فرمایا۔ مولوی جی وہ واہگہ والے بابو جی (حفیظ صاحب) بڑے اچھے ہیں۔ " یہ ارشاد کئی مرتبہ دہرایا۔ چھ ستمبر کے تین چار روز بعد جب حفیظ صاحب کے بارے میں معلوم ہوا تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک جسے مولوی صاحب نے گوش گزار کیا تھا۔ یاد آ گیا۔ ٹھیک اسی وقت حفیظ صاحب کالونی سے بے بسی کے عالم میں مع بال بچوں کے نکلے تھے اور چھ ستمبر سے کم و بیش دو ماہ پہلے غریب خانہ پر نعرہ ہائے حیدری لگوائے جاتے تھے وہ راز بھی کھل گیا۔ ایک مرتبہ اس ناچیز سے ارشاد فرمایا کہ " جب کوئی شخص ہمارے پاس خواہ کہیں سے بھی) آنے کا قصد کرتا ہے تو ہم آگاہ ہو جاتے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ہماری نظر لوح محفوظ پر پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ نعرہ حیدری رضی اللہ عنہ سے بڑے بڑے دشمنوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا کہ نعرہ حیدری رضی اللہ عنہ بلند کرتے ہی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' خود تشریف لے آتے ہیں۔

دوسری مجلس

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے بلند ترین انسان تھے جب کہ مذہبی لبادہ اوڑھنا تو کجا وضع داری کو نبھانا بھی کاردارد تھا۔ وہ دینی اور روحانی علوم سے مالا مال تھے۔ وہ مستحکم ارادے کے مالک اور بلند عزائم کے حامل تھے۔ انہوں نے دنیا کو محض تصوف کی نگاہ سے نہیں دیکھا' بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی وہ بہت بڑے مفکر تھے۔ طریقت کے گرویدہ اور شریعت کے پابند تھے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ شریعت ان کی خادمہ تھی اور طریقت لونڈی۔ اسی برس کی طویل عمر میں قدم قدم پر آداب

شریعت کو ملحوظ رکھنا معمولی نہیں، بلکہ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

اپنے آقا و مولا حضور سرکار دو جہاں ﷺ کی معمولی سے معمولی سنت پر بھی ہمیشہ عمل پیرا ہونا اور کار بند رہنا یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کام تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر دوسروں کو بھی شریعت و طریقت کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ ہمیشہ زبان مبارک سے اتباع سنت کی خوبیاں ہی بیان فرماتے۔ شمع رسالت پر پروانہ وار نثار ہونے والے اور حضور ﷺ کے عشق کا دم بھرنے والے بہت لوگ گزر چکے ہیں۔ کتابیں ان کے واقعات سے بھری پڑی ہیں مگر کوئی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پروانے کی لگن کو تو دیکھے جب تک عمر نے وفا کی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اس روشن شمع ﷺ کا پروانہ وار طواف کرتے رہے۔

جدید علوم کی روشنی میں جب کہ نئے نئے مدارس فکر کھل رہے ہیں یہ کچھ عجیب بات تھی کہ نئی روشنی کے دلدادہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر بہت مطمئن ہوتے۔ کسی بڑے سے بڑے رہنما اور بزرگ کا یہ وصف کہ ہر ایک اس سے مل کر خوش اور ہر ایک اس سے فیض

یاب ہو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی واحد مثال تھے۔ اگر کوئی طب کا ماہر آتا تو اس سے طبی نکات پر بات چیت فرماتے کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبی معلومات پر حیران رہ جاتا اور اگر کوئی دیگر علوم کا ماہر حاضر ہوتا تو وہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تبحر علمی کے سامنے بے بس نظر آتا۔ تعویذ گنڈا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول نہیں تھا' لیکن اس فن کا ماہر کوئی حاضر ہوتا تو اس علم پر ایسی جچی تلی بات چیت فرماتے کہ وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہیچ نظر آتا۔ تعبیرات کے ماہران کی معلومات پر تعجب کرتے۔ زرعی کاموں کے سمجھنے والے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں پر عش عش کیے بغیر نہ رہتے۔ مذہب کے کسی نکتے پر بات چیت تو بہت ہی معمولی بات تھی۔ بڑے سے بڑے الجھے ہوئے اور دقیق مذہبی مسائل پر اس عمدگی سے روشنی ڈالتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔

میرا یہ سب لکھنے کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بحث ومباحثہ کے عادی تھے یا ان کی صحبت میں مناظرے ہوتے تھے۔ بلکہ اکثر اختلافی مسائل پر حضرت خاموش رہنا ہی پسند فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ تمام مخالفین اور موافقین کے پاس مختلف مسائل پر کتابیں موجود ہیں اس لئے بحث سے کچھ حاصل نہیں البتہ اختلاف پسند لوگوں کے سامنے اگر کچھ کر کے

دکھایا جائے تب یہ قائل ہو سکتے ہیں۔

ناچیز کی موجودگی میں ایک مرتبہ ایک صاحب علم غیب پر بات کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موضوع پر وہ بہت دیر اپنی کہتے رہے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ چپ چاپ سنتے رہے اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی آیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا "بھئی تمہارے کتنے بیٹے ہیں؟" اس نے عرض کیا "تین" فرمایا "بھئی! سچ سچ بتاؤ۔ وہ پھر بولا "تین"۔ ارشاد ہوا "کچھ حرج نہیں سچ سچ بتلا دو۔" اس نے کہا "ہیں تو چار لیکن میرا ایک بیٹا نافرمان ہے اس کا نام نہیں لیا .... فرمایا: "میرا سوال یہ نہیں ہے کہ "فرماں بردار کون ہے اور نافرمان کون۔ میں نے تو تمہارے بیٹوں کی تعداد پوچھی ہے۔ جا، اللہ تیرے اس بیٹے کو بھی نیک بنا دے گا۔" اس گفتگو کو سن کر علم غیب پر بات چیت کرنے والے صاحب کچھ ایسے خاموش ہوئے کہ پھر نہیں بولے۔

ایک مرتبہ اجتماع میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے کہا کہ "آپ لوگ (نقشبندی حضرات) حضور ﷺ کا مقام اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیتے ہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا اور خاموش رہے۔ تھوڑی دیر

کے بعد ان صاحب نے جانے کی اجازت چاہی اور دریافت کیا کہ "میں رات کو سوتے وقت کیا پڑھا کروں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھا کیجئے۔" کچھ دنوں کے بعد وہ صاحب پھر تشریف لائے اور بولے کہ واقعی آپ حضرات نقشبندی بزرگ یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اللہ تعالیٰ سے بلند ہے۔" حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہلکا سا تبسم فرمایا اور بولے کہ "مولوی صاحب! یہ بات نہیں، درود شریف پڑھنے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد مہربان ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑا ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں، وہ جو کچھ دیکھتا ہے بات اس سے بھی بہت آگے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سال ہا سال صرف ہو جاتے ہیں اور لاکھوں میں شاید ہی کسی کو رب تعالیٰ کا دیدار میسر ہوتا ہو۔ بس بات صرف اتنی ہے اب جیسا کوئی سمجھ لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ، اللہ۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیمار اور مصیبت زدہ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے تھے کہ بعض دفعہ نیا آنے والا یہ سمجھتا کہ "حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ محض طبیب ہیں۔ ایک مرتبہ ایک پڑھے

لکھے صاحب نے اپنی بیوی کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مناسب دوا تجویز فرمائی اور وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ میرے برابر میں ایک اور صاحب بیٹھے تھے جن کو میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ ان کا نام نہیں جانتا) انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تو صرف طبیب ہیں جو بیماروں کو دوا دارو بتلاتے ہیں۔ ادھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو کشف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے نور باطن سے اس کے خیال سے آگاہ ہوئے تو ایک خادم سے کہا کہ "وہ جو بابو جی ابھی گئے ہیں انہیں واپس بلالو۔" چنانچہ خادم انہیں واپس بلالایا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "تم کچھ علاج نہ کرنا اللہ تعالیٰ فضل کردے گا۔" وہ صاحب دوبارہ سلام کر کے چلے گئے تو میرے برابر جو صاحب بیٹھے تھے انہوں نے نہایت آہستہ سے کہا کہ "یہ فتور میرے ہی دل میں اٹھا تھا۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیماروں اور حاجت مندوں سے عموماً یہی ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ فضل کرے گا (یا خیر کرے گا) اس ارشاد میں نہ جانے کیا مقناطیسی طاقت مضمر تھی کہ اسی وقت ایسا محسوس ہوتا گویا کام بن گیا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک خاص فرقے کے بارے میں کہا کہ ان لوگوں میں یہ یہ خامیاں ہیں۔ فرمایا "میاں تم اپنی خبر لو تمہیں

دوسروں سے کیا لینا ہے۔؟" ایک نے سوال کیا کہ "نماز کس وقت ادا کرنی چاہیے۔ ارشاد فرمایا "اول وقت میں اور با جماعت ۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی باہر جاتے تو مساجد ہی میں قیام کو زیادہ پسند فرماتے ۔ لاہور کی شاہی مسجد تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہی پسند تھی۔ اس کی محرابوں کی صناعی' فرش کے مصلوں کی گنتی اور مسجد کے طول وعرض کی کئی مرتبہ پیمائش کرائی اور جب بھی لاہور تشریف لاتے تو شاہی مسجد دیکھنے کیلئے ضرور جاتے۔ عموماً عصر اور مغرب کی نماز بھی وہیں ادا فرماتے ۔ موجودہ قیام گاہ پکا چک جو چک حضرت کرماں والا شریف کے نام سے منسوب ہے' اور اوکاڑہ سے صرف دو اڑھائی میل ادھر ہے اور جہاں پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام سے ریلوے اسٹیشن بھی ہے وہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جرنیلی سڑک کے کنارے چک کے بلند بند داخلی دروازے سے ملحقہ بہت بڑا پلاٹ ایک شاندار مسجد کیلئے مخصوص فرمایا' جہاں اب بھی پانچوں وقت پابندی سے نماز ادا کی جاتی ہے۔ عموماً جمعۃ المبارک کے روز اسی جگہ پر ہزاروں لوگوں کو پندونصائح سے نوازتے۔ یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں پر اس جمعۃ

الوداع کے روز نماز جمعہ کے فوراً ہی بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کم وبیش ایک لاکھ افراد نے چشم تر سے ادا کی اور اس وسیع پلاٹ کے برابر میں ہی وہ قطع بھی منتخب ہوا جہاں اس آفتاب رشد وہدایت کو زمین کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ قطعہ رشک جنت بنا، وہ دن دور نہیں جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں معتقدین حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو کے مطابق یہاں ایک شاندار مسجد دیکھیں گے اور مزار مبارک پر ایک عظیم الشان عمارت۔ (یہ دونوں باتیں تکمیل کے مراحل سے گذر چکی ہیں) چشم بصیرت تو آج بھی مزار مبارک پر ایک بلند وبالا اور رفیع الشان عمارت کو دیکھ رہی ہے کہ آستانہ عالیہ پر فرشتوں کے پرے کے پرے رحمت یزداں اور انوار الٰہیہ کے ان گنت پھول برسا رہے ہیں۔

شاہی عمارتوں میں جہانگیر کا مقبرہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت پسند تھا۔ جب بھی ان کا نام لیتے احتراماً "جہانگیر صاحب" کہتے۔ اکثر وہاں فاتحہ خوانی کیلئے بھی تشریف لے جاتے۔ جلسے اور جلوس کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی الیکشن میں کبھی دلچسپی لیتے۔ ہاں جو حضرات الیکشن لڑنے کے خواہش مند ہوتے اور دعا کے لئے حاضر ہوتے۔ ان کی کامیابی کی دعا فرما دیتے۔ مزاج مبارک میں بے حد تحمل اور بردباری تھی لیکن خلاف

مزاج باتوں پر گاہے گاہے خفگی کا اظہار بھی فرماتے کہ بعض پہلی مرتبہ آنے والے اصحاب کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ شاید حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج مبارک بہت گرم ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط تھی۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ذات بابرکات تھی کہ وہ لاکھوں مریدوں (بالخصوص مجھ جیسے) کی کوتاہیوں، گستاخیوں اور بے ادبیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے اور ان کے لئے ہمیشہ دعائے خیر فرماتے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوناگوں خصائل کے حامل تھے کہ اس زمانے میں کسی ایک شخص میں ان تمام خوبیوں کا جمع ہونا بہت مشکل ہے، مغربی پاکستان کی بڑی بڑی گدیوں کے تمام سجادہ نشین حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے اعراس میں شرکت فرماتے اور سجادہ نشین حضرات ان کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ اتنے بڑے اعزاز کے حصول کے باوجود حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا برتاؤ ان سب حضرات سے معتقدانہ ہوتا۔

حضرت صاحب قبلہ، صاحبِ مزار کے احترام کو بہت ہی ملحوظ رکھتے۔ جب بھی کسی بزرگ کا ذکر کرتے تو بہت ہی ادب سے۔ ان کی اور ان کی اولاد کی بڑی تعظیم کرتے اور ہمیشہ معمولی سے معمولی شخص کے نام کے

ساتھ بھی صاحب کا لفظ استعمال کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کی چغلی یا غیبت نہیں سنی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی وہ بلند کرداری تھی کہ جو بھی سینکڑوں (خواہ ہزاروں کی تعداد میں) ان کے حلقے میں بیٹھتا 'وہ ان کی بلند ترین شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بلکہ بہتوں کی زبانیں تو پاس ادب سے گنگ ہو جاتیں اور ان پر ایسی خاموشی طاری ہو جاتی کہ جیسے وہ زبان ہی نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو سب گردن جھکائے دو زانو بیٹھتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے بچوں پر بہت ہی شفقت فرماتے اور انہیں کوئی پھل یا مٹھائی بھی دیتے۔

کچھ عرصے سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تسلسل بول کے عارضے میں مبتلا تھے لیکن گزشتہ چند ماہ کے سوا کیا مجال جو کبھی کسی فرض یا سنت کو ترک فرمایا ہو۔ حضرت آخری چند ماہ میں بہت ہی علیل اور بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ اٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار تھے۔ اس کے باوجود اشاروں سے نماز ادا فرماتے تھے۔ مسلسل بیماری اور بے حد کمزوری کے سبب کون آدمی ہے جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر نہیں رہ جاتا اور جس کے چہرے پر پژمردگی نہیں چھا جاتی 'لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم

مبارک میں نقاہت تو بہت پیدا ہوگئی تھی۔ مگر روئے انور ماہ تاباں کی طرح چمکتا تھا اور دن دونی اور رات چوگنی ترقی پر تھا۔

رمضان المبارک میں انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دس بارہ روزے بھی رکھے گویا تھوڑا بہت پانی یا دودھ جو نوش فرماتے تھے وہ بھی ترک کر دیا اور یہ صرف سحری اور افطاری کے وقت ہی پیتے' دوائی کا استعمال تو ان اوقات میں بھی نہیں کیا۔ چوتھی مرتبہ صاحبزادگان انہیں ۱۵ رمضان المبارک کو گلبرگ لاہور بغرض علاج لے کر آئے۔ ۱۷ یا ۱۸ رمضان المبارک کو پکے چک سے خادم شمس الدین (واٹرمین ریلوے) عیادت کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری اور کمزوری کو دیکھ کر اس نے عرض کیا تھا کہ حضور ایسی بیماری کی حالت میں لوگ اپنا روزہ کسی دوسرے کو رکھوا دیتے ہیں آپ بھی...... لیکن ارشاد فرمایا:

''جس نے مرنا ہو وہ روزے خود رکھتا ہے۔''

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کمزوری' بیماری اور اس پر دوائی کا استعمال ترک' خوراک بند اور یہ ارشاد، ۲۲ رمضان المبارک کو اپنے وطن کو واپس تشریف لے گئے۔ اور ۲۷ رمضان المبارک 1385ھ بمطابق

20 جنوری 1966ء بوقت چار بجے (عصر کے قریب جان، جاں آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمعۃ الوداع کی بزرگی اور فضیلت میں ہمیشہ رطب للسان رہتے۔ یہ راز اس جمعۃ الوداع کو عیاں ہوا اور یہ نیر تاباں نہاں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب سے بڑی فضیلت ایک بڑی فضیلت والے انسان کو عطا کردی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بڑی سے بڑی تکلیف پر بھی ہمیشہ شاکر رہے۔ تقسیم ملک کے وقت فیروز پور (موضع کرماں والا) سے نقل مکانی کے بعد اپنی تمام سکنی و زرعی جائیداد چھوڑ کر پاکستان تشریف لے آئے۔ چند یوم قصور میں قیام فرمایا اور پھر پاک پتن شریف میں اقامت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں پکا چک (نزد اوکاڑہ) میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے زرعی جائیداد بھی دے دی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے یہاں ریلوے اسٹیشن بھی کھل گیا کیونکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ میرے پاس آنے جانے والے "بیلیوں" (مریدین) کو سفر کی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ لوگ دور و نزدیک سے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وسیع لنگر خانہ مہمانوں کے لئے شب روز کھلا رہتا کہ کم از کم اس دور میں اتنے وسیع و عریض لنگر کی کہیں مثال نہیں

ملتی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ کوئی وہاں حاضر ہوا اور وہاں سے بھوکا پیاسا چلا جائے بلکہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ادنیٰ کرامت تھی کہ اکثر احباب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان کی ریزہ چینی کو سعادت سمجھتے اور لقمے کے حلق سے اترتے ہی ان کے قلب کی کیفیت میں نمایاں تبدیلی آنے لگتی۔ اکثر مہمان یہ سمجھتے کہ شاید عام لنگر کے علاوہ خاص آدمیوں کے لنگر میں خاص کھانے مہیا کئے جاتے ہیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اپنے لئے کوئی پر تکلف کھانا تیار کراتے ہیں لیکن یہ بات ہرگز نہیں تھی۔ عام لنگر کی چیزیں خاص لنگر (جو چند مخصوص اصحاب کے لئے ہوتا تھا) میں بھی مہیا کی جاتیں۔ ہاں ایک آدھ سبزی زائد ہوتی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو عرصے سے تسلسل بول کے مریض تھے ان کے لئے پرہیزی کھانا آتا مگر وہ بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمشکل تناول فرماتے۔ کم خوری اور کم خوابی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ثقیل اور دیر ہضم غذائیں تو بالکل ہی نہیں کھاتے تھے، لباس سفید اور اجلا پہنتے، جس میں تہبند، کھلی آستین کا کرتا، سر پر کپڑے کی ٹوپی اور اس پر صافہ مبارک باندھتے اور ایک کپڑا

بطور رومال استعمال فرماتے۔ جاڑوں میں بند گلے کی گرم واسکٹ پہنتے، گرم چادر یا شال بھی اوڑھ لیتے تھے جس میں ململ کا کرتا پسند فرماتے تھے اور جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو نہایت ہی ہلکے کپڑے کی بند گلے کی واسکٹ بھی پہنتے، کرتا اور واسکٹ ہمیشہ بند رکھتے۔ فرماتے "بٹن کھلے نہیں رکھنے چاہئیں۔ گھر کا دروازہ بند ہو تو اس میں ایرا غیرا داخل نہیں ہو سکتا۔" خواہ کیسی بھی گرمی ہو، بدن مبارک سے کرتا کبھی جدا نہ کرتے، غسل کے وقت بھی پردے کا لحاظ فرماتے، استنجا کے لئے ہر جگہ خادم پانی کا لوٹا موجود رکھتے۔ طویل بیماری کے سبب طبیعت میں لطافت بڑھ گئی تھی۔ اس لئے انگلیوں کے جوڑوں میں نقرس کی تکلیف محسوس کرتے۔ اس لئے تیمم فرماتے۔ آخری چند سالوں میں جبکہ نقاہت بہت بڑھ گئی تھی نماز بیٹھ کر ادا فرماتے۔

ہمیشہ ٹھنڈی چیزوں کا استعمال پسند فرماتے۔ آگ سے گرم شدہ مثلاً چائے وغیرہ نہ پیتے اور دودھ پھیکا اور کچا نوش فرماتے، کھانے میں چاول استعمال نہ کرتے، اس احتیاط اور پرہیز کے باوجود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تسلسل بول یا شوگر کے عارضے کا لاحق ہونا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ "اہل اللہ کے امراض کو ہر کس و ناکس

نہیں سمجھ سکتا۔" بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان حضرات کی بیماریاں بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹروں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہیں۔

گزشتہ سات آٹھ مہینوں میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت مبارک کافی گر گئی کہ صاحبزادگان والا تبار کو انہیں لاہور علاج معالجہ کیلئے لانا پڑا۔ لاہور میں میو ہسپتال میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا آپریشن بھی ہوا کیونکہ پیشاب کا اخراج بند ہو گیا آپریشن کامیاب بھی رہا مگر اس کا کیا علاج کہ:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بیماری زور پکڑ گئی۔ پہلے تو آنے جانے والوں کے سلام کا جواب دے دیتے، خیر، خیریت بھی پوچھ لیتے مگر آخری مرتبہ جب صاحبزادگان حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علاج کیلئے لاہور لائے تو دو چار دن کے بعد ہی خیر، خیریت دریافت میں بھی بہت ہی کمی واقع ہو گئی۔ صرف ہاتھ کے اشارے سے جواباً مزاج پرسی فرماتے۔

واپسی پر بابا جی عثمان علی شاہ صاحب کو ایک رات قبل ہی فرما دیا تھا کہ "پیر جی! اب ہمیں جلد گھر واپس جانا چاہیے۔" روانگی سے تھوڑی دیر پہلے اس ناچیز نے بھی الوداعی سلام پیش کیا۔ جواب میں دونوں ہاتھ مبارک

ہلائے (گویا فرماتے تھے خیریت سے تو ہو؟) میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اشارے دائمی جدائی کے اشارے تھے کہ دیکھ لو اور اچھی طرح دیکھ لو ہم پھر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ ہائے کیسے ہیں وہ بزرگ جو اللہ سے بعد وصال بھی ملاقاتیں فرماتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ اس ناچیز کو اپنی کوتاہیوں، خامیوں اور گناہوں کے سبب یہ توفیق بھی حاصل نہ ہو سکی کہ وہ اتنے بڑے ولی اللہ کے قرب سے کچھ حاصل کرتا، کچھ سیکھتا کہ آج جب کہ وہ اس دنیا سے دور بہت دور چلے گئے ہیں، ہدیہ سلام کا جواب ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا۔ عقل کہتی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہم سب میں موجود ہیں۔ ایک تمہارا ہی کیا سب کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ سب کی مزاج پرسی فرما رہے ہیں۔ سب کے لئے دعا گو ہیں۔ اسی شد مد سے جیسے وہ بھرے مجمع میں یا اپنے کمرہ خاص میں بیٹھ کر دعائیں دیتے تھے۔ ہر ایک سے مہر و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کی آغوش تو آج بھی وا ہے۔ مگر وائے حسرت کہ میں اس قابل نہیں، تاہم ان کی غیر معمولی شفقت اور محبت سے کامل یقین ہے کہ ان کے انعام و اکرام اور شفقت و مہربانی کو وہی فراوانی ہمیشہ رہے گی۔

انشاء اللہ کبھی کبھی تو دل بھی کہتا ہے۔ ”تم مانو یا نہ مانو“ محسوس کرو

نہ کروان کا کام تو کرم نوازی ہے، اور بعد از وصال تو یہ نعمت اور بھی وافر ہو جاتی ہے۔'' سچ ہے کہ ان بلند و برتر ہستیوں کے گنبدوں کے صدقے ہی میں آج یہ زمین کھڑی ہے اور آسمان قائم ہے ورنہ ہمارے گناہوں کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ وہ حضورﷺ کے ان شیدائیوں کے طفیل اپنے بندوں پر ان کے گناہوں کے باوجود رحم و کرم فرماتا ہے۔

تیسری مجلس

حاجی سیٹھ چراغ دین مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کچھ یوم شرقپور شریف ٹھہرے۔ مسجد شریف میں قیام تھا۔ دو تین دن ہو گئے تھے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یاد نہ فرمایا جس سے دوسرے ساتھی بھی بہت گھبرائے۔ میں نے کہا ”گھبرایئے نہیں، حضرت میاں صاحب قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہم لوگوں کو بھی یاد فرمائیں گے“۔ چنانچہ چوتھے روز ہم سب کو یاد کیا۔ حاضر خدمت ہوئے تو کمال شفقت سے اوپر کی منزل پر جہاں خود تشریف فرما تھے بلایا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بات چیت فرمائی، مزاج پوچھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، بیمار ہوں۔ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک

آدمی سے فرمایا کہ ہمارے شاہ صاحب! (سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ) بیمار ہیں ان کا علاج کراؤ۔ غرض ان کی بیماری کا سن کر بہت تشویش کا اظہار فرمایا' آخر میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کریم صحت عنایت کر دیں گے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ لاہور میں کسی ڈاکٹر کو دکھا لینا۔ ساتھیوں سے بھی کہا کہ انہیں ڈاکٹر سے ملانا' اور جب رخصت فرمایا تو پھر ارشاد فرمایا کہ "شاہ صاحب" کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

حاجی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ میری نظر میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیمار نہ تھے' بلکہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی کسی روحانی بیماری کی دوا چاہتے تھے اور حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تسلیوں اور دلاسوں سے ان کا علاج فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ 'کو ان دنوں بہ سبب روحانیت بہت جوش آتا تھا۔ اکثر جمعہ کے وقت دوران وعظ لوگ تڑپ تڑپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب اتنا جوش نہیں چاہیے۔ سنا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آدمی وجد میں آ جاتے ہیں۔ جس کو دیا جائے اسے پتہ نہیں ہونا چاہیے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کے بعد

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے جوش میں نمایاں کمی ہو گئی۔ لوگوں کو بھی کم وجد آتا۔

حاجی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ کرموں والا (نزد فیروز پور) جہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے رہتے تھے۔ وہاں مسجد بہت چھوٹی تھی' عقب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کو راستہ جاتا تھا۔ محراب کے سامنے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک تھا۔ یہاں سے بھی گھر کو راستہ جاتا تھا۔ حجرہ بہت بڑا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عالم تھے۔ کتابوں کے مطالعے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ حجرے کی دیوار میں پھٹے لگے ہوئے تھے' جن پر کتابیں رکھی تھیں۔ انہوں نے خیال کیا کہ پھٹوں پر کتابیں کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتیں ان کیلئے الماری ہونی چاہئے۔ سُن کر فرمایا "اچھا فیروز پور سے مضبوط سی الماری بنوا کر بھیج دینا۔ الماری اچھی اور بڑی ہونی چاہئے۔ انہوں نے ویسی ہی الماری بھجوادی۔ لکھتے ہیں اس الماری میں بھی پوری کتابیں سمانہ سکیں۔ ایک روز انہیں حجرہ مبارک میں بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کسی طرح حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو کرموں والا لائیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' ویسے تو حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارا گاؤں دیکھا ہے' سفید گھوڑے پر تشریف لاتے ہیں' لیکن ظاہراً نہیں۔ یہ بولے حضرت' میاں

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہ سب کتابیں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ شاہ صاحب اتنی کتابیں پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم ان پر کپڑا ڈال دیں گے' جیسا کہ حضرت یوسف کے خوف سے مائی زلیخا نے اپنے بتوں پر کپڑا ڈال دیا تھا۔

حاجی سیٹھ چراغ دین صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فیروز پور تشریف لائے۔ میں قصائیوں کے بازار سے گزر رہا تھا' کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر نظر پڑی' سردی کے دن' رات کے آٹھ نو بجے کا وقت تھا' مجھے قدرے حیرت ہوئی۔ آگے بڑھ کر السلام علیکم کہا' فرمایا' نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا ابھی نہیں' بولے چلو مسجد میں چل کر نماز پڑھتے ہیں نماز کے بعد مزید پانچ دس آدمیوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع ہوگئی وہ بھی جمع ہوگئے۔ ان میں سے ایک دو نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے ہاں چلنے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چراغ دین کے ہاں جاؤں گا۔ میرے ساتھ گھر پر تشریف لے آئے۔ کھانے کیلئے عرض کیا گیا' بولے جو موجود ہے وہی لے آؤ' کوئی تردد نہ کرنا۔ جو گھر میں پکا تھا میں اٹھا لایا۔ دو تین آدمی اپنے ہاں سے کھانے کی کوئی عمدہ چیزیں بھی لے آئے اور اصرار کیا' فرمایا یہ چیزیں میرے موافق نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ

چلے گئے۔ جب میں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے رہ گئے تو میں نے عرض کیا' حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ اس وقت کیونکر تشریف لائے؟ ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ فرمایا' کوئی ارادہ تو نہیں تھا۔ گھر سے نکل کر مسجد جا رہے تھے کہ دیکھا مسجد کی دیوار کانٹوں کی ہے۔ دروازہ بھی ایسا ہی نظر پڑا کسی طرح مسجد کے اندر گئے۔ اسی وقت حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلالیا۔ آدمیوں سے کہا کہ تم دھیان رکھنا۔ میں ریلوے اسٹیشن تک جاتا ہوں وہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر رائے ونڈ پہنچے اور وہاں سے شرقپور شریف شام ہوگئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا ہوا آ گئے۔ معلوم ہوا کہ میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مائی صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے راتوں رات ہی تکفین وتدفین کا انتظام فرمایا۔ صبح سویرے دیگیں پکوائیں۔ غریبوں اور فقیروں کو کھانا کھلایا شروع کے دو تین دن اسی طرح گزر گئے۔ تیسرے روز قل تھے۔ اس کے بعد جانے کی اجازت ہوئی۔ یہاں پہنچتے پہنچتے رات گئی۔ حاجی صاحب (مرحوم) فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بے تکلفی کے سبب اکثر ایسی باتیں بھی ان سے پوچھ لیتا تھا جو کہ نہیں پوچھنی چاہئے تھیں' جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے شرقپور شریف جانے کا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ذکر سنا تو خیال ہوا کہ

انہیں یہ سب کیونکر معلوم ہو گیا۔ میرے استفسار پر فرمایا یہ بات کچھ بھی نہیں۔ مرید خواہ کم سے کم درجے کا ہو اُسے بھی پانچ سو کوس کی خبر ہوتی ہے۔

اللہ بس _____ باقی ہوس

چوتھی مجلس

علی محمد چک نمبر 140' ضلع سرگودھا سے بیان کرتے ہیں کہ 1937ء کا ذکر ہے کہ ان کو دفتر صدر فیروز پور چھاؤنی سے امیدواران پٹوار نہر' مسلمان' ہندو اور سکھوں نے سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کراؤ اور دریافت کرو کہ انہیں پٹوار کی نوکری مل جائے گی یا نہیں۔ کیونکہ سب کے نام محکمہ نہر نے زائد از پچیس سال عمر ہونے کی وجہ سے خارج کر دیئے تھے اور انہوں نے لاہور میں بڑے افسران کے پاس اپیل کے واسطے جانا تھا۔ یہ جب صبح کے وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ''تم کو ابھی پکی پٹوار نہیں ملی''۔ انہوں نے عرض کیا' ''حضور ابھی کوئی جگہ نہیں ملی''۔ ارشاد فرمایا ''کوئی فکر نہ کرو' تم جلد ہی پکے پٹواری بن جاؤ گے''۔ انہوں نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں سے ذکر کیا کہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کچھ عرض کرنے کے بغیر ہی اس طرح فرمایا ہے۔ سب خوش ہو گئے اور دوسرے دن لاہور پہنچ کر درخواستیں دے کر چلے گئے۔ چند ہی ماہ بعد حکومت پنجاب کی طرف سے بحالی کا اعلان ہو گیا اور انہیں مستقل پٹواری کر دیا گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دربار کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں تشریف فرما تھے' فرمانے لگے "دنیا کے کاموں والے تو بہت آتے ہیں مگر اللہ کا راستہ پوچھنے والا کوئی کوئی آتا ہے"۔ ہر وقت نیک کاموں کی تلقین فرماتے رہتے اور شریعت کے حکم کے مطابق لباس اور داڑھی رکھنے کی تاکید فرمایا کرتے۔

ایک دفعہ حضرت کرموں والا شریف کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز پڑھا کر اندر تشریف لے گئے۔ یہ احاطہ کے صحن میں صف پر بیٹھے تھے' صحن بہت بڑا تھا اور پاس سے راستہ گزرتا تھا۔ ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے' سفید داڑھی رنگ گورا' نہایت روشن صورت' سفید گھوڑے پر سوار بستی کرموں والا کی طرف سے آئے اور ان سے دریافت کیا کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ "اندر تشریف لے گئے ہیں"۔ فرمایا "شاہ صاحب کو بلوانا ہے"۔ انہوں نے اندر جانے والے ایک لڑکے سے کہا۔ شاہ صاحب ان بزرگ صاحب سے جو گھوڑے پر ہی سوار تھے' باتیں کرتے ساتھ ساتھ چلتے رہے' تھوڑی دور جا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ واپس

آ گئے۔ سورج غروب ہونے والا تھا اور گرمی کا موسم تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ بزرگ صاحب اب کہاں جائیں گے' غروب آفتاب کا وقت ہے۔ فرمانے لگے کہ "تم ان کا فکر نہ کرو یہ اللہ کے بندے ہیں' انہوں نے جہاں جانا ہو دیر نہیں لگتی"۔ چنانچہ وہ بزرگ فوراً ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ بزرگ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

یہ (موضع چک پکا) حال حضرت کرماں والا شریف میں دو تین دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ایک دفعہ جب وہاں پہنچے تو لب سڑک باہر مسجد میں مغرب کی نماز کی جماعت ہو رہی تھی' ان کے شامل ہونے تک سلام پھیرا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک دکھائی دیا۔ بعد ازاں نماز ختم ہونے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کے پاس صحن مسجد میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ ایک آدمی ارادۂ دشمنی پستول چھپائے ہوئے آ کر مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ فلاں قسم کے کپڑوں والے آدمی کو پکڑ کر اس کی تلاشی لو۔ چنانچہ پستول پکڑا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو معافی دے دی اور پستول بھی اسے واپس کر دیا۔ سبحان اللہ کیا شان بے نیازی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی!

چوہدری نور احمد مقبول لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد 1952ء میں انہیں حضرت صاحب کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ نزد اوکاڑہ حضرت صاحب قبلہ

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔اس دفعہ بھی یہ چھ سات دن تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ کے اندر ایک پلاٹ میں آنے والے تمام حضرات سے کام کیلئے ارشاد فرماتے اور سب لوگ تعمیل حکم میں سعادت سمجھتے ہوئے کمر بستہ رہتے۔انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت پیدا ہو چکی تھی۔ایک دفعہ انہوں نے عید الضحیٰ گھر کرنے کی بجائے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر ادا کی، انہی دنوں میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ کچھ پڑھنے کا حکم فرمایئے۔فرمایا" تہجد اور درود شریف پڑھا کرو" ایک دن کسی مریض کو فرمایا"ناریل کھا لیا کرو، رب کریم فضل کریں گے"۔اس کے بعد جو مریض آتا اس کے لئے یہی دوائی تجویز فرماتے۔

یہ دوران ملازمت اکتوبر 1947ء میں علاقہ جموں کی ڈوگرہ پولیس کے نرغہ میں آگئے اور انہوں نے انہیں کوئی پاکستانی افسر سمجھ کر نقصان پہنچانے کی سوچی۔تمام دن بٹھائے رکھا۔جوں جوں دن ختم ہو رہا تھا اور رات قریب آ رہی تھی ان کی تشویش بڑھتی جا رہی تھی کہ مبادہ رات کی تاریکی میں جان سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔عین اس وقت یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھا' معاً ایک ڈوگرہ نمبردار آیا اور کہا کہ یہ ملازم سرکاری ہیں' بہتر ہے کہ انہیں فوری سوچیت گڑھ چوکی پر بھیج دیا

جائے۔ وہاں بڑے افسر صاحب خود فیصلہ فرمادیں گے۔ چنانچہ انہیں سوچیت گڑھ بھیجا گیا' جہاں انہیں خوش قسمتی سے چھوڑ دیا گیا۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا کمال تصرف تھا۔

دوران ملازمت علاقہ آزاد کشمیر میں ان کا چند حضرات سے اختلاف ہو گیا اور وہ ان کی جان کے پیاسے ہو گئے۔ انہوں نے کئی بار خفیہ طور پر انہیں ختم کرنے کے منصوبے بنائے۔ جب ان کا گزر جنگلوں میں سے ہوتا تو دشمن موقع کی تلاش میں رہتے۔ کچھ مدت بعد وہی لوگ ان سے معافی کے طالب ہوئے اور عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر کامل ہیں۔ ہمارے آدمیوں نے کئی دفعہ آپ پر حملہ کی تیاری کی' مگر جونہی وہ آپ کے نزدیک ہوتے انہیں ایسا خوف پیدا ہوتا کہ عقل و ہوش کھو بیٹھتے اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے"۔ انہیں یقین ہے کہ یہ مہربانی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تھی جس کی بدولت ان کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا۔

چوہدری نور احمد مقبول جب انسپکٹر سے ترقی کر کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہوئے تھے اور مزید ترقی کیلئے ان کے ضروری کاغذات تیار ہو رہے تھے تو یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں دعا کیلئے حاضر ہوئے ان کے ساتھ محکمہ کے چند ایک گزیٹڈ افسر بھی تھے جو ان کے بعد حضرت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور والا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی عزت

افزائی کی اور نہایت شفقت سے پیش آئے اور کسی درویش سے فرمایا کہ انہیں چائے پلاؤ۔ یہ بیٹھے رہے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بھی ارشاد فرمایا کہ "تم کیوں نہیں جاتے' جاؤ چائے پیو"۔ یہ اٹھے تو ارشاد فرمایا "بھیلو یہ ڈاک خانہ کے بڑے بڑے افسر ہیں"۔ یہ فقرہ متعدد بار فرمایا۔ یہ دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ابھی حرف مدعا زبان پر بھی نہیں لایا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی فرمادیا ہے۔ جب انہیں اجازت لیکر جانے کا خیال آیا تو ان کے دوسرے احباب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعائے خیر کیلئے درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ خیر کرے"۔ انہوں نے بھی عرض کی کہ "حضرت میرے لئے دعا فرمائیں"۔ فرمایا "ایک دفعہ کہہ دیا ہے' بار بار کیا ضرورت ہے"۔ اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ پہلے احکام بھی ان ہی کیلئے تھے' نیز اسی دوران کئی دوست مجلس میں تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ فرمایا "وہ کیا پیر ہے جسے اپنے مرید کا ہوش نہیں کہ کس رنگ میں ہے اور کس حال میں ہے"۔ فرمایا "جب اولیا اللہ دینے پر آتے ہیں تو جھولیاں بھر کر دیتے ہیں"۔ اب انہیں وثوق ہو چکا تھا کہ خدا کی مہربانی اور پیر و مرشد کی نظر کرم سے ان کا کام بن گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا سبحان اللہ کیا شان ہوتی ہے اللہ کے پیارے اور برگزیدہ بندوں کی!

اسی طرح ایک اور مرتبہ انہیں کسی مجلس میں حاضری کی نعمت میسر تھی کہ ایک درویش حاضر خدمت ہوئے' جنہوں نے فرمایا کہ کوئی بڑے افسر فون پر

بات کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش اور درخواست ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لا کر بات کریں۔ فرمایا کہ ”فون کے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے“۔ اور ایسا انہوں نے کئی بار کر کے دیکھا کہ تکلیف کے وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی اور فوراً مشکل حل ہوگئی۔

انہیں دوران ملازمت بغرض معائنہ ایک قصبہ میں جو ضلع کیمبل پور اور میانوالی کی سرحد پر ہے جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک بداعتقاد بوڑھا ایک زمیندار کے پاس بیٹھا کہہ رہا تھا کہ ”کہاں ہیں ولی اور بزرگ' دنیا خشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے' فصلیں سڑ رہی ہیں اور بارش ہوتی نہیں۔ اگر اولیاء ہوں تو ان کی دعا سے بارش کیوں نہ ہو۔ یہ محض ڈھونگ ہے“۔ انہیں بھی اسی زمیندار کے ہاں ٹھہرنا تھا۔ جب یہ ان کے مہمان خانہ میں پہنچے تو وہ زمیندار خوش ہوا' اور اس بوڑھے سے مخاطب ہوا' لو بڑے میاں صوفی صاحب تمہاری بات کا جواب دیں گے۔ انہوں نے اس بوڑھے میاں کو سمجھانے کی کوشش مگر وہ نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے' حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے آج یا کل بارش ہو جائے۔ جنوری کا مہینہ تھا۔ بعد نماز عشا تمام نمازیوں نے مسجد میں بارش کے لئے دعا کی' انہوں نے بھی ہاتھ اٹھائے اور حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف متوجہ ہو کر گزارش کی کہ "اے پیرو مرشد! اگر آپ رب کریم کی بارگاہ عالیہ میں دعا فرمائیں تو یقین ہے کہ رب العزت صدقہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے بارش برسا دیں اور یہ غلط العقیدہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔" دعا کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے' سحری کے وقت سے ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی۔ یہ بہ مشکل اس قصبہ سے پختہ سڑک تک ہی پہنچے تھے کہ ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ چھ روز تک جھڑی لگی رہی۔ اس حقیقت کے کئی عینی شاہد ہیں۔ اور یہ یقیناً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت تھی۔

1948 ء کے بعد ان کے ہاں کوئی لڑکا تولد نہ ہوا' چار بچیاں ہوئیں۔ فکر دامن گیر ہوا' اور جب بیوی امید سے ہوئی تو یہ دعا کرتے رہے۔ ایک رات ان کی زوجہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ قبلہ خواجہ تخی سلطان صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (اٹک والے) فرما رہے ہیں کہ "بیٹی یہ بچہ جو پنگوڑے میں ہے تمہارا ہے اسے اٹھا لو"۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان کے دائیں بازو پر ایک بچہ بیٹھا ہے' نہایت تندرست توانا اور خوبصورت۔ اور حضرت قبلہ کرما نوالے رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ "تمہارا بچہ ہے نا"۔ جب انہوں نے دو خواب دیکھے تو پھر شک کی گنجائش نہ رہی۔ ولادت سے ایک ماہ قبل دو دنبے خرید کر قربانی کی' اللہ تعالیٰ

نے ہو بہو اسی شکل کا فرزند عطا کیا' جیسا کہ انہیں خواب میں نظر آیا تھا' ولی کامل کو یہ طاقت ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو جو عام لوگوں کی نگاہ سے غائب ہوں یہ بخوبی دکھا دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی اکملیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

حاجی محمد ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ وہ گھر سے نو دن کا وعدہ کر کے گئے تھے کہ نو دن تک واپس گھر آ جاؤں گا' مگر حضور عالی جناب حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کی محبت انہیں واپس نہیں آنے دیتی تھی وہ رات کو اپنے رشتہ داروں کے ہاں اوکاڑہ منڈی میں چلے جاتے تھے اور دن کو کرمانوالہ شریف جا کر مجلس میں بیٹھ جاتے۔ ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "تم اپنے گھر اب کیوں نہیں جاتے"۔ انہوں نے بڑی صفائی سے بات ٹال دی۔ دوسرے دن پھر جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان کی طرف دیکھتے ہوئے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے لوگوں کو فرمایا "اس کو پکڑ کر باہر نکال دو' گھر والے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ یہاں سے نہیں جاتا"۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے آئے۔ گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ واقعی بہ دیر آنے پر وہ ناراض تھے۔

مستری غلام نبی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یہ اپنی دکان پر بیٹھے

مثنوی شریف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پڑھ رہے تھے کہ تحصیل چونیاں ضلع قصور۔ سے ایک سید صاحب اچانک آ گئے' بڑے اچھے اور باشرع آدمی تھے۔ ان کے پاس بیٹھ کر بزرگوں کی باتیں کرنے لگے' فرمانے لگے کہ "آج کل بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو بزرگوں کی کرامتوں سے انکار کرتے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں اوکاڑہ منڈی کے قریب حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ہر وقت ان سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ دو کرامتیں بندے نے خود دیکھی ہیں۔" مستری صاحب ان کی باتیں کان لگا کر سننے لگے۔ فرمانے لگے۔ "میرے ایک ماموں صاحب میرے پاس آئے' کہا چلو تم کو حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کرا دیں۔ میں نے اپنے ماموں سے کہا کہ میں تو کوٹلہ شریف والوں کا مرید ہوں گا یا مکان شریف والوں کا۔ انہوں نے کہا' چلو میرے ساتھ کرمانوالہ شریف زیارت ہی کر آئیں۔ میں اپنے ماموں کے ساتھ کرمانوالہ شریف پہنچا۔ عالی جناب حضرت صاحب کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ میرے ماموں صاحب نے عرض کیا کہ "حضور یہ لڑکا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کرانا ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کو کوٹلہ شریف والوں کا مرید بننا چاہئے"۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا "کیوں جی ٹھیک ہے نا؟" میں نے عرض کیا' جی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھیک فرمایا' یعنی کشف سے میرے دل کی گہرائیوں تک پہنچ گئے"۔ اس کے بعد سید صاحب نے بیان کیا کہ حضور انور

حضرت صاحب کرمانوالہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر ریڈیو سے سن کر وہ جمعہ کے دن صبح سویرے اپنے گھر سے پیدل ہی چل پڑے قریباً بیس میل کا سفر تھا۔ جب گیارہ میل طے کر چکے تو تھک گئے' کمزور تو پہلے ہی تھے' دن زیادہ چڑھ آیا اور حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شامل ہونے کی امید کم ہو گئی۔ اچانک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک موٹر کار ان کے قریب سے گزری۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر وہ موٹر والا انہیں بھی سوار کر لیتا تو وہ بھی ایک مرد خدا کی نماز جنازہ میں شامل ہو جاتا۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ موٹر کار ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی' انہوں نے افسوس کیا' مگر پھر تھوڑی دیر بعد اچانک وہی کار واپس آئی اور ان کے قریب آ کر ٹھہر گئی۔ اس میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ کہا "کرماں والا شریف جانا ہے"۔ اس شخص نے کار میں بیٹھنے کی پیش کش کی۔ جب کرماں والا شریف پہنچے اور کار سے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ یہ لاہور کے بہت بڑے افسر کی کار ہے اور جب وہ دربار عالیہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر پانی ڈالنے کی سعادت انہی کو نصیب ہوئی۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اس بات کو اپنے لئے ایک بہت بڑی خوش نصیبی تصور کرتے ہیں۔

انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی معجزہ نما نظر کرم سے علم کا شوق اس قدر رہا کہ بہت سی تصوف کی کتابیں صرف تین سال کے عرصے

میں پڑھ لیں۔ جوان کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ یہ سب کچھ اسی محبوب کی نظر کرم ہے۔ ذریعہ معاش انتظام بھی ان کی نظر کرم سے خزانہ غیب سے چل رہا ہے۔ یہ بات سن کر بعض کو تعجب ہوگا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ذریعہ آمدنی کے بغیر اتنی بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر لیا گیا اور اتنا وقت کیسے گزارا۔ انہوں نے کبھی کسی رشتہ دار سے اپنی گزر اوقات کیلئے کچھ حاصل نہیں کیا ہے' نہ کسی کا کوئی تحفہ قبول کیا ہے' جب سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم ہوئی نہ کسی کے گھر کی روٹی کھائی ہے اور نہ کبھی چندے کیلئے کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے ہیں' نہ کسی دنیا دار شخص کی کوئی دعوت کبھی قبول کی ہے۔ سات سال تک ایک بیوہ جس کے بچے یتیم ان کے زیر خدمت رہے ہیں۔ ان کا نان نفقہ' تعلیم و تربیت بھی بہ حسب حیثیت بقدر طاقت انجام پائی۔ ان پر اتنا بوجھ آ پڑا تھا کہ جیسے کسی کے سر پر پہاڑ آ گرا ہو کیونکہ لڑکیوں کا ان کو بہت فکر دامن گیر ہوا۔ کہ بغیر رقم کے ان کی شادی کس طرح یہ کریں گے۔ ذریعہ آمدنی بہت قلیل ہے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کیلئے درخواست کرتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پاک ظہور پذیر ہوئی اور دو لڑکیوں کی شادی کے راستے کھل گئے۔ لڑکیوں کے والد مرحوم کے سگے بھائی کے لڑکوں سے نکاح کر دیئے جس پر ان کا

سوائے تین تین کپڑوں کے کچھ بھی خرچ نہ ہوا۔ دوسری کے بعد تیسری لڑکی کا ان کی حقیقی ہمشیرہ کے لڑکے سے نکاح پڑھا دیا گیا وہ اپنے گھر میں ماشاء اللہ خوش ہیں۔ ان کو نہ قرض اٹھانا پڑا نہ کسی رشتہ دار کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے۔

شیخ رحمت اللہ گلی نمبر 5 انار کلی بازار لائل پور سے لکھتے ہیں انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرماں والے سے 1938 میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ تقریباً ایک سال بعد 1939ء میں یہ دفتر ڈپٹی کمشنر فیروز پور میں بطور چپڑاسی متعین ہوئے۔ بطور چپڑاسی کام کرتے ہوئے ایک سال ہی گزرا تھا کہ یہ کرموں والا شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز کیلئے وضو فرما رہے تھے دریائے کرم جوش پر تھا' ان سے ارشاد فرمایا ''رحمت اللہ جو چاہتے ہو مانگ لو''۔ یہ خاموش رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین بار ایسا ہی فرمایا۔ یہ اسی طرح خاموش رہے۔ تیسری بار انہوں نے جھجکتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضور میں چپڑاسی ہوں' کلرک بننا چاہتا ہوں' مجھے کلرک بنا دیں''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''بس کلرکی مانگی' اگر دنیا ہی مانگنی تھی تو کم از کم تحصیلدار یا کوئی بڑا عہدہ مانگتے''۔ یہ سمجھتے تھے کہ کلرکی ہی بہت کچھ ہے۔ کیونکہ یہ انگریزی نہیں جانتے تھے اور ان کی تعلیم بھی کم تھی۔

انہیں کیا معلوم تھا کہ اللہ کے بندے کی دعا سے دنیا کی بڑی سے بڑی شے کا ملنا بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جاؤ اللہ تمہیں کلرک بنادے گا۔" چنانچہ 1943 میں ان کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان کا کیس کمشنر صاحب کو بھیج دیا۔ کمشنر صاحب نے تعلیم میں کمی اور عمر کی زیادتی کی وجہ سے کیس نامنظور کر دیا۔ یہ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "حضور کیس نامنظور ہو کر واپس آگیا ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "ابھی عملدرآمد کا وقت نہیں آیا انشاء اللہ ضرور منظوری ہو گی" ایک اور موقعہ پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "اب منظوری کا وقت آگیا ہے"۔ انہوں نے عرض کیا کہ "حضور اب تو سید امجد علی شاہ امریکہ چلے گئے ہیں اور سردار سکندر حیات خاں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب کیسے کام ہو گا؟" ان کی اس بات پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا "پہلے تمہیں ان دونوں پر بھروسہ تھا میرے رب پر بھروسہ نہیں تھا۔ اسلئے کام رہ گیا۔ اب وہ دونوں نہیں رب پر بھروسہ کرو ضرور کام ہو جائے گا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو ابھی دو ہفتے بھی نہ گزرے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر صاحب نے از خود انہیں بلا کر کہا کہ تمہارا کیس میں نئے سرے سے منظوری کیلئے بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ ان کا کیس پھر کمشنر صاحب کو پیش کیا گیا۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اچھے والا متصل چھاؤنی فیروز پور میں قیام فرما تھے۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا۔ ''جالندھر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضری دو اور رات وہیں قیام کرو یہ جالندھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اس وقت عصر کی نماز ہو چکی تھی اور مغرب قریب تھی۔ یوں بھی سردی کا موسم تھا' مغرب کی نماز پڑھی تو انہیں خیال آیا کہ غلطی ہوئی کھانا کھا کر ہی یہاں حاضر ہوتا۔ خیر یہ خاموش رہے۔ عشاء کے بعد تمام حاضرین کو روضہ مبارک سے باہر بھیج دیا گیا۔ مگر انہیں کسی نے وہاں سے نہ ہٹایا۔ یہ خاموش ہو کر لیٹ گئے۔ مگر بھوک کی شدت سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ نصف رات کے وقت ایک بزرگ برقعہ پوش تشریف لائے اور فرمایا کہ روٹی کھالو۔ مٹی کے برتن میں دال تھی۔ انہوں نے کہا ''کیا آپ روٹی کی قیمت وصول کریں گے''۔ درویش نے فرمایا کہ ''بطور مہمان آپ کو روٹی کھلائی جارہی ہے۔ اجرت کے کیا معنی؟'' انہوں نے وہ روٹی کھائی۔ ان کا بیان ہے کہ آج تک انہوں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ دال کیا تھی کئی ایک کھانوں کا مجموعہ تھی۔ ہر لقمہ کا الگ ذائقہ۔ کھانا کھا کر لیٹ گئے۔ نیند آ گئی۔ خواب میں وہی بزرگ جو کھانا کھلا کر گئے تھے تشریف لائے اور فرمایا ''حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ دستخط کر دیئے ہیں۔ آپ نے کاغذات میرے پاس بھیجے ہیں' حالانکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کاغذات پر دستخط کروا سکتے تھے'' بزرگ نے ان سے فرمایا ''صبح کمشنر کے دفتر میں چلے جانا کام ہو

جائے گا"۔ یہ صبح نماز فجر کے بعد کمشنر صاحب کے دفتر کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کے ایک دوست اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند سید منور شاہ صاحب تھانیدار ملے اور ان سے جالندھر آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے سارا ماجرا سنایا اور وہ ان کے ساتھ ہو لئے۔ سپرنٹنڈنٹ ان کا دوست تھا۔ یہ دونوں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ "چپڑاسی سے کلرک بننے کا کوئی قاعدہ ہی نہیں ہے"۔ سارا دن سپرنٹنڈنٹ صاحب رولنگ دیکھتے رہے کہ کوئی صورت نکل آئے مگر کوئی صورت نہ بنی اور آفس ٹائم ختم ہو گیا۔ انہیں سخت مایوسی ہوئی۔ یہ ابھی دفتر میں ہی تھے کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا "ایک صورت میں کام ہو سکتا ہے' بشرطیکہ آپ نے کوئی فوجی خدمت سرانجام دی ہو"۔ انہوں نے کہا "میرے پاس چالیس سرٹیفکیٹ ہیں' کیونکہ میں نے چالیس آدمیوں کو فوج میں بھرتی کرایا تھا۔ اور ان خدمات کی بنا پر گورنمنٹ نے مجھے یہ سرٹیفکیٹ دیئے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان سے وہ سرٹیفکیٹ لے کر کہا "اب کام ہو جائے گا۔ صبح آنا"۔ یہ صبح پھر گئے تو اس نے کہا "دستخط ہو گئے ہیں اور میں بذریعہ ڈاک آپ کے کاغذات واپس بھیج رہا ہوں کل تک پہنچ جائیں گے"۔ دوسرے دن یہ دوبارہ دفتر گئے تو سب لوگ انہیں مبارکباد دے رہے تھے۔ یہ سب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور نظر کا نتیجہ تھا۔ ورنہ کم تعلیم یافتہ اور زیادہ عمر والے آدمیوں کو ترقی کے موقع پر کون پوچھتا ہے۔

یہ صاحب بعد میں بطور ڈپٹی ریکارڈ کیپر ڈی سی آفس لائل پور میں کام کرتے رہے ہیں۔ایک بار حکومت کی طرف سے ہی حکم ملا کہ جن کی تعلیم کم ہے یا کوئی دوسری کمی ہے ان کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔دفتر میں جو دوست ان کے ساتھ کام کرتے تھے وہ سب ان سے کہنے لگے۔"آپ کی تعلیم کم ہے۔اب آپ یقیناً ملازمت سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے"۔انہیں ہمراہیوں کی باتیں سن کر بہت فکر ہوا کہ اگر سکریننگ کمیٹی میں نکالے گئے تو بہت بدنامی ہوگی۔ چنانچہ فوراً دربار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کرمانوالے میں حاضر ہوئے۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جاتے ہی ارشاد فرمایا" رحمت اللہ سکریننگ کمیٹی کیا کام کرتی ہے انہوں نے تمام صورت حال بیان کی ____ ارشاد فرمایا" رحمت اللہ بے فکر رہو تمہیں کوئی نہیں نکال سکتا۔یہ مطمئن ہو کر واپس دفتر آ گئے۔ جو دوست ان کا مذاق اڑاتے تھے ان سب کو نوٹس آ گئے کہ سکریننگ کمیٹی کے روبرو پیش ہوں۔مگر حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے انہیں کسی نے طلب نہیں کیا۔

1941ء میں ان کی والدہ علیل ہو گئیں' میعادی بخار تھا۔چار ماہ تک متواتر علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" تم جلدی واپس چلے جاؤ' کل بوقت عصر تمہاری والدہ انتقال

کر جائیں گی"۔ اس وقت دس بجے تھے اور گاڑی گیارہ بجے اسٹیشن فیروز شاہ پر جو کہ کرموں والا شریف سے کافی فاصلے پر تھا پہنچتی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "خراماں خراماں جائیں" یہ دس بجے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور ابھی نصف فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ گاڑی اسٹیشن پر آ گئی۔ بجائے اس کے کہ یہ بھاگتے' حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جب تک اسٹیشن پر نہیں پہنچے گاڑی وہیں کھڑی رہی۔ اسٹیشن پر پہنچے تو اسٹیشن ماسٹر نے جو سکھ تھا ان سے کہا فوراً آ جاؤ۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ ادھر سے کوئی شخص آ رہا ہوگا' جس کو حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ نے گاڑی پر سوار کرنے کو بھیجا ہوگا۔ اگرچہ گاڑی میں کوئی خرابی موجود نہیں لیکن یہ چل نہیں رہی"۔ مختصر یہ کہ ان کے سوار ہونے پر گاڑی چل دی۔ یہ نماز عشاء کے بعد گھر پہنچے۔ والدہ کی طبیعت پہلے سے بھی بہت اچھی ہو چکی تھی۔ لیکن دوسرے دن نماز عصر کے وقت حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق وہ انتقال کر گئیں۔ وفات سے قبل ان کی والدہ نے اچھی طرح باتیں کیں اور یہ بھی بتایا کہ ایک بزرگ ان پاس تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ آج انکا وقت آ گیا ہے۔ حلیہ دریافت کیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔

پانچویں مجلس

1946ء کا واقعہ ہے کہ شیخ رحمت اللہ' گلی نمبر 5 انارکلی بازار لائل پور والے اپنے والد بزرگوار کی معیت میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے والد صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ "درود شریف کثرت سے پڑھا کریں اور حقہ چھوڑ دیں"۔ ان کے والد صاحب نے عرض کیا۔ "میں تو افیون بھی کھاتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "نہ حقہ پئیں اور نہ افیون کھائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ان کے والد صاحب کے دل پر گہرا اثر ہوا' اور اس وقت سے لیکر وفات تک انہوں نے نہ کبھی حقہ پیا اور نہ افیون کھائی' اور نہ ہی ان چیزوں کو چھوڑنے سے ان کے والد صاحب کو کوئی تکلیف ہوئی۔ یہ تھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا کرم۔

جنوری 1947ء کا واقعہ ہے کہ ان کے برخوردار انوار اللہ کا آدھا سر چھ ماہ سے درد کر رہا تھا' (علاج معالجہ سے کوئی افاقہ نہ ہوتا تھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بمقام اچھے والا میں قیام فرما تھے اور یہ لبستی ٹبکا نوالی میں رہائش پذیر تھے۔ انوار اللہ نویں جماعت میں پڑھتا تھا یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جاتے ہی ارشاد فرمایا "رحمت اللہ بابو صاحب کو کہو کہ یہ بھی لوگوں کے ساتھ بھوسے کو نتاڑیں"۔ انوار اللہ نے تھوڑا سا کام کیا اور اس کے دل میں خیال آیا کہ آئے تھے علاج کروانے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کام پر لگا دیا اس سے تو درد بڑھے گا یہ خیال آیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انوار اللہ کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ "میرا مقصد تم سے کام لینے کا نہ تھا بلکہ اس کام میں تمہاری بیماری کا علاج بھی تھا۔ جاؤ پھر کبھی آدھے سر کے درد کی شکایت نہیں ہوگی"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے آج تک انوار اللہ کو آدھے سر کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے انوار اللہ امتحان میں بھی کامیاب ہو گیا۔ حالانکہ اس نے درد کی وجہ سے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی اور ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول فیروز پور نے کہا تھا کہ امتحان میں شامل نہ کرو۔

ان کی دختر کی شادی 1952ء میں تاندلیانوالہ میں ہوئی۔ لڑکی

وہاں گئی تو شام کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی کہ لڑکی سخت بیمار ہے۔ یہ کار لیکر گئے اور لڑکی کو گھر لے آئے۔ دو ماہ تک علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "خیریت ہے؟" انہوں نے عرض کیا "اللہ کا فضل اور حضور کی نظر کرم ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا "لڑکی کا کیا حال ہے؟" عرض کیا "حضور پتہ نہیں چلتا کہ مرض کیا ہے بہتیرے علاج کر چکا ہوں"۔ فرمایا "کھوی گھاس پیس کر عمدہ شہد میں ملا کر چاٹ لیا کرے انشاء اللہ آرام آ جائے گا۔" انہوں نے پانچ چھ یوم یہ علاج کیا' مرض بالکل جاتا رہا اور لڑکی تندرست ہو گئی۔

1952ء کا واقعہ ہے' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو موجودہ اقامت گاہ والی کوٹھی الاٹ ہو چکی تھی۔ لیکن کوارٹروں میں ابھی کچھ لوگ رہائش پذیر تھے۔ حضور والا شان عرس مبارک حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے واپس اوکاڑہ تشریف لائے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ قیام فرمایا۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اور سیٹھ محمد شفیع صاحب کو کوٹھی کے کوارٹروں کا قبضہ لینے کے لئے بھیجا۔ حضور چاہتے تو تحصیلدار یا سب انسپکٹر پولیس کو ارشاد فرما کر فوراً قبضہ لے سکتے تھے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ پیار اور

محبت سے ان کو رضا مند کر کے قبضہ لیا جائے۔ یہ اور سیٹھ محمد شفیع صاحب ڈیڑھ ہفتہ قبضہ لینے کیلئے روزانہ وہاں جاتے رہے مگر کوارٹروں میں مقیم کوارٹر خالی کرنے پر آمادہ نہ تھے بلکہ لڑائی فساد پر اتر آئے۔ ان دونوں نے پریشان ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں تا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ صبح کا وقت تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے ان کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ "جاؤ اللہ تعالیٰ آج فضل کر دے گا۔ قبضہ مل جائے گا۔ یہ وہاں گئے تو لوگ خود بخود کوارٹر خالی کر کے جا رہے تھے۔ قبضہ مل گیا۔ پھر یہ دونوں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ دفتر سے کتنے یوم کی رخصت لیکر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور صرف دو دن کی رخصت لی تھی اور آج پندرہ دن ہو گئے۔ فرمایا "گھبرانے کی ضرورت نہیں، تمہاری حاضری لگتی رہے گی، دو یوم اور رہو"۔ وہ دو دن اور رہ کر یہ واپس لائل پور آ گئے۔ دفتر میں پہنچ کر حاضری کی کاپی دیکھی تو حیران رہ گئے، کیونکہ حاضری کی کاپی میں حاضری لگی ہوئی تھی۔

1955ء میں ان کی لڑکی پھر بیمار ہو گئی اور مسلسل کئی گھنٹے تک اس کی زبان بند رہی، کافی علاج کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ یہ ہر طرف سے مایوس ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ

"رحمت اللہ لڑکی کا کیا حال ہے"۔ انہوں نے عرض کیا کہ "حضور بیمار ہے کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا"۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ منٹ خاموش رہے۔ پھر ارشاد فرمایا "اچھا" کچھ دیر بعد ایک آواز آئی "السلام علیکم" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "معصوم بچی کو تنگ کرنا شرعاً ناجائز ہے قیامت کو کیا جواب دو گے"۔ دوبارہ آواز آئی "حضور اب نہیں تنگ کروں گا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا "کیا کام کرتے ہو"۔ اس نے کہا کہ "مولانا سردار احمد صاحب سے حدیث شریف پڑھتا ہوں۔ اور دو ماہ بعد فارغ ہو کر سند حاصل کرلوں گا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پڑھنے کی اجازت ہے' مگر فلاں گھر اور محلہ نہیں جانا ہوگا"۔ اس وقت گیارہ بجے تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی اور لائل پور واپس چلے آئے۔ شام کو گھر پہنچے تو لڑکی تندرست تھی اور روٹی پکا رہی تھی۔ ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ "آج گیارہ بجے وہ "بابا" یہ کہہ کر چلا گیا کہ اب مجھے یہاں رہنے کی اجازت نہیں' آپ ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں بادشاہ بھی سلام کرتے ہیں"۔

اسی طرح 1965ء میں ان کا لڑکا ضیاء الحق بھی بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کیا' مگر کوئی فائدہ نہ ہوا' عامل بلائے گئے' پتہ چلا کہ آسیب کا اثر ہے۔ عاملوں سے بھی وہ جن نہ نکلا۔ یہ ضیاء الحق کو بڑی مشکل سے حضرت صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر آئے۔ حضور نے فرمایا "خیر ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "اللہ کا فضل و کرم اور حضور کی دعا ہے"۔ فرمایا "یہ بابو صاحب کون ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور یہ بھی میرا لڑکا ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی چارپائی کے نزدیک بلایا اور ہاتھ آگے بڑھا کر فرمایا "السلام علیکم" ضیاء الحق نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ ارشاد فرمایا "جاؤ اللہ خیر کردے گا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے سے برخوردار تندرست ہو گیا۔

محمد عبداللہ نقشبندی مجددی ہرچرن پورہ 2 جھنگ روڈ لائل پور سے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ان کے دو دوست مرزا عبدالرحیم اور عبدالمجید لائل پور سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرماں والا شریف حاضر ہوئے۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کے بعد سینکڑوں عقیدت مند حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "میلیو میں تم سب کو ایک دوائی بتاتا ہوں۔ جو بھی اس کو چالیس دن رگڑ کر پیے گا اس کو کوئی روحانی اور جسمانی مرض لاحق نہیں ہوگا۔ نسخہ میں یہ اشیاء شامل ہیں۔ ایک تولہ پھول گلاب، ایک تولہ سونف، ایک تولہ سفید زیرہ اور ایک تولہ مغز بادام" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "جو بھی اس کو چالیس دن پیے گا خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیں

گے۔ ان کے دوست مرزا عبدالمجید نے عرض کیا کہ "حضور میری بیوی عرصہ دو سال سے بیمار ہے اس کیلئے دعا فرمائیں۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "بیلیا میں کوئی حکیم ہوں" چنانچہ دوسرے ہی دن اس کا انتقال ہو گیا۔

محمد عبداللہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس دوائی کا استعمال شروع کر دیا ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ چند دوست لدھیانہ مشرقی پنجاب میں پھر رہے ہیں ان کا ارادہ ہوا کہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دے کر آئیں۔ وہ سب سرہند شریف چلے گئے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں کہ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضۂ مبارک وہاں سے غائب ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی جگہ ایک نورانی صورت بزرگ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ سفید عمامہ سر پر ہے۔ داڑھی کے بال تین حصہ سیاہ اور ایک حصہ سفید ہیں اور وہ بزرگ کشتی دیکھنے کا بڑا شوق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کی آپس میں کشتی کرا دیتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر یہ رونے لگے۔ اس بزرگ ہستی نے فرمایا کہ "تم کیوں روتے ہو"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور میں بہت کمزور ہوں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری کشتی کسی سے کرا دی تو میں ہار جاؤں گا"۔

بزرگ نے مسکرا کر ان کی کمر پر تھپکی دی اور ایک بڑے پہلوان کے ساتھ ان کی کشتی کرا دی۔ انہوں نے آن کی آن میں اس پہلوان کو گرا دیا اتنے میں ان کی اہلیہ نے آواز دی کہ تہجد کا وقت ہو گیا۔ یہ بیدار ہو گئے۔ اس وقت ان کے جسم کا رواں رواں کھڑا تھا اور ان کی یہ حالت ڈیڑھ دو گھنٹے تک رہی۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ یہ خواب کسی کو نہیں بتائیں گے۔ لیکن تین چار دن کے بعد انہوں نے اپنے ایک دوست سے یہ خواب بیان کر دیا۔ اس کے بعد یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ "بیلیا اپنیاں گلاں کسے نوں نہیں دسیاں چاہی دیاں"۔ وہ بزرگ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

ایک مرتبہ یہ اپنے چچا کے انتقال کے موقع پر چیچہ وطنی گئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا دوست میاں عبدالحمید بھی تھا۔ یہ چھ ماہ سے بیمار تھے۔ دو تین ہزار روپے علاج معالجہ پر خرچ کر دیئے لیکن آرام نہ آیا۔ ان کے دوست نے ان سے کہا "چلو آج اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا ہی کرائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت اور تندرستی دے"۔ چنانچہ یہ اور ان کا دوست میاں عبدالحمید چیچہ وطنی سے حضرت کرماں والا شریف حاضر ہو گئے۔ حضرت پیر عثمان علی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے گئے ہیں' چنانچہ یہ لاہور روانہ ہو گئے۔ انہوں نے مغرب کی نماز دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ موہنی روڈ سلامت محلہ سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔ سینکڑوں عقیدت مند حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں باادب بیٹھے تھے۔ یہ بھی پچھلی صف میں بیٹھ گئے۔ محمد عبداللہ صاحب نے اپنے دوست سے کہا کہ اگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابھی ملاقات ہوجائے تو رات کو آٹھ بجے کی گاڑی میں بیٹھ کر فوراً چیچہ وطنی چلے جائیں۔ چنانچہ یہ دونوں پچھلی صف سے اٹھ کر آگے جا بیٹھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دینے کے بعد جلالی شان سے ارشاد فرمایا ''یہاں سے چلے جاؤ' تم کو کس نے بلایا ہے۔ عرض کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حاضرین کو وہاں سے اٹھادیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے لیٹ گئے اور طبیعت پر اداسی سی چھا گئی۔ تقریباً دس بجے شب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ '' چیچہ وطنی والے بیلیاں نوں بلاؤ'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خادم ان کو ساتھ لیکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کمال شفقت سے پیش آئے اور فرمانے لگے کہ ایک چھٹانک سرس کے بیج اور ایک چھٹانک کوزہ مصری باریک پیس کر صبح سویرے نماز کے بعد سات دن گائے کے دودھ کے ساتھ کھایا کرو رب کریم رحم فرمادے گا''۔ اس روز لاہور سے چیچہ وطنی جانے کیلئے جس گاڑی میں یہ سوار ہونا چاہتے تھے وہ گمبر کے اسٹیشن پر مخالف سمت سے آنے والی گاڑی

سے ٹکرا گئی اور سینکڑوں مسافر جاں بحق ہو گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جھڑکیاں دے کر اس گاڑی پر سوار ہونے سے روک دیا تھا۔ اگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی دوائی کے متعلق فرما دیتے تو فوراً آٹھ بجے کی گاڑی پر سوار ہو جاتے اور ان کا حشر بھی ان مسافروں جیسا ہوتا جو گمبیر کے حادثے میں جاں بحق ہوئے۔ سرس کے بیج اور کوزہ مصری تین دن ہی کھانے کے بعد انہیں مکمل آرام آ گیا۔

ایک دفعہ انہیں اور ان کے چند دیگر ساتھیوں کو پولیس پندرہ بیس دن روزانہ ایک مقدمہ کے سلسلے میں تھانے بلاتی رہی۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا' ان سب نے تھانیدار سے بڑی مشکل سے ایک دن کی چھٹی لی کہ انہوں نے جمعہ حضرت کرماں والا شریف پڑھنا ہے۔ چنانچہ یہ تہا لائل پور سے حضرت کرماں والا شریف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت مولانا درویش محمد کے علاوہ اور بھی عقیدت مند حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور میں اور میرے ساتھی بیگناہ ہیں۔ پولیس روزانہ تھانے بلا کر تنگ کرتی ہے''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''اب تم تھانے مت جانا' اور نہ ہی تم کو کوئی بلائے گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب یہ لائل پور واپس گئے تو پولیس نے انہیں کچھ نہ کہا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے نیک

بندوں کی زبان مبارک سے جو فرمایا سچ ثابت ہوا۔

محمد صدیق احمد فیروز پوری خطیب پرانی عیدگاہ' جھنگ صدر سے رقمطراز ہیں کہ جن دنوں یہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جامع گنج بخش میں زیر تعلیم تھے۔ ہر وقت پریشان حال رہتے۔ کیونکہ انہیں سبق یاد نہیں رہتا تھا۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے خاندانی پیر ہیں' چل کر ان سے بیعت بھی ہونا چاہیے اور تعلیم میں کامیابی کی دعا بھی کرائی جائے۔ چنانچہ یہ فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا "حضور مرید ہونے آیا ہوں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے حلقۂ مریدی میں لے لیا۔ تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا "حضور میری تعلیمی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے دعا فرمایئے کہ میری حالت تبدیل ہو جائے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیٹھ پر دو تین بار تھپکی دی اور فرمایا "خدا کے فضل سے تم بڑے مولوی بن جاؤ گے"۔ چنانچہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے انہیں علم بھی دیا ہے اور وعظ و تقریر کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔

ان کے دادا جان کے گھٹنے میں درد رہتا تھا۔ کافی علاج معالجہ کے بعد

بھی درد زائل نہ ہوا تو وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا "حضور گھٹنہ درد کرتا ہے"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "اب گھٹنہ درد نہیں کرے گا ان کے دادا جان کی عمر اسی برس کے لگ بھگ ہوئی' مگر گھٹنے میں درد نہیں ہوا' بلکہ چار پانچ میل پیدل سفر بھی کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ یہ چک جا گو والہ نزد چتو کی گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے ایک صاحب نے یہ واقعہ انہیں سنایا کہ وہاں ایک نزدیکی گاؤں میں ایک چالباز شخص بزرگوں کا لباس پہن کر پیر بن کر آ گیا ہے۔ بعض حضرات اس کے دام فریب میں آئے اور اس کو پیر مان کر گاؤں میں رکھ لیا۔ چند دنوں بعد وہ چالباز شخص گاؤں والوں کی ایک لڑکی اغوا کر کے لے گیا۔ انہوں نے تھانے میں رپورٹ درج کرا دی۔ تھانیدار صاحب تفتیش کیلئے گاؤں میں آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہنے لگے۔ تم نے صرف یہی سن رکھا ہے کہ مرید ہونا چاہیے یا یہ بھی جانتے ہو کہ پیر کیسا ہونا چاہیے۔ پیر تو حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

صدیق صاحب کی بیوی کے گلے میں خنازیر نکل آئیں۔ انہوں نے بڑا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کسی کے بتانے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت فرمانے

پر انہوں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر لعاب دہن لگایا کرو''۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر عمل کیا۔ چند دنوں میں ان کی بیوی کی بیماری دور ہوگئی۔

گوجر پورہ لاہور کے انور حسین صاحب کا بیان ہے کہ موسم گرما 1952ء میں ایک دن یہ اپنے ایک عزیز کے پاس ان کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ ان کے ایک ساتھی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سنی مگر ان کے عزیز کو یقین نہ آیا۔ خود انہوں نے اگرچہ اس سے قبل وہ نہ تو حضور کی ذات گرامی کے متعلق سنا تھا اور نہ ہی پڑھا تھا' مگر پھر جب ان کے عزیز کے ساتھی نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کیا تو ان کے دل نے بن دیکھے ان کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ کبھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کریں گے۔

آخر آغاز موسم گرما 1953ء میں ایک دن یہ بذریعہ لاری حضرت کرمانوالے شریف پہنچے۔ جلد ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم نے تمام حاضرین کو ایک ایک کر کے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر کرنا شروع کیا۔ یہ اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوئے کہ دوسرے ہی

نمبر پر حاضر خدمت ہونے کا موقع مل گیا۔ یہ بیمار بھی تھے اور بیکار بھی۔ حاضر خدمت ہو کر پہلے بیماری سے شفا اور پھر حصول ملازمت کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "جاؤ اللہ کریم خیر کر دیں گے"۔ اور اللہ کریم نے کرم کیا۔ پہلے انہیں بیماری سے شفا نصیب ہوئی اور پھر ایک سال بعد جس جگہ ملازمت کیلئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا وہاں ملازمت بھی مل گئی۔

1955ء میں ان کے ایک اور عزیز نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کا ذکر کیا جس سے ان کے دل میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔ ان کے عزیز کا بیان ہے کہ ان کی شادی کے بارہ سال بعد تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اپنی طاقت سے بڑھ کر علاج کرائے، تعویذ دھاگے اور دعائیں بھی کروائیں مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ ایک بار وہ کسی دوست کے کہنے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ اتوار کا دن تھا حاضری نصیب نہ ہوئی۔ اگلی اتوار پھر حاضر خدمت ہوئے۔ بھیڑ بہت تھی اور حاضر خدمت ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ دل میں سوچا کہ یہ اتوار بھی خالی گیا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم سے ارشاد فرمایا۔ "جو آدمی شیخوپورہ سے آیا ہے اسے بلا کر لاؤ (ان کے عزیز شہر شیخوپورہ سے ہی گئے

تھے) لیکن ان کے عزیز اس خیال سے خاموش رہے کہ شاید کوئی اور صاحب ہوں گے جنھیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وقت دے رکھا ہو۔ خادم ناکام واپس چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو پھر بھیجا اور فرمایا "وہ آدمی آئے جو پچھلے اتوار بھی آیا تھا اور بغیر ملاقات کے چلا گیا تھا۔ ان کے عزیز یہ سنتے ہی سمجھ گئے کہ انہیں ہی بلایا گیا ہے۔ چنانچہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور دوا بھی تجویز کی فرمایا کہ "یہ دوائی حمل ہونے تک کھلائیں"۔ ارشاد پر عمل کیا گیا اور دوائی بنا کر استعمال کی گئی۔ اب رب العزت نے کرم فرمایا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے خیر کے طفیل ایک چاند سا لڑکا عطا فرمایا۔ انہوں نے اپنے عزیز کا وہ بچہ دیکھا ہے۔ بہت ہی معصوم' بھولا بھالا اور خوبصورت ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت انور حسین صاحب کے یہ عزیز بھی بزرگوں کے متعلق کوئی اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد آپ پکے مسلمان ہو گئے اور بزرگوں کی عزت کرنے لگے۔ واقعی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کریم کے سچے ولی ہیں جسے بھی ان کی زیارت و محبت نصیب ہوئی اس کی دنیا ہی بدل گئی۔

یہ جمعۃ الوداع 1963 کو ایک بار پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جمعہ شریف کی نماز کے بعد انہوں نے غلامی

میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دست شفقت ورحمت ان کے سر پر پھیرا اور ارشاد فرمایا "جاؤ بیعت ہی بیعت ہے۔ نوافل (تہجد) کے بعد پانچ سو بار درود شریف پڑھا کرو"۔ ان کے ایک مہربان دوست مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد ہیں۔ یہ انہیں کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ہاتھوں میں ہاتھ لیکر بیعت فرمائیں گے۔ ایک بار پھر بیعت کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہوئے اور فرمایا "کوئی ہے جو اس کو یہاں سے لے جائے۔ انہوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا "ایک بار جو کہہ دیا ہے یہی کافی ہے"۔ یہ ندامت اور خوف سے پسینہ پسینہ تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے ہیں۔ یہ اسی سوچ میں تھے کہ چند سائلوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کیں' سوائے ایک کے سب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ وہ صاحب جو محروم رہے ان کا لڑکا ڈاک خانہ میں ملازم تھا' وہ کہتے تھے کہ "دشمنوں نے ان کے لڑکے پر غبن کا جھوٹا کیس کر دیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ وہ بری ہو جائے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جب کوئی قصور وار نہ ہو تو اس

پر کیس کیسے ہو سکتا ہے"۔ مگر اسے اصرار تھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا "کیوں بابو پولیس کسی بیگناہ اور بے قصور کو تو نہیں پکڑتی"۔ ان جملوں میں اس قدر مٹھاس اور شفقت تھی کہ ان کا سب خوف دور ہو گیا۔ کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے ناراض نہیں ہیں بلکہ ان کیلئے سراپا شفقت و رحمت ہیں۔ انہوں نے عرض کی "حضرت صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ درست فرماتے ہیں۔ پولیس بیگناہ اور بے قصور آدمی کو تنگ نہیں کرتی"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اس آدمی سے پوچھا مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "اچھا جاؤ اگر تمہارا لڑکا بے قصور ہے تو بری ہو جائے گا"۔

یہ جمعۃ الوداع 1964ء کو پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور دامن مرادوں سے بھرا جب واپس آئے تو مطلع ابر آلود تھا اور صبح کو عید کا امکان تھا۔ گاڑی میں بیٹھے اسی کے متعلق تذکرہ کر رہے تھے کہ ان کے ایک دوست بولے "کیا تمہیں اب بھی شک ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرما دیا ہے کہ صبح عید ہے"۔ یہ بولے ہم نے سنا نہیں ورنہ ہم کون ہیں جو شک کریں۔ ان کے دوست کہنے لگے "حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ جو رہے تھے کہ صبح عید ہے" اور حقیقتاً صبح (ہفتہ) کو عید ہوئی۔

ایک بار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سیٹھ محمد شفیع صاحب کیلیا نوالے کے ہاں تشریف فرما تھے انہیں پتہ چلا قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہی مسجد تشریف لے گئے ہیں اور شام کی نماز وہیں ادا کریں گے۔ پھر واپس تشریف لائیں گے۔ انہوں نے سوچا کہ بادشاہی مسجد میں حضور کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے۔ تاکہ خیر و برکت نصیب ہو۔ مگر نماز میں صرف پانچ سات منٹ باقی تھے۔ گھڑی ان کے پاس تھی اور سائیکل پر سوار تھے۔ بادشاہی مسجد جلد سے جلد پہنچنے کیلئے اپنی طاقت سے بڑھ کر سائیکل تیز چلائی اگرچہ سڑک پر بہت بھیڑ تھی تاہم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کے باعث ہر تکلیف سے محفوظ رہے۔ جب یہ بادشاہی مسجد کے دروازے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں سائیکل اسٹینڈ نہیں ہے۔ یہ بھاگ کر حدود حضوری باغ سے باہر آئے۔ خوش قسمتی سے ایک سائیکل کی دکان کھلی تھی وہاں سائیکل رکھی۔ پھر بھاگے اور حاضر خدمت ہوئے۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قریباً دس منٹ بیٹھے رہے اور پھر اذان ہوئی۔ یہ حیران تھے کہ آخر وقت کی رفتار کو کیا ہوا۔ سمجھ نہ آئی۔ لیکن دل نے تسلیم کر لیا کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ عہد حاضر کے ولی کامل تھے۔ اور ان کی نگاہ کرم سے ایسی کرامتوں کا ظہور تو بالکل چھوٹا سا واقعہ ہے۔

چوہدری نور احمد مقبول سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات لکھتے ہیں

1949ء کے وسط کا ذکر ہے کہ برادری کی پیچیدگیوں سے ان کی طبیعت سخت پریشان تھی اور یہ رخصت پر تھے۔ ان دنوں پوسٹ آفس میں محض ایک کلرک تھے۔ کسی پیر کامل کی تلاش بھی تھی۔ ان کے ایک دوست صوفی محمد ابراہیم صاحب سکنہ میروال ضلع شیخوپورہ نے جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ان کی رہنمائی فرمائی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور نصیحت فرمائی کہ ''مسجد میں ادب سے اٹھنا بیٹھنا جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اجازت فرمائیں تب واپس آنا''۔ بہ کمال ارادت یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں کرموں والا شریف نزد فیروز پور حاضر ہوئے۔ شام کی نماز کے بعد ملاقات کی اجازت ملی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک چھوٹی سی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ حاضرین سے ہر ایک سے آمد کا مقصد دریافت فرماتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت فرمایا۔ ''والدین زندہ ہیں' کتنے بھائی ہو' کہاں سے آئے ہو' کیا کام کرتے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا ڈاک خانے میں کلرک ہوں۔ (اس وقت ان کی عمر ستائیس سال تھی ہر روز شیو کرتے تھے) حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ''کیوں آئے ہو عرض کیا کہ ''دین اور دنیا کی بھلائی کی خاطر''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خوش

ہوئے مجلس برخاست ہوئی اور لنگر کھلانے کا حکم ہوا۔ یہ بھی دیگر معتقدین کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک درویش آئے اور بولے "حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انسپکٹر ڈاک خانہ کو بلا رہے ہیں"۔ انہوں نے خیال کیا کہ ساٹھ ستر آدمیوں میں کوئی صاحب ہوں گے۔ چنانچہ خاموش بیٹھے رہے۔ اور وہ درویش اکیلے واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہی درویش پھر آئے۔ اور بآواز بلند کچھ ناراضگی سے کہا "کون ہے انسپکٹر ڈاکخانہ۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اسے بلا رہے ہیں اور وہ اٹھتا نہیں"۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ جب اور کوئی نہیں تو شاید انہی کو حکم ہو۔ یہ اس درویش کے ساتھ چل پڑے جونہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ازراہ شفقت ارشاد فرمایا "انسپکٹر جی میرے پاس بیٹھ جاؤ"۔ اور پھر فرمایا کہ "جب تک یہ بابو صاحب یہاں رہیں میرے پاس کھانا کھایا کریں"۔ اسی وقت انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی کھانا مل گیا۔ یہ اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت محسوس کر رہے تھے بعد نماز فجر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرماتے اور آیات قرآنی کی تفسیر بڑے دلکش انداز سے بیان فرماتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی پراثر تقریر اور مواعظ حسنہ سے دلوں میں نور پیدا ہو رہا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ کلام یہ تھا "حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے" دو تین دن کے بعد اجازت چاہی' مگر نہ ملی۔ اسی دوران بٹالہ

ضلع گورداسپور سے دو ہندو بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے توجہ فرمائی اور وہ بامراد ہو کر ایک دو دن میں واپس چلے گئے۔ ایک رات یہ اور ان کے ایک اور دوست (جو ایس ڈی او تھے' اور مصیبت زدہ تھے) اکیلے تنہائی میں اردو اور انگریزی میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اجازت بھی نہیں دیتے اور مسجد میں دو زانو بیٹھے بیٹھے پاؤں اور گھٹنے درد کر رہے ہیں۔ اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہے" فجر کی نماز کے بعد حسب عادت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سب دوست بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کئی بیلی مجھے برا بھلا کہتے ہیں کہ میں انہیں جانے کی اجازت نہیں دیتا"۔ انہوں نے ندامت سے سر نیچا کیا ہوا تھا اور پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ ذرا نرم ہوا اور ارشاد فرمایا کہ ان کی طرف اشارہ کر کے "یہ چھوہر (لڑکا بھی اچھا ہے وہ بھی اچھا ہے تو کچھ جان میں جان آئی اس دوران میں مسجد شریف کیلئے اینٹیں بھی اٹھاتے رہے اور حضور خود بھی کام کرتے رہے۔ بعض دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ از راہ کرم انہیں دوپہر کے وقت پاس بلاتے اور دوائی کی گولیاں بندھواتے۔ مختصراً یہ کہ سات دن تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خدمت میں رکھا اور صبح کی مجلس کے بعد ارشاد فرمایا "تم جانا چاہتے ہو"۔ عرض کیا "حضور

چھٹی ختم ہے"۔ ارشاد فرمایا "اچھا چلے جاؤ اور فوراً چلے جاؤ"۔ ایک دوست نے عرض کیا "حضور گاڑی کا وقت بہت قریب ہے گاڑی نکل جائے گی"۔ فرمایا "نہیں تم فوراً اٹھ بیٹھو اور روانہ ہو جاؤ"۔ یہ اٹھے اور سلام عرض کیا اور روانہ ہوئے۔ جو سفر پہلی دفعہ اسٹیشن فیروز شاہ سے کرموںوالہ شریف تک انہیں چار میل محسوس ہوا تھا اب صرف ایک میل معلوم ہوا۔ جب اسٹیشن پر آئے تو معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے۔ بعد ازاں نہایت اطمینان سے سوار ہو کر واپس گھر لوٹے۔

فروری 1947ء میں انہوں نے انسپکٹری کا امتحان دیا۔ رات وہی سوالات خواب میں سامنے آئے جو صبح پرچہ میں ہونے تھے۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف اور کرامت تھی۔ چنانچہ اگست 1947ء میں یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا خیر کی بدولت علاقہ جموں میں انسپکٹر تعینات ہوئے۔

کرموں والا شریف کے قیام کے دوران پابندی شریعت' آداب مسجد کا نظارہ دیکھ کر دل خوش ہو رہا تھا کہ یہی وہ آستانہ ہے جس کی انہیں مدت سے تلاش تھی۔ اللہ رحیم کا شکر ادا کیا کہ یہ عاجز' ایسے مرد کامل کے قدموں میں آ گیا ہے جو حقیقی معنوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔ حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا۔ایک دوست جن کے داڑھی تو تھی مگر بہت ہی کم تھی ۔اسے فرمایا کہ اسے نیچے تک آنے دیا کرو) ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ والشمس کی تفسیر کرتے کرتے گیارھویں شریف کا جواز بیان فرمایا یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہراساں ہراساں حاضر ہوئے تھے کہ شاید مجلس میں بھی حاضری نصیب ہو کہ نہ ہو۔مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کمال شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔

چھٹی مجلس

منشی عطا محمد صاحب خادم خاص حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جلال پور شریف تشریف لے گئے۔ چار پانچ خدام خدمت میں تھے۔ حکیم ظہور حسین (ڈنگہ) بھی ہمراہ تھے۔ لالہ موسیٰ یا ہرن پور اسٹیشن پر رات ہوگئی۔ سب کو بیٹھے بیٹھے سونے کی اجازت مل گئی۔ مگر انہیں بیدار رہنے کا حکم ملا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خراٹے لینے شروع کئے۔ انہوں نے سوچا کہ اب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے ہیں۔ میں بھی ذرا آنکھ بند کرلوں۔ بس ان کا آنکھ بند کرنا تھا' فرمایا ''تم سونے لگے ہو''۔ پھر انہوں نے تعمیل ارشاد میں اونگھنے کی بھی جرأت نہ کی۔ رات بغیر کھانے کے گزری۔ صبح چودہ میل کا پیدل سفر تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سب ساتھیوں سے آگے

آگے چل رہے تھے۔ رات کی بے خوابی اور بھوک بھلا ان لوگوں کو کہاں چلنے دیتی تھی دو چار میل کے بعد تھکان محسوس ہونے لگتی۔ اور یہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت پیچھے رہ جاتے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیچھے مڑ کر فرماتے "چلو بھئی"۔ بس آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا ہوتا کہ ان میں پھر ایک طاقت کی لہر دوڑ جاتی۔ یہ پھر تھک کر پیچھے رہ جاتے۔ پھر یہی ارشاد ہوتا اور ان میں دوبارہ پھر چلنے کی سکت پیدا ہو جاتی۔ اسی طرح یہ تمام سفر طے ہوا۔ جلال پور شریف سے ملک وال براستہ پنڈی بہاؤ الدین جانے کا حکم ہوا۔

بذریعہ کشتی دریائے جہلم عبور کرنے کے بعد راستے میں ایک نالہ آیا جس میں کافی پانی تھا' ان لوگوں نے اسے عبور کرنے کیلئے اپنے کپڑوں کو ذرا سکیڑنا چاہا' فرمایا اسی طرح چلو' اللہ میاں پانی میں بھی دیکھتا ہے۔ غرض انہوں نے اس طرح اس نالے کو عبور کیا' جیسے خشکی پر چل رہے ہوں۔ تمام کپڑے تربتر تھے اور یہ چلے جا رہے تھے۔ پنڈی بہاؤ الدین سے ملکوال پہنچے۔ وہاں حضرت سید فضل شاہ صاحب مدظلہٗ ٹرین سے گزرنے والے تھے' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ملاقات ہوگی بھی یا نہیں۔ سارا وقت تو اس تلاش میں گزر جائے گا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کون سے ڈبے میں ہیں ملاقات کیلئے کیا وقت ملے گا جب گاڑی کا سگنل ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سامان اٹھانے کا حکم دیا اور پلیٹ فارم پر

ایک جگہ جا کر کھڑے ہو گئے۔ گاڑی رکی تو حضرت سید فضل شاہ صاحب مدظلہٗ کا ڈبہ بالکل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً گاڑی میں قدم رکھا اور حضرت فضل شاہ سے ملاقی ہوئے۔ اس طرح نہ انہیں تلاش کرنا پڑا اور نہ وقت ضائع ہوا۔

عطا محمد صاحب کے ایک عزیز غلام محی الدین خاں کچھ دنیا دار سے آدمی تھے۔ ایک دن انہیں داڑھی رکھے ہوئے دیکھا۔ عطا محمد صاحب نے پوچھا یہ انقلاب کیسا ہے؟ کہنے لگے "بیماری نے تنگ کر دیا تھا' کسی نے بتایا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرماں والا چلا جا' بچ جائے گا۔ میں وہاں چلا گیا۔ دعا کیلئے عرض کی۔ فرمانے لگے داڑھی رکھ لے۔ میں نے رکھ لی۔ اللہ نے شفا دے دی۔" عطا محمد صاحب نے کہا "نماز پڑھتے ہو؟" کہنے لگے۔ "حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف داڑھی رکھنے کا حکم دیا تھا"۔

ایک مرتبہ عطا محمد صاحب اور بہت سے دوسرے درویش ریت اٹھا اٹھا کر ایک جگہ ڈال رہے تھے۔ عطا محمد صاحب بہت زیادہ تھک گئے۔ دل میں کہا۔ باری تعالیٰ بارش برسا دے' ریت گیلا ہو جائے گا تو شاید جان بچے ورنہ مر رہوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد امرتسر سے آیا ہوا ایک سکھ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "کب بارش کرانا چاہتے ہو؟" یہ اس کی بات نہ سمجھے۔ اس نے

کہا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر انہیں خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ تو ان کے وسوسے کی مہربانی ہے۔ انہوں نے کہا "جاؤ بابا جی بارش کیا کرانی ہے' ریت ڈھوئے جاتے ہیں"۔

کرموں والے گاؤں میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بے تکلف بیلی' سیدھا سادا کمہار رہتا تھا۔ ایک روز اس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا "پیر جی! لوگ کہتے ہیں کہ "آپ کو دل کی بات کا پتہ لگ جاتا ہے" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا "تم کمہار کے کمہار رہے نا' دل کی بات تو پانڈے (برتن) بتاتے ہیں۔ اللہ والے تو عرش کی بات بتاتے ہیں۔"

حاجی نظام الدین صاحب مرحوم نے عطا محمد صاحب کو بتایا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا کہ "حاجی صاحب بیلیوں کو گن کر گھر کھانے کی اطلاع کر دو"۔ حاجی صاحب نے حاضرین کو گن کر اطلاع کر دی آپ نے پوچھا "اطلاع کر دی"۔ انہوں نے کہا "جی حضور"۔ فرمایا۔ "کتنے مہمانوں کا کھانا کہا؟" انہوں نے کہا "اتنے مہمانوں کا"۔ فرمانے لگے' حاجی صاحب آپ نے سب کیلئے کھانے کا نہیں کہا انہوں نے کہا "حضور سب کیلئے کہا ہے" فرمانے لگے "اب گنو بس پھر کیا تھا فیروز شاہ سٹیشن سے گاؤں تک تمام راستہ انہیں صاف نظر آنے لگا اور یہ مسافروں کو گننے لگے۔ پھر تمام کو گن کر گھر کھانے کی اطلاع کی۔

منشی عطا محمد صاحب ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہراً طور پر کچھ جسمانی تکلیف تھی اور شدید قسم کی تھی۔ اس رات عطا محمد صاحب پر نیند کا کچھ ایسا غلبہ طاری ہوا کہ سونے کے بعد ہوش نہ رہا۔ صبح اٹھے تو دل میں ندامت تھی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تکلیف میں رہے اور خود سوئے رہے۔ حاضر خدمت ہوئے تو سر ندامت خم کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "لوگ ساری رات تو سوتے رہتے ہیں۔ اب مراقب ہو کر بیٹھ جاتے ہیں"۔

منشی صاحب کو وضو کرتے وقت ناک میں سے پانی گرانے کی عادت نہ تھی۔ ایسے ہی پانی سے ناک صاف کر لیتے تھے۔ ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "بعض لوگ وضو کرتے وقت ناک میں اچھی طرح سے پانی نہیں گزارتے"۔ حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کبھی وضو نہیں کیا تھا۔

حکیم شیر محمد صاحب امام مسجد گوجرانوالہ وٹھہ بہادر شاہ ضلع شیخوپورہ، بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے سے پہلے غیر مقلدانہ خیالات کے حامل تھے کہ ایک دن انہوں نے ایک کتاب میں حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پڑھے اور ان کے آٹھوں خلفاء کا ذکر بھی پڑھا جن میں حضرت صاحب قبلہ سرکار

کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی تھا۔حکیم صاحب کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا چاہیے۔چنانچہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کیلئے ان کی خدمت میں پہنچے۔معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرے میں آرام فرمارہے ہیں۔یہ کمرے میں چلے گئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر درود شریف پڑھنے لگے۔دو تین مرتبہ ہی درود شریف پڑھا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوگئے اور جلال میں آکر ان کے متعلق دریافت کیا۔انہوں نے کہا"یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ! میں مرید ہونے کیلئے آیا ہوں"حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "باہر چلے جاؤ"۔چنانچہ یہ باہر آگئے۔دوبارہ ایک درویش کے کہنے پر کمرے میں گئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم سے فرمایا ان سے کہو کہ چلے جائیں"۔اس پر انہوں نے چند باتیں کیں اور پھر ڈیری طبروق چلے گئے۔وہاں جاکر اپنے ایک رشتہ دار مولوی صاحب کو یہ سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا"حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تم سے ناراض ہوگئے ہیں۔خیر کوئی بات نہیں۔صبح میں تمہارے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجوں گا۔اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تمہیں مرید کرلیں گے"۔لیکن جب یہ رات کو سوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں خواب میں نظر آئے۔ان کا چہرہ سورج کی طرح تمتا رہا تھا اور بے پناہ نورانیت برس رہی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا

"مجھے پہچانتے ہو؟" حکیم صاحب نے کہا "حضور پہچانتا ہوں؟"۔ پھر فرمایا "میں ناراض نہیں ہوں" صبح آجانا میں تمہیں مرید کرلوں گا"۔ اور فرمایا کہ "کلمہ شریف پڑھو۔ پھر فارسی کا یہ شعر پڑھا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

"ترجمہ: اولیاء اللہ کی صحبت میں رب ہوتا ہے اس لئے وہاں زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں"۔

صبح جب یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خوف سے دوزانو ہو کر دور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود انہیں قریب بلایا۔ اور فرمایا "تم توکل والے حافظ نہیں ہو"۔ پھر رات والا شعر پڑھا اور پوچھا "تمہیں یاد ہے یا نہیں؟" پھر فرمایا "زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باتیں کیں تو یہ بہت خوش ہوئے۔ اور کوئی پون گھنٹہ تک وہاں دھوپ میں پڑے رہے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا "باہر جا کر کوئی کام کریں"۔ چنانچہ یہ باہر آگئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مرید کرلیا اور یہ مرید ہو کر گھر آگئے۔ اس کے بعد انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اتنی محبت ہوگئی کہ ہر جمعہ وہاں جا کر پڑھتے۔ مگر جاتے ہی حضرت صاحب قبلہ

رحمۃ اللہ علیہ انہیں چھٹی دے دیتے۔ اسی طرح یہ آٹھ مہینے وہاں جاتے رہے۔ پھر ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیرہ دن انہیں اپنے پاس رکھا اور چھٹی نہ دی۔ انہیں دنوں انہوں نے ایک دن دربار سے باہر دودھ مول لیکر چائے بنا کر پی جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”یہاں آ کر لنگر سے علیحدہ کوئی چیز مول لیکر نہیں کھانی چاہیے“۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”یہاں خدا کا نام لینا چاہیے اخبار نہیں پڑھنا چاہیے“۔ اسی طرح جب انہیں تیرہ دن ہو گئے اور چھٹی نہ ملی تو انہوں نے گجیانہ والے بزرگ کو یاد کیا اور کہا۔ کہ ”باباجی مجھے چھٹی لے دو“۔ پھر یہ باہر چلے گئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بلوانے کیلئے ایک درویش کو بھیجا۔ مگر یہ نہ ملے۔ یہ اس وقت اسٹیشن پر بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ آدمی بھیجا اور کہا ”جاؤ حکیم صاحب اسٹیشن پر بیٹھ کر سگریٹ پی رہے ہیں“۔ وہ درویش آیا اور اس نے حکیم صاحب سے کہا کہ ”چلو تمہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یاد کر رہے ہیں“ یہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”رات جس طرح بھی ہو گزار لو۔ صبح چلے جانا‘ کیونکہ تمہاری چھٹی کی سفارش آ گئی ہے۔“

حکیم شیر محمد صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ دن وہ حضرت صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اجنبی آیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''تم نے مجھ سے کیا کہنا ہے؟'' اس شخص نے کہا ''یا حضرت! میرے لڑکے کو جن نے قابو کیا ہوا ہے۔ بہت تدبیر کی لیکن وہ کسی طرح ٹھیک نہیں ہوا۔ اب جن خود بولا ہے کہ جب تک تم حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاکر توبہ نہیں کرو گے میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا'' اور پھر کہنے لگا ''یا حضرت! یہ میرے گناہوں کا عذاب ہے۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''وہ کیا گناہ ہے؟'' تو اس شخص نے کہا کہ ''میں نے ایک عورت کے ساتھ منہ کالا کیا ہے''۔ حضرت قبلہ نے فرمایا ''توبہ کرلو اللہ کریم رحم کردے گا''۔ چنانچہ اس شخص نے توبہ کی اور اس کا لڑکا ٹھیک ہوگیا۔

ایک دن ایک مولوی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور بہت اچھی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ''مولوی صاحب! پھر بھی آؤ گے؟'' مولوی صاحب نے کہا ''ضرور آؤں گا'' اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہچان لیا تب۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''میں تو سو کوس سے پہچان لیتا ہوں کہ فلاں فلاں شخص نے بروز میثاق میری چادر کو ہاتھ لگایا تھا''۔

حکیم صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ اپنی دکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا "میرا ایک عزیز بیمار ہے اس کا علاج کرو۔" انہوں نے مرض پوچھا تو حال کچھ خراب معلوم ہوا۔ حکیم صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا دایاں ہاتھ نظر آیا اور آواز سنائی دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے۔ "جاؤ اللہ رحم کردے گا"۔ رات کو پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب کو خواب میں ملے اور فرمایا۔ "روزی کا فکر نہ کیا کرو۔ میں نے تمہارے فرشتوں کو تمہاری روزی کے متعلق کہہ دیا ہے"۔ دوسری صبح حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک درویش نے ان سے کہا کہ "کل عصر کے وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تمہیں یاد کر رہے تھے"۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ہمارے بعض بعض مرید تو چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر اپنے پیروں سے مدد مانگنے لگتے ہیں"۔ حکیم صاحب سمجھ گئے کہ اشارہ ان کی طرف ہے۔

ایک دن شام کے وقت حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت پاس سے گزری' ساتھ میں اس کا بچہ بھی تھا۔ اس نے کسی بات پر بچے کے اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بے خود ہو گئے۔ جب

ہوش میں آئے تو حکیم صاحب سے پوچھا "کیا ہوا تھا؟" انہوں نے بتایا کہ "بچے کو اس کی ماں نے تھپڑ مارا تھا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وہ تھپڑ میرے دل پر لگا تھا"۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ گفتگو کے دوران حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ "لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا' مگر میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی غیب کا علم ہے' اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ اس وقت دلی میں کیا ہو رہا ہے یا لندن میں کیا ہو رہا ہے تو میں اسی وقت دکھا دیتا ہوں"۔

ایک دن ایک آدمی آیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "میرے سالے نے اپنے سوتیلے باپ کو قتل کر دیا ہے اور اس کو پھانسی کی سزا ہو گئی ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب سے کہا "اس سے سچی بات پوچھو" حکیم صاحب نے اس شخص سے بار بار پوچھا مگر اس نے کچھ نہ بتایا۔ آخر عصر کے وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس سے یہ کہا کہ "قتل کی سازش تیری تیار کردہ تھی اور تو نے ہی اپنے سالے کو ٹوکہ لیکر دیا' اب میرے پاس آکر جھوٹ بولتا ہے۔ اور مجھ سے دعا منگواتا ہے"۔ یہ سن کر اس شخص نے سچی بات بتا دی اور توبہ کی تو حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جاؤ اللہ اس پر رحم کر دے گا"۔ آخر اس شخص کا سالا بری ہو گیا۔

حکیم صاحب کا کہنا ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت شہادت کی انگلی اٹھایا کرتے تھے، مگر دل میں ہمیشہ شک رہتا تھا۔ ایک دن یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جو بھی نماز میں شہادت کے وقت انگلی اٹھاتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہاری انگلی کاٹ دوں گا" اس طرح یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

ایک دن حضرت قبلہ کھانا کھا رہے تھے کہ حکیم صاحب نے دل میں خیال کیا کہ "رب کریم نے ہم پر بڑا کرم کیا ہے کہ اتنا بڑا کامل شیخ ہمیں دیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حکیم جی! ہمیشہ دل میں ایسے ہی خیالات ہونے چاہئیں"۔

ایک دن ملتان سے ایک مولوی صاحب آئے۔ ان کا خیال تھا کہ "یارسول اللہ" کہنا ٹھیک نہیں۔ جب وہ آ کر بیٹھے تو ان کی قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مولوی جی! بٹن کھلے رکھنے کے متعلق کوئی حدیث مبارک ہے؟" مولوی صاحب نے کہا "ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوۃ شریف مولوی صاحب کو تھماتے ہوئے

فرمایا ''دکھاؤ''۔ مگر مولوی صاحب کو اس میں کہیں بھی یہ حدیث نظر نہ آئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''مولوی جی! اس مسئلے کو تو چھوڑ و یہ بتاؤ کہ مشکوۃ شریف کہاں سے شروع ہوتی ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا کہ ایک دن جبریل امین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ باتیں کہیں۔

یارسول اللہ خدا وحدہ لاشریک ہے؟'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ صدقا

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صدقا''

''یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین سچا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صدقا''

''یارسول اللہ! قیامت آنے والی ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صدقا''۔

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ ''اس حدیث کا راوی کون ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''راوی تو

سچا ہے مگر پھر بھی لوگ پوچھتے ہیں کہ "یا رسول اللہ! کہنا جائز یا نہیں؟" یہ سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سترھویں روزے سے ان کا ہاضمہ خراب ہو گیا اور انہوں نے روٹی کھانی چھوڑ دی۔ اٹھائیسویں روزے تک یہی حالت رہی۔ اسی حالت میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب کو ظاہری حالت میں ملے اور فرمایا حکیم جی! آپ کا ہاضمہ خراب ہو گیا ہے' تھوڑا سا نمک کھائیں"۔ چنانچہ حکیم صاحب نے نمک کھایا اور ان کا ہاضمہ ٹھیک ہو گیا۔ حکیم صاحب نے عید کی نماز کے بعد یہ بات اپنے ایک ملنے والے فتح محمد صاحب کو بتائی اور پھر یہ دونوں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے' نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو حکم دیا کہ جا کر نماز پڑھیں مگر حکیم صاحب اور فتح محمد صاحب کو بیٹھے رہنے کو کہا اور فرمایا "حکیم جی آپ کا ہاضمہ ٹھیک ہو گیا تھا" حکیم صاحب نے کہا "حضور ٹھیک ہو گیا تھا"۔ فرمایا "نمک میں نے اس لئے بتایا تھا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں میر اپنے لنگر خانوں میں نمک تقسیم کیا کرتے تھے"۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب اپنے گاؤں میں فتح محمد صاحب کے ہاں گئے۔ ان کے ہاں ایک جھوٹی ولیہ آئی ہوئی تھی اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے

تھے۔ حکیم صاحب بھی تقریباً ڈیڑھ بجے تک وہاں بیٹھے رہے کہ اچانک انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آتے ہوئے نظر آئے تو حکیم صاحب نے کہا "وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آ گئے" اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کر آگے بڑھے جب حضرت قبلہ کے نزدیک گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ایسی عورتوں کے پاس نہیں بیٹھنا چاہئے"۔ اور یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو گئے۔

حکیم شیر محمد صاحب ایک دن اپنے گھر کے پچھلے کمرے میں سوئے ہوئے تھے کہ ایک عورت روپے ادھار لینے کی غرض سے اندر آئی۔ اس نے روپے مانگے۔ حکیم صاحب نے جواب دے دیا اور وہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد جب حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حکیم جی! اگر پچھلے کمرے میں سونا ہو تو غیر عورت کو اندر نہیں آنے دینا چاہئے' کیونکہ شیطان آدمی کا دشمن ہوتا ہے"۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جنوں کی شادی پر گئے تھے تو انہوں نے تصدیق کرنے کی غرض سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ "آپ رحمۃ اللہ علیہ جنوں کی شادی پر گئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میں خود گیا تھا یا کسی نے بھیجا

تھا" حکیم صاحب نے کہا کہ "حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا تھا" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہاں گیا تھا' جب میں شرقپور شریف سے باہر نکلا تو تھوڑی دور جا کر اس جن نے بغل میں سے ایک سرکنڈے کا دروازہ کھولا۔ جب میں نے آگے قدم رکھا تو کوہ قاف آ گیا۔ وہاں میں چھ دن رہا اور بہت زیادہ جن میرے مرید ہو گئے۔ اور اس جن کی شادی پر میں نے نکاح بھی پڑھا جب آنے لگا تو انہوں نے مجھے ایک جوتی اور لنگی دی اور ویسا ہی دروازہ بنایا۔ جب میں نے دروازے میں قدم رکھا تو شرقپور شریف آ گیا اور میں نے وہ دونوں تحفے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیئے"۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب اور شیخ فضل کریم تونسہ شریف کے عرس پر جانے کیلئے تیار ہوئے اور سفر کیلئے بارہ روٹیاں پکوائیں۔ چار نمک والی' چار قیمہ والی اور چار میٹھی۔ یہ دونوں کوٹ ادو پہنچے' لیکن وہاں سے آگے تو نسہ شریف جانے والی لاری نہ ملی تو یہ ایک آڑھتی کے پاس گئے' اس نے کہا کہ ایک ٹرک رات کو تونسہ شریف جائے گا۔ آپ دونوں اس میں چلے جانا۔ اسی دوران حکیم صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اتنے بڑے پیر کے مرید ہو کر دھکے کھا رہے ہیں"۔ جب یہ دونوں باہر آئے تو لاری تیار تھی

یہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ جب واپس حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟" حکیم صاحب یہ سن کر رو پڑے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "روتے کیوں ہو؟ روٹیاں تین قسم کی آپ کے ساتھ تھیں' جہاں دل کرتا تھا کھاتے تھے۔ جب لاری نہ ملی تو آپ کو افسوس ہوا' اور پھر آپ کو لاری بھی مل گئی تو پھر آپ کو تکلیف کون سی ہوئی؟"

ایک مرتبہ حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف عرس پر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب سے فرمایا "حکیم جی آپ یہاں رہیں میں آپ کے ساتھ ہی ہوں"۔ حکیم صاحب کو وہ اس لئے چھوڑ گئے کہ وہ کماد (گنا) اور آلوؤں کا کام کرائیں۔ ایک دن تو حکیم صاحب درویشوں کو باہر لے گئے اور تمام دن کام کیا۔ دوسرے دن نماز کے بعد درویش قرآن مجید پڑھنے لگے۔ حکیم صاحب نے ان سے کام پر چلنے کیلئے کہا۔ تو درویشوں نے کہا "تھوڑا سا قرآن مجید پڑھ لینے دیں' پھر جائیں گے"۔ اچانک ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز حکیم صاحب کو سنائی دی' آپ رحمۃ اللہ علیہ کہہ رہے تھے کہ ان درویشوں سے کہو کہ قرآن پڑھنا تو مستحب

ہے مگر شیخ کا حکم فرض ہے"۔ یہ بات حکیم صاحب نے درویشوں سے کہی تو وہ کام پر چلے گئے۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چک 24 نزد حضرت کرمانوالہ گئے۔ آٹھ یا نو بجے کا وقت تھا' حکیم صاحب کو نیند آنے لگی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وہاں درخت کے نیچے صف پڑی ہے۔اس پر سو جاؤ" یہ سوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کوئی ڈیڑھ بجے گھر آئے۔ حکیم صاحب اٹھے تو انہیں بہت افسوس ہوا اور وہ بہت روئے' پھر جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "حکیم جی! روتے کیوں ہو؟" انہوں رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا"۔ آپ نے پوچھا "مجھ سے بہت محبت ہے؟" انہوں نے کہا "حضور بہت!" فرمایا "درود شریف کثرت سے پڑھا کرو"۔

حکیم صاحب اکثر دل میں سوچا کرتے تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی ایک رکاب میں قدم رکھ کر دوسری رکاب تک قدم لے جانے کے عرصے میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ راز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی

صحبت میں پالیا' کیونکہ ایک روز انہوں نے دیکھا کہ ادھر اذان ہوئی اور اُدھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پلک جھپکتے میں دعا پڑھ لی۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ چک نمبر 24 گئے۔ چھ آدمی اور بھی تھے۔ چھ آدمیوں کیلئے روٹیاں آئیں تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آدھی روٹی کھائی' باقی رہنے دی اور فرمایا کہ جو روٹیاں باقی بچیں وہ حفاظت سے رکھ چھوڑنا۔" حکیم صاحب سمجھے کہ کوئی خاص بات ہے۔ فوراً ہی دیوان صاحب وہاں آئے' ان کے ساتھ ستائیس آدمی تھے' انہوں نے بھی چھ آدمیوں کی بچی ہوئی روٹی سیر ہو کر کھائی۔

حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ ایک آدمی کو ساتھ لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے پوچھا "تو موچی ہے؟" تین مرتبہ اس سے یہی پوچھا۔ مگر اس نے نہ بتایا۔ حکیم صاحب اس کے متعلق جانتے تھے کہ یہ زمیندار ہے۔ انہوں نے جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ سنا تو اس کے گاؤں جا کر اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کی' آخر ایک بوڑھے شخص نے بتایا' کہ اس کی ماں کے ایک موچی کے ساتھ تعلقات تھے۔

ساتویں مجلس

مولوی محمد یونس کیمبل پور سے لکھتے ہیں کہ 1947ء میں تقسیم سے پہلے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اچھے والا (فیروزپور) حاضر ہوا۔ اس جگہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے "بیلیوں" کی سہولت کے لیے فیروزپور کے قریب اچھے والا میں اقامت اختیار فرمائی۔ نئی جگہ کے سبب لنگر وغیرہ کا انتظام ابھی مکمل نہ ہوا تھا جو کھانا سہولت سے تیار ہوتا وہی زائرین کو دیا جاتا اور وہ نعمت سمجھ کر قبول کرتے۔ اس روز ہم سب کو روٹی کے ساتھ پیاز کی چٹنی تقسیم ہوئی تھی جسے بصد شکر کھالیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر جب خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا' مولوی صاحب آج تو ہمارے پاس پیاز ہی تھی۔ میں نے اور دوسرے حاضرین نے عرض کیا' لنگر شریف کے کھانے کا مزہ آج پہلے سے کہیں زیادہ آیا ہے اور بات بھی ٹھیک تھی۔ ظہر کا وقت ہو تو ارشاد فرمایا' مولوی صاحب مخالف ہوا چل رہی ہے اور ہم تو پہلا گھر بار بھی چھوڑ آئے ہیں۔ یہ بات پھر کسی وقت تم کو بتائیں گے۔ اچھا جو اللہ کو منظور ہے۔"

اس ارشاد مبارک کے تھوڑے ہی دنوں بعد فسادات شروع ہو گئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی نقل مکانی اور باد مخالف کے ارشاد کا پتا چل گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اور اس علاقے کے تمام باشندوں کو پاکستان میں آنا پڑا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ علاقہ آبائی وطن تھا' نقل مکانی سے قبل بھی حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق لوگوں کے ہجوم حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جمع ہوتے۔ ہندو اور سکھ بھی بڑی تعداد میں ہوتے۔ ایک دکاندار دھنامل نامی تو قیام پاکستان کے بعد بھی اس علاقے سے یہاں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

ہندو مہمانوں کی خدمت کا کام دھنامل کے سپرد ہوتا تھا۔ یہ گورے رنگ کا ادھیڑ عمر کا آدمی باقاعدہ داڑھی مونچھ رکھتا تھا۔ اسے اکثر دوزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ جیسے اندر ہی اندر اسم ذات کا ورد کرتا ہو۔ اس کے چہرے مہرے سے بالکل یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ غیر مسلم ہے۔ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی میں بے چین ہو کر سال میں پاکستان کے ایک دو پھیرے ضرور کرتا۔ جوانی میں تو یہ اور بھی بہت خوبصورت ہوگا' اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک عورت کے جال میں پھنس گیا تھا کہ اس نے اس حرافہ سے چھٹکارا پانے کے لیے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خیال کیا۔ چنانچہ دھنامل اس روز ایک بڑے گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہا اور جیسے ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''کیوں بھئی دھنامل اگر پیر چاہے تو اس کا مرید گناہ سے بچ سکتا ہے۔'' دھنامل ہاتھ جوڑ کر بولا ''دھن ہے مہاراج۔'' دھنامل کہتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں ایسے بے شمار واقعات پیش آئے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور برکت سے بھگوان نے مجھے گناہوں سے بچالیا۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھر آگئی۔ میں نے دیکھا کہ اس بڈھے کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ گلوگیر آواز

میں بولا میرا بس چلے تو میں اپنے سارے کنبے کو وہیں چھوڑ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی قدموں میں پڑا رہوں۔ لیکن کیا کروں انہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ آہ جب اس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر جانکاہ سنی ہوگی تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی۔

میاں چراغ دین صاحب ...... کراچی کے ایک بڑے تاجر تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے وہ فیروز پور میں کپڑے کی دکان کرتے تھے۔ کاروبار کچھ ایسا ہی تھا۔ وہ اکثر کرموں والا شریف (نزد فیروز پور) میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب بھی وہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت شفقت سے فرماتے آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آ گئے۔" میاں چراغ دین کچھ دیر خدمت بابرکت میں ٹھہرتے اور واپس فیروز پور چلے جاتے۔ جب ان کے والد ان سے دریافت کرتے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کاروبار کی ترقی کے لیے بھی عرض کیا تھا یا نہیں تو میاں چراغ دین کہتے کہ مجھے تو وہاں کہنے کی جرأت نہیں پڑتی۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آ گئے۔

ایک دن میاں چراغ دین کے والد نے کہا کہ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ دونوں باپ بیٹے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ میاں چراغ دین کے والد نے کہا کہ حضور گھر میں گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے۔ دعا فرمائیں مولا کریم کاروبار میں ترقی عطا فرمائیں۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "گھبراؤ نہیں، مولا کریم بہت برکت فرما دیں گے۔" جلد وہ وقت آئے گا کہ تمہاری سب تنگی دور ہو جائے گی۔" تھوڑے عرصے بعد تقسیم ملک کے وقت میاں چراغ دین کراچی چلے گئے اور وہاں جا کر معمولی سرمایہ سے کام شروع کر دیا۔ کچھ ہی عرصے میں کراچی میں میاں چراغ دین کو تاجر طبقہ سیٹھ چراغ دین کے نام سے یاد کرتا تھا۔

حاجی شیخ فضل دین جس کی مسجد وزیر خان کے چوک میں بزازی کی دکان تھی۔ پہلے وہاں ایک پھٹے پر چند تھان رکھ کر بیچا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کا خیال ہوا کہ اس معمولی جگہ سے کسی دوسری جگہ پر کاروبار منتقل کر دیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیغام بھیجا کہ وہیں بیٹھے رہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے (جو بعد میں فریضہ حج کی

ادائگی کے بعد حاجی کہلائے) اس جگہ پر دکان کرنے سے بہت دولت کمائی۔ ان کا کاروبار بھی بڑھ گیا۔ باغبانپورہ کے قریب ایک کوٹھی تعمیر کی اور اسی کاروبار سے گلبرگ کے بی بلاک میں بھی ایک کوٹھی تعمیر کی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کیلیاں والا شریف کے عرس سے واپس آ رہے تھے۔ یہ ناچیز بھی ہمراہ تھا۔ جب کیلیاں والا شریف اور راکال گڑھ کے نزدیک سے گزرے تو یہی شیخ صاحب پیرانہ سالی کے باوجود پیدل جا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا' کیا ہے اللہ نے دے رکھا ہے کسی یکہ ٹم ٹم میں بیٹھ جاتے۔ شیخ صاحب اس اعتبار سے بہت سیانے آدمی تھے۔ ان کی اہلیہ کا انتقال ہو چکا ہے اور کاروبار کو زیادہ ان کے لڑکے خوب چلا رہے ہیں (اللہ تعالیٰ اور برکت دے۔)

غلام مصطفیٰ زرگر ساکن پاک پتن کا بھائی بہاولنگر میں رہتا تھا۔ اس کی تین چار سال کی بچی ایک دن گھر سے باہر کھیلتی ہوئی گم ہوگئی۔ بچی کی گمشدگی پر والدین کو بے پناہ اضطراب ہوا...... سخت پریشانی کی حالت میں غلام مصطفیٰ زرگر اور اس کا بھائی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی اور فرمایا' جاؤ بچی گھر ہی آ جائے گی' گھبراؤ نہیں۔"

دونوں بھائی واپس چلے گئے اور تلاش جاری رکھی۔ پولیس میں اطلاع

دی گئی۔ ہر طرف دوڑ دھوپ شروع ہوئی لیکن بچی کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اس پریشانی میں وہ اکثر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے۔ مگر جب بھی وہ آتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر دفعہ ان کو تسلی و تشفی دیتے اور فرماتے کہ گھبراؤ نہیں، بچی واپس تمہارے گھر آ جائے گی۔ دن اور مہینے گزرتے گئے۔ ایک، دو، تین سال گزر گئے۔ والدین کی بے قراری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اور جب بے قراری بڑھ جاتی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ گھبراؤ نہیں لڑکی گھر آ جائے گی۔ آخر جب قریباً چار سال کا عرصہ گزرنے کو آیا تو ایک دن آفتاب غروب ہونے کے ساتھ ہی ان کی امیدوں کا آفتاب طلوع ہوا۔ اچانک ایک جیپ کار ان کے دروازے کے سامنے آ کر رکی۔ ایک تھانیدار کار سے باہر نکلے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب غلام مصطفیٰ کا بھائی باہر آیا تو تھانیدار نے دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے اور تمہارا کیا نام ہے۔ جب تھانیدار کو یقین ہو گیا کہ یہ مکان ان زرگروں کا ہی ہے تو اس نے کار میں بیٹھے ہوئے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ وہ کار سے نیچے اترے اور ایک ننھی بچی بھی ان کے ساتھ کار سے نکلی۔ باپ نے بیٹی کو پہچانا اور خوشی سے لپٹ گیا۔ چار سال سے بچھڑی ہوئی بچی جب گھر کے اندر عورتوں کے پاس گئی تو وہاں عجیب سماں تھا، خوشی اور مسرت کے جذبات سے گھر میں چیخ و پکار کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ لڑکی کی دستیابی کے

متعلق جب تھانیدار سے باتیں ہوئیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کی لڑکی حیدر آباد سندھ سے ملی ہے اور اسے اٹھا کر لے جانے والا شخص فقیروں کے بھیس میں بہاؤ لنگر میں ان زرگروں کے مکان کے قریب ایک کٹیا میں رہا کرتا تھا۔

منٹگمری ضلع کچہری کے ایک پرانے اہلکار ایک دفعہ رشوت ستانی کے مقدمے میں پھنس گئے۔ کسی ماتحت کا قصور تھا لیکن وہ اہلکار بھی اس ماتحت کے ساتھ ہی دھر لیے گئے اور ملازمت سے معطل کر دیے گئے۔ بیچارے عیالدار آدمی تھے اور معمولی سی بات پر...... پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ چند روز پولیس کے زیر حراست بھی رہے۔ آخر بعض احباب کے کہنے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور گریہ وزاری سے التجائے دعا کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ بری ہو جاؤ گے۔ تفتیش مکمل ہونے کے بعد ان کا مقدمہ ایک سخت قسم کے مجسٹریٹ کے سپرد ہو گیا اور اس اہلکار کو پریشانی اور بھی زیادہ ہوئی' کیونکہ مجسٹریٹ سخت گیر مشہور تھا۔

ایک مرتبہ پھر انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب تو بظاہر کوئی صورت رہائی کی نہیں' حاکم بہت سخت ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر تسلی و تشفی دی اور فرمایا "جاؤ

بری ہو جاؤ گے اور مجھے کیا کہتے ہو۔"

مقدمہ پیش ہوا اور اس دن جتنے مقدمات تھے سب میں سزائیں سنائی گئیں لیکن اس اہلکار کے متعلق لکھے ہوئے فیصلے کو جس میں سزا تجویز کی گئی تھی ...... عدالت نے سب سے آخر نمبر پر رکھ دیا۔ جب عدالتی کام ختم ہو گیا تو مجسٹریٹ نے اس اہلکار کے کاغذات اٹھائے اور حکم سنایا کہ جاؤ تم بری ہو میں کسی پر خواہ مخواہ ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اس عدالت کے اہلمد جنہوں نے یہ فیصلہ ٹائپ کیا تھا حیران تھے کہ آج مجسٹریٹ صاحب نے کس طرح آخری وقت پر اپنے فیصلے کو بدل دیا جب کہ ملزم کو سزا سنائی جانے والی تھی۔ چنانچہ عدالت نے دوبارہ فیصلہ ٹائپ کر دیا۔

شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں میں سے ہیں۔ وہ مارکیٹ کمیٹی میں بطور کلرک کام کرتے تھے۔ اسی دفتر میں انسپکٹر کی آسامی خالی ہوئی۔ شیخ صاحب نے اپنے تجربے کی بنا پر اس آسامی کے لیے درخواست دے دی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کے لیے طلب گار ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ شفقت تبسم فرمایا اور کہا "جس دن اہلکار کا انتخاب ہو تو اس دن طرے دار پگڑی باندھنا' اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔" شیخ صاحب انتخاب کے دن حسب ہدایت خوب ٹھاٹھ سے افسر

اعلیٰ کے روبرو پیش ہوئے۔ افسر اعلیٰ نے کہا: بے شک تمہارا تجربہ بھی ہے اور تم منتظم بھی ہو لیکن دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں تمہاری قابلیت کم ہے۔ وہ بی اے پاس ہیں اور تم دسویں پاس بھی نہیں ہو' شیخ صاحب خاموش کھڑے رہے۔

افسر اعلیٰ نے امیدواروں کا انتخاب کر لیا۔ پہلے نمبر پر ایک بی اے پاس امیدوار کو رکھ دیا گیا اور دوسرے نمبر پر شیخ خادم حسین تھے۔ شیخ صاحب نے واپس آ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں گزارش کی کہ افسر اعلیٰ نے مجھے دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "تم دوسرے نمبر پر کیسے ہو' تم تو پہلے نمبر پر ہو۔" چنانچہ جس شخص کا نام پہلے نمبر پر تجویز ہوا تھا وہ ایک بیمار آدمی تھا۔ اس لیے ملازمت پر نہ آ سکا۔ شیخ صاحب ہی کچھ عرصہ کے لیے اس آسامی پر عارضی طور پر کام کرتے رہے اور پھر بعد میں مستقل ہو گئے۔

حافظ غلام جیلانی صاحب قصوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کا لڑکا اور ایک اور آدمی قتل کے مقدمے میں ماخوذ تھے۔ چند دنوں بعد مقدمہ سیشن جج کے پاس فیصلے کے لیے پیش ہونے والا تھا۔ دیہاتی صاف گو آدمی تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ "بابا جی تم کیسے آئے ہو؟" دیہاتی

نے عرض کیا کہ میرے بیٹے اور اس کے ایک ساتھی نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ نوجوان نے سخت غلطی کی ہے ان کو معافی دی جائے۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ "آخر اسے قتل کرنے کی وجہ کیا تھی۔" بوڑھے دیہاتی نے عرض کیا "حضور پرانی رنجش تھی اور بس۔ وہ بدقسمتی سے ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے طیش میں آ کر اسے مار ڈالا۔" اس دیہاتی کی صاف گوئی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ "جاؤ بابا تمہارا لڑکا بری ہو جائے گا' لیکن کسی کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بڑا گناہ ہے۔"

دیہاتی بولا' حضور بے شک وہ آئندہ ایسا قصور نہیں کریں گے۔ دیہاتی نے پھر عرض کیا' حضور نے مجھ پر تو کرم فرمایا ہے لیکن میرے لڑکے کے دوست کے والدین کیا کہیں گے کہ یہ اپنے بیٹے کو تو چھڑا لایا اور ہمارا لڑکا جیل میں پھنسا رہا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ "جاؤ بابا دونوں بری ہو جائیں گے' لیکن توبہ کریں۔" آٹھ دس دن کے بعد وہ بوڑھا دونوں جوانوں کو ساتھ لیے پھر حاضر خدمت ہوا' وہ مقدمے سے بری ہو چکے تھے اور اظہار عقیدت کے لیے آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "جاؤ پھر کبھی ایسا برا کام نہ کرنا۔"

مولانا ظہور احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ قصور ایک جید عالم تھے۔

وہ پاک پتن شریف میں ایک مدرسے میں صدر مدرس بھی رہے۔ حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے ایام تھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عرس کے موقع پر پاک پتن شریف میں موجود تھے اور مسجد عیدگاہ میں اقامت پذیر تھے۔ مولانا ظہور احمد صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ عرس مبارک کے ایام میں مولانا ظہور احمد صاحب بیمار ہو گئے' بخار کی شدت تھی۔ایک دن صبح کے وقت چائے پی کر لیٹے تھے کہ کسی شخص نے جو عیادت کے لیے آیا تھا انہیں میٹھے چوسنے کے لیے کہا' وہ بازار سے میٹھے لے آیا اور بہ اصرار مولانا صاحب کو کچھ میٹھے کاٹ کر دیے۔ مولانا صاحب نے چوس لیے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا کی طبیعت خراب ہو گئی اور بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ ڈاکٹر بلائے گئے اور انہوں نے دوائیں اور ٹیکے تجویز کیے۔ دوائیں شروع کی گئیں۔ ٹیکے پاک پتن شریف کی دکانوں سے نہ ملے تو منٹگمری سے ساہیوال منگوائے گئے۔ ادھر مولانا صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔

مولانا صاحب سے کسی نے کہا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد عیدگاہ میں تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب اسی وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

حالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول مولانا صاحب کی خیر صلا پوچھی۔ مولانا صاحب نے ناسازی طبع کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "بعض ڈاکٹر تو اچھے بھلے آدمیوں کو سوئے مار کر ادھ موا کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب آپ جائیں اور گلے میں انگلی پھیرتے رہیں۔" مولانا صاحب اٹھ کر باہر گئے اور گلے میں انگلی پھیرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں منہ بھر کر قے ہوئی۔ منہ صاف کر کے واپس آئے۔ اب ان کی طبیعت بہتر تھی۔ تھوڑی دیر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اور بیٹھے رہے۔ طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی۔ بعد میں اجازت لے کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

کرموں والے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہندو خادم دھنا مل کا بیان ہے کہ ایک رات وہ بیل گھر میں باندھ کر گہری نیند سو گیا۔ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ سوتے ہی بے خبر ہوگیا۔ دشمن تاک میں تھا۔ وہ موقع پا کر گھر میں داخل ہوئے اور بیلوں کی جوڑی کھول کر گاؤں کی حدود سے باہر نکل گئے۔ پچھلی رات تہجد کے وقت دھنا مل کی آنکھ کھلی اور جب نگاہ دوڑائی تو بیلوں کی جوڑی نظر نہ آئی۔ سمجھ گئے کہ بیل چوری ہو گئے ہیں۔ خاموشی سے وضو کیا اور اسی وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے وقت آنے کی وجہ دریافت فرمائی تو دھنا مل نے

جواب دیا کہ "حضور چور آئے تھے اور بیلوں کی جوڑی کھول کر لے گئے ہیں۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ازراہ شفقت فرمایا: فکر نہ کرو گھر جا کر اللہ اللہ کرو۔ بیل صبح کو مل جائیں گے۔" دن نکلا تو دھنا مل چند ساتھیوں کو ہمراہ لے کر بیلوں کی تلاش میں گاؤں سے باہر نکلے اور بیلوں کے قدموں کے نشانات پر چلنے لگے۔ تھوڑی دور گئے تو وہاں بیل مل گئے۔ دھنا مل بیلوں کو ہانک کر گھر لے آیا۔ چند روز کے بعد چور خود ان کے گھر آئے اور کہنے لگے کہ "بھائی تمہارا گرو تو بہت زور آور ہے۔ ہم تمہارے بیل چرا کر گاؤں کی حدود سے باہر نکلے ہی تھے کہ ہمیں آنکھوں سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہم سب اندھے ہو گئے تھے۔ بیل چھوڑ دیتے تو راستہ نظر آنے لگتا اور جب بیل لے کر چلتے تو پھر کچھ نظر نہ آتا۔ آخر ہم نے بیل چھوڑ دیئے اور چلے گئے۔ آج ہم تمہارے پاس معافی مانگنے آئے ہیں۔"

دھنا مل نے کہا "یہ معافی تو تم میرے گرو سے مانگو جن کی دعا و برکت سے تم بیلوں کی جوڑی نہ لے جا سکے۔"

انہی ایام کا ایک اور واقعہ سنئے۔ چودھری شادی سکنہ ہشیار ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین

خاص میں سے تھے اور اکثر اوقات کرموں والا شریف (ضلع فیروز پور) میں خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ چودھری صاحب کی اونٹنی چور لے گئے۔ چند دن چودھری صاحب ادھر ادھر تلاش کرتے رہے مگر بے سود۔ بعض حاسدوں نے یہ شرارت کی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آوازے کسنے لگے۔ چودھری صاحب ان کی باتیں سن کر گھبرائے اور سیدھے حضرت صاحب صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول ان کی خیر و عافیت پوچھی۔ چودھری صاحب نے کہا کہ سب طرح سے تو حضور کی کرم نوازی ہے البتہ میری اونٹنی چور لے گئے ہیں اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ آ گئی تمہاری اونٹنی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جاؤ اونٹنی مل جائے گی۔'' اس نے عرض کیا اب میں تلاش کرنے نہیں جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جاؤ اونٹنی تمہارے گھر آ جائے گی۔'' چودھری صاحب نے پھر کہا ''بات تب ہے کہ اونٹنی آج میرے گھر پہنچنے سے پہلے واپس آ جائے اور حاسدوں کا منہ کالا ہو۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا کہ ''اطمینان سے جاؤ' اللہ کریم ایسا ہی کر دیں گے اور اونٹنی تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے آ جائے گی۔ اور مجھے کیا کہتے ہو؟''

چودھری صاحب واپس لوٹے اور جب گھر کے اندر قدم رکھا تو اونٹنی بھی بھاگتی ہوئی آئی اور ان کے ساتھ ہی گھر کے اندر داخل ہوئی۔ اس کے گھٹنوں کے ساتھ گھنگھرو بندھے ہوئے تھے جو ویسی آواز سے بج رہے تھے۔

کرموں والا (ضلع فیروز پور) کے اردگرد بہت سے گاؤں ایسے بھی تھے جن میں سکھوں کی آبادی تھی۔ ان دیہاتوں کے سکھ باشندے اکثر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے نرمی اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ ایک سکھ لوہار بہت غریب اور عیالدار آدمی تھا۔ گاؤں والوں کی خدمت سے اس کا گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ آدمی بہت کاریگر تھا۔ اس نے زمانے کے حالات کے مطابق پستول بنا کر بیچنا شروع کر دیے۔ چنانچہ پولیس اس کے پیچھے پڑ گئی۔ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہتا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ پولیس اسے گرفتار کرنا چاہتی ہے تو وہ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا "تمہیں کیوں گرفتار کرنا چاہتے ہیں؟" اس نے کہا "نہایت غریب اور عیالدار ہوں، گزارہ نہیں ہوتا تھا اس لیے پستول بنا کر بیچتا ہوں اور بال بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی یہ صاف گوئی بھا گئی۔ فرمایا "اچھا اللہ تعالیٰ خیر کر دیں گے۔" وہ سکھ لوہار پستول

بنا کر بیچتا اور گزر اوقات کرتا رہا۔ پولیس جب بھی اس کے ہاں چھاپہ مارتی تو لوہار کے عام ہتھیاروں کے سوا وہاں کچھ دستیاب نہ ہوتا' اسی طرح کچھ عرصہ وہ لوہار یہ کام کرتا رہا۔

ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کوئی اور کام کرنے کی نصیحت کی اور فرمایا ''جس کام میں خطرہ ہو وہ نہیں کرنا چاہیے' اللہ کارساز ہے۔'' لوہار کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور اس نے شہر میں عام لوہار کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں اس کا کاروبار چمک اٹھا اور وہ آسودہ ہو گیا۔

شہزادہ فیروز الدین صاحب فیروز پور میں نائب تحصیلدار تھے مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان پر شفقت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ افسر مال صاحب علاقہ دورے پر آئے۔ شہزادہ صاحب نے ان سے ذکر کیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ افسر مال صاحب نے کہا کہ ''چائے پی کر چلیں گے۔'' نائب تحصیلدار صاحب نے کہا چائے وہاں ہی چل کر پئیں گے۔ افسر مال صاحب ان پر مہربان تھے۔ بولے بھئی درویشوں کی خشک چائے پر کیوں ٹرخاتے ہو اور اپنی کیک پیسٹری بچاتے ہو وہاں کیک پیسٹری کہاں ملے گی' ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔'' شہزادہ صاحب نے کہا'' کیک پیسٹری نہ ملی تو کم از کم ان کے گھر کی

چائے تو ہو گی اور ہمارے لیے وہاں سے خالی چائے پینا ہی بہت بڑی سعادت ہے۔"

آخر یہی فیصلہ ہوا کہ اچھا چائے وہیں پئیں گے اور دونوں صاحب گھوڑوں پر سوار ہو کر کرموں والے شریف پہنچے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خیر و عافیت دریافت فرمائی اور ایک درویش کو اشارہ کیا "چائے لاؤ۔" تھوڑی دیر کے بعد چائے آ گئی اور دستر خوان بچھا کر مہمانوں کے سامنے برتن رکھے گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "ہمارے تحصیلدار صاحب یہاں آ کر روکھی سوکھی کھا لیتے ہیں' آج ہمارے افسر مال آئے ہیں یہ تو کیک پیسٹری کھاتے ہوں گے' لاؤ بھئی ان کے لیے کچھ لے آؤ" اور سامنے الماری کی طرف اشارہ کیا۔ درویش وہاں سے بہت سی پیسٹری اور کیک نکال لایا۔ افسر مال صاحب کھا رہے تھے اور دل ہی دل میں یہ خیال کر رہے تھے کہ انہوں نے تو ہمارے لیے پہلے ہی یہ چیزیں منگوا کر رکھ لی ہیں۔ دل میں عقیدت کے جذبات موجزن تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئے۔

انہی شہزادہ فیروز الدین صاحب کا بیان ہے کہ ان کا ایک مقدمہ کسی عدالت میں چل رہا تھا اور ان کے والد اس سلسلے میں سخت پریشان

تھے۔ شہزادہ صاحب نے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کیا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "شہزادہ صاحب فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا' گھبرائیں نہیں۔ جج صاحب پہلے آپ کے خلاف لکھیں گے اور پھر اس فیصلے کو پھاڑ کر آپ کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ آپ ہرگز نہ گھبرائیں۔

کچھ دنوں کے بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جج ہندو تھا اور سرکاری وکیل بھی ہندو تھا۔ طرفین کے وکلاء نے خوب زور شور سے بحث کی بحث سننے کے بعد جج نے فیصلہ لکھوایا اور وہ فیصلہ شہزادہ صاحب کے والد کے خلاف تھا۔ شہزادہ صاحب کے والد نے اونچی آواز سے کہا کہ جناب مجھ سے تو سرکاری وکیل نے کہہ دیا تھا کہ جج ہندو ہے اس لیے فیصلہ تمہارے حق میں نہیں ہوگا۔ اس لیے مجھے پہلے سے علم تھا کہ آپ میرے خلاف ہی فیصلہ کریں گے۔ جج نے سوالیہ نظروں سے سرکاری وکیل کی طرف دیکھا۔ سرکاری وکیل نظریں نیچی کیے خاموش کھڑا تھا۔ جج نے فیصلے کا کاغذ لے کر پھاڑ ڈالا اور نیا فیصلہ لکھوایا جو کہ شہزادہ صاحب کے والد کے حق میں تھا۔

آٹھویں مجلس

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بڑا حصہ ہدایت خلق ہی میں بسر ہوا ہے۔ کیا دن کیا رات۔ جب بھی اور جہاں بھی مناسب خیال فرماتے آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ اہم فریضہ ہی انجام دیتے۔

ایک روز مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ چند احباب کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کرماں والے (موجودہ اقامت گاہ) پر حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جب مولوی صاحب نے جانے کی اجازت طلب کی تو ارشاد فرمایا "تھوڑی دیر تو اور بیٹھیں۔" انہوں نے ذرا دیر کے بعد دوبارہ اجازت چاہی۔ فرمایا "کچھ دیر اور رک جاتے تو اچھا تھا۔ خیر آپ کو جلدی ہے۔" مولوی صاحب اجازت لے کر باہر نکلے' سڑک پر کھڑے سواری کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک سائکل سوار مولوی صاحب کے ساتھ ٹکرایا' یہ سڑک پر گر پڑے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مولوی صاحب کو

احباب تانگہ میں ڈال کر اوکاڑہ کے ہسپتال میں لے گئے مگر علاج سے تکلیف بڑھتی گئی۔ مولوی صاحب کا آدمی ہر روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیماری کی اطلاع دیتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے "وہ گھرائیں نہیں آرام آ جائے گا۔" جب ان کی تکلیف اوکاڑہ ہسپتال میں کم نہ ہوئی تو احباب نے انہیں لاہور ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ یہاں ڈاکٹروں نے کولہے کا ایکسرے لیا اور بتلایا کہ کولہے کی ہڈی چار جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ دوبارہ درست ہونے کی توقع نہیں' ٹانگ ہی کاٹی جائے گی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ فرمایا "مولوی صاحب ٹانگ نہ کٹوائیں اللہ تعالیٰ فضل کر دیں گے اور فرمایا کہ مالش وغیرہ کرائیں۔" چنانچہ چند روز کی مالش سے اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا اور ٹانگ درست ہو گئی کہ مولوی صاحب بآسانی چلنے پھرنے لگے۔

ایک مرتبہ یہ ناچیز اپنے چند عزیزوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ رخصتی کی اجازت چاہی فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ میری طبیعت میں افتاد زیادہ ہے۔ چند منٹ کے بعد پھر عرض کیا ارشاد ہوا" ابھی رک جاؤ۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو ارشاد فرمایا "اس طرح اللہ تعالیٰ مصیبتیں ٹالتا ہے۔" جیسے ہی یہ الفاظ مبارک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلے' بڑے زور کی آندھی آئی اور بعد میں بارش بھی ہوئی۔ موسم خوشگوار ہو گیا اور پھر ظہر کی نماز کے بعد رخصت ہونے کی اجازت ملی۔

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب اور ایک صاحب جو کسی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے' جب انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے جانے کی اجازت چاہی تو مولانا صاحب کو کراچی کی طرف جانے کو فرمایا اور دوسرے صاحب جو کراچی کی طرف جانا چاہتے تھے انہیں لاہور کی طرف بھیج دیا۔ اس طرح اس سفر سے ہی ان دونوں حضرات کو ذہنی کشمکش سے نجات مل گئی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم منشی عطا محمد صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ میاں علی محمد صاحب مرحوم سلطان خان والوں سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کب اور کیسے غلامی اختیار کی۔ میاں علی محمد جو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے بولے مجھے کسی نے کہا تھا کہ اگر ولی اللہ کی پشت کے پیچھے درود شریف پڑھا جائے تو ان کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میاں علی محمد صاحب مرحوم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والے حاضر ہوئے اور پشت مبارک کے پیچھے بیٹھ کر جی ہی جی میں درود شریف پڑھنے لگے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً میاں علی محمد صاحب کو روبرو بلایا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرتے۔ میاں علی محمد صاحب پر رقت طاری ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے بیعت کر لیں۔ فرمایا کہ "ہم آپ کو شرقپور شریف حضرت اعلیٰ قبلہ میاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے چلیں گے۔" تھوڑے دنوں بعد مکان شریف (رتڑ چھتڑ) کا عرس شریف آ گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میاں علی محمد صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ نماز کا وقت ہوا' جماعت کے لیے صفیں تیار ہوئیں۔ حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اول صف میں کھڑے تھے اور ان سے کئی صفیں پیچھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بائیں جانب میاں علی محمد صاحب کھڑے تھے۔ میاں علی محمد صاحب کہتے ہیں کہ "مجھے اس وقت اچانک خیال ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے بائیں ہاتھ کھڑے ہیں۔ ایسے میں اگر حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب دائیں جانب کھڑے ہوتے تو مجھے بہت ہی خوشی ہوتی اور میری نماز قبول ہوتی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اعلیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیچھے ہٹے اور آ کر میرے دائیں ہاتھ پر کھڑے ہو گئے۔ میری خوشی کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں علی محمد صاحب سے فرمایا کہ تم نے ناحق حضرت اعلیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف دی' ان کا بڑا مقام ہے' ان کی غلامی اختیار کر لو۔ مگر میاں علی محمد صاحب جنہیں سچ مچ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عشق تھا' بولے "مجھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہی غلامی میں رہنے دیں۔" یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد اپنے شیخ کے بے حد احترام میں تھا ورنہ "جو تو ہے وہی میں ہوں" کا معاملہ تھا۔ کیونکہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں صاحب کے ذکر خیر پر اکثر ارشاد فرماتے کہ "بات ایک ہی ہے۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش تلقین اتنی زود اثر اور توجہ اتنی قوی تھی کہ جس کسی کو ذکر و فکر کا ارشاد ہوا وہ اس میں جان و دل سے لگ گیا اور جس خوش قسمت کو مئے سرمدی کا جرعہ عطا ہوا وہ پیتے ہی مدہوش ہو گیا۔ اکثر لوگ ایسے بھی آتے کہ ذکر و فکر میں محو ہو کر بے خود ہو جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف میں شیخ عبدالرحمٰن کے مکان کی بالائی منزل پر تشریف فرما تھے کہ فرید کوٹ کے ایک نوجوان ولی محمد نے مجمع میں سے اٹھ کر نعرہ لگایا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے بٹھا دو۔ ہم نعروں کو پسند نہیں کرتے۔ ذکر و فکر خاموشی سے کرنا چاہیے۔" وہ نوجوان بیٹھ گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ دوبارہ اٹھا اور پہلے سے بھی بلند آواز سے نعرے لگانے لگا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پھر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس کے سینے میں عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور نوجوان پھر اٹھا اور "اللہ" کہہ کر نیچے کود پڑا۔ لوگ جلدی سے نیچے اترے۔ دیکھا تو وہ بے ہوش پڑا تھا۔ پاک پتن سکول کے ہیڈ ماسٹر نے چند اسکاوٹ لڑکے بلوائے جو اسے اٹھا کر ہسپتال میں چھوڑ آئے۔ ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا اور بولا کہ اسے تو کوئی سخت قسم کا نشہ پلایا گیا ہے۔ یہ مشکل سے بچے گا۔ وہ نوجوان رات

بھر ہسپتال میں رہا۔علی الصبح چپکے سے اٹھا اور کمبل لپیٹ کر پھر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا کہ اسے ہسپتال میں ہی چھوڑ آ ؤ۔اسے دوبارہ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ہسپتال کے عملے کی نگرانی کے باوجود حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لیے ہاتھ پیر مارتا تھا۔آخر تین روز کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ پاک پتن شریف سے چلے آئے اور وہ نوجوان بھی فرید کوٹ واپس لوٹ گیا۔اس کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہو گئی تھی۔

ایک روز چند آدمی حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد پر ان کی موجودہ رہائش گاہ کے صحن میں مٹی کی ٹوکریاں ڈال رہے تھے......ان دنوں جگہ جگہ مٹی ڈلوانا اور کبھی وہاں سے مٹی نکلوا کر باہر پھنکوانا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا۔فرماتے ”میری ساری عمر گڑھے بھرواتے ہی گزر گئی لیکن اب تک یہ گڑھے نہیں بھر سکا۔“ ہاں تو ایک روز مستری محمد علی ساکن بہاولنگر سر پر مٹی اٹھا کر لا رہا تھا اور اس کے دولڑکے بھی مٹی ڈھو رہے تھے۔مستری علی محمد نے بچوں سے کہا کہ مٹی ڈھوتے ہوئے ”اللہ“ کا ذکر بھی جاری رکھیں۔چنانچہ جب یہ آواز حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے کان میں پڑی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا کہ مستری سے

کہہ دو کہ ان کے بچے خاموشی سے مٹی ڈھوئیں۔ جب مستری سے کہا گیا تو وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو نہ سمجھ سکا اور اس نے بچوں کو ذکر کرنے سے منع نہ کیا۔ ادھر جب ایک لڑکے نے مٹی کی ٹوکری ڈالی تو اس کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ آنکھیں بند' جسم میں ایک کھچاؤ سا تھا اور زبان سے زور زور سے اللہ اللہ کر رہا تھا۔ زمین پر گر پڑا اور ہاتھ پیر مارنے لگا۔ اب تو مستری علی محمد بھی گھبرایا۔ بچے کو اٹھا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو لایا۔ فرمایا' جب تو کہنا نہیں مانا۔ خیر اب اسے باہر نیم کے پیڑ تلے آرام سے لٹا دو۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکے کی حالت درست ہوگئی۔ بعض حضرات کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مٹی ڈلوانے کا یہ کام بظاہر بہت چھوٹا نظر آئے گا لیکن صاحب بصیرت جانتے ہیں کہ اس شغل سے ذکر اللہ کی مشق کرانے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ اکثر و بیشتر اوقات حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تلقین و ارشاد کے بعد لوگوں کو چھوٹے موٹے کاموں میں مصروف کر دیتے اور ارشاد ہوتا کہ خالی بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ کچھ کرتا رہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی کہ "خالی مت بیٹھو اور اللہ اللہ ہی کرتے رہو۔" پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ عمل پیرا رہے اور اوروں سے بھی

ذکراللہ کی مشق کراتے رہے۔ سبحان اللہ! خالی بیٹھنے کی آفتوں سے لوگوں کو محفوظ کرنے کے لیے ان بزرگ حضرات نے کیا ہی بہترین ذریعہ تلاش کیا۔ جو حضرات دور رہ کر کام کاج میں مصروف ہوتے ان پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ زیادہ پڑتی۔ چک 36/SP (نزد پاک پتن شریف) کی اراضی میں (جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو الاٹ ہوئی تھی) شجر ہائے جنڈ و کریر بہ کثرت کھڑے تھے کہ اراضی کا بڑا حصہ ان پرانے درختوں کی وجہ سے ناقابل کاشت بن کر رہ گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند خدام کو ان درختوں کے صفایا پر معمور فرمایا۔ پھر کیا تھا' اللہ کے بندوں کی یہ مختصر فوج "ہو ہا" کی آواز کے ساتھ جب کلہاڑے چلاتی تو دور دور تک فضا گونج اٹھتی اور جنڈ و کریر کا یہ جنگل جس کا صفایا بظاہر بہت ہی مشکل نظر آ رہا تھا' چند ہی روز کی محنت سے بالکل صاف ہو گیا۔ گردونواح کے لوگ جب اس صفائی کو دیکھتے تو تعجب کا اظہار کیے بغیر نہ رہتے اور خود وہ لوگ بھی جنہوں نے ایک فوج ظفر موج کی طرح اس جنگل کو اکھڑ کر رکھ دیا تھا' یہ کہتے سنے گئے کہ یہ کام اتنی جلدی محض حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور ارشاد کی برکت ہی سے تکمیل پا سکا ورنہ ان سے پہلے نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس جنگل کی صفائی

پر سوچا تو ہوگا مگر قدم اٹھانے کی ہمت نہ کر پائے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر لوگوں میں ایک غیر معمولی لگن اور جوش پیدا ہو جاتا کہ وہ شب و روز (جس کام پر بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں معمور کرتے) مصروف رہتے۔ ان میں سے بہت سے ایسے حضرات ہیں جو ذکر و فکر کی لذت سے سرشار ہو کر کاروبار میں مصروف رہتے ہیں کہ انہیں اپنا ہوش بھی نہیں رہتا۔ ذکر اللہ کے کیف و سرور کی نعمت کے یہ نمونے دنیا میں خال خال ہی نظر آئیں گے۔

ہمارے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے میکدہ بردوش تھے۔ میں کہتا ہوں جس کو اس شیخ وقت سے ایک جرعہ تو بہت بڑی بات ہے ایک قطرہ مئے نقشبندیہ کا نصیب ہو گیا وہ ہمیشہ کے لیے مخمور ہو گیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مخمور جب بھی روبرو آئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے لاڈ سے انہیں کہتے "او مستا! تیرا کیا حال ہے؟" ایسا ہی ایک مست جب ناچیز کی موجودگی میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "یا حضرت! مجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دیجیے۔" تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ مست کیا کہتا ہے؟" اور اس سے پہلے کہ کوئی اور شخص (بیٹھے ہوؤں میں سے) اس کی بات دہراتا' خود ہی ارشاد فرمایا "جاؤ کام کرو اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔"

چند سال کی بات ہے کہ ایک روز راقم الحروف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستے میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو امور کا فیصلہ فوراً فرماتے تھے لیکن ہمارے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر معاملات میں تصفیہ میں اتنی عجلت سے کام نہیں لیتے۔ جب حاضر ہوا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اندر کمرے میں اکیلے لیٹے تھے اور محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک مولوی صاحب چند آدمیوں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر ایک نگاہ ڈال کر فرمایا؟؟ مولوی صاحب! آپ کے سات آٹھ آدمی ہیں نا؟'' مولوی صاحب اور ان کیساتھ بیٹھتے ہوئے بولے'' جی ہاں۔''

مولوی صاحب کہنے لگے کہ'' حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں پر قتل ......'' وہ بات مکمل نہ کر پائے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا'' مولوی صاحب آدمی کو جان سے مارنا بڑا گناہ ہے۔ یہ توبہ کریں' اللہ تعالیٰ ان کو بری کر دیں گے اور یہ داڑھی نہ منڈایا کریں اور اب چلے جاؤ۔'' مولوی صاحب اپنی بات کو پوری کرنے کے لیے دوبارہ بولے'' قتل کی دفعہ تو اس تاریخ پر ہٹ گئی ہے۔ اب ایک اور دفعہ رہ گئی ہے۔'' فرمایا'' مولوی صاحب میں نے آپ سے کہہ دیا کہ یہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ بری کر دیں گے اور اب یہاں سے چلے جاؤ۔''

ادھر مولوی صاحب ابھی اور باتیں کرنے پر مصر تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری مرتبہ فرمایا ''مولوی صاحب آپ نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بری کر دے گا۔'' مولوی صاحب اور ان کے ساتھی اٹھ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے اس ناچیز کی طرف دیکھا۔ یہاں ندامت سے گردن خم تھی اور جی ہی جی میں شرمندہ ہو رہا تھا کہ اولیا اللہ کے بارے میں (خواہ اچھے ارادے سے ہی ہوں) کہ کسی گمان کو جگہ نہیں دینی چاہیے۔

حاجی میاں کندر خان مرحوم ساکن ماموں کے (پاکپتن شریف) وٹو قوم کے سردار تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مقربین میں سے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جب بھی آپ پاک پتن شریف عرس مبارک حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر تشریف لاتے تو عرس مبارک سے فارغ ہو کر چک ماموں کے جاتے اور حاجی میاں کندر خان کے پاس ایک دن قیام فرماتے۔ حاجی صاحب ہمیشہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا تھا کہ ''کندر خاں ہم قیامت میں بھی تمہارا بازو نہیں چھوڑیں گے۔ اس بازو پکڑنے کی لاج رکھیں'' ...... چنانچہ جب تک حاجی کندر خان جیتے رہے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ان کے گاؤں موضع ماموں کے تشریف لے جاتے رہے اور جب بھی حاجی صاحب کا ذکر ہوتا حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں دعاؤں سے یاد فرماتے۔ یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ حیات مبارکہ میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہ وعدہ ہر "بیلی" (دوست) سے فرماتے اس لیے ہمیں یہ کامل یقین ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو بانہہ (بازو) یہاں پکڑی ہے اس کی لاج وہ قیامت کے روز بھی رکھیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حاجی کندر خان کے پاس "ماموں کے" تشریف لے گئے۔ ایک عورت حاجی کندر خان کے پاس آئی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لیے کہیں کہ اللہ کریم میری بھی گود ہری کردے۔ عورتوں کے طعنوں سے بیزار ہوچکی ہوں۔" حاجی کندر خان نے کہا جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھانے کے بعد روانہ ہونے لگیں تو تم راستہ گھیر کر کھڑی ہو جانا اُمید ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں گے۔ وہ عورت موقع کی منتظر کھڑی رہی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تیار ہوکر موٹر میں تشریف فرما ہوئے تو وہ فوراً راستے میں جا کر لیٹ گئی۔ راستہ تنگ تھا۔ جب موٹر وہاں پہنچی تو راستے میں عورت لیٹی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ اس عورت نے راستہ کیوں روک رکھا ہے۔ حاجی کندر خان نے عرض کیا کہ یہ ایک بے اولاد عورت ہے اور کہتی ہے کہ اس زندگی سے مر جانا بہتر ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "جاؤ اللہ کریم بیٹا دیں گے۔ اس سے کہو ہمارا راستہ چھوڑ دے۔" چنانچہ عورت

کو جب یہ پیغام دیا گیا تو وہ خوشی خوشی زمین بوس ہوتی ہوئی روانہ ہوگئی۔ وہ سال گزرنے نہ پایا تھا کہ اللہ کریم نے اس کی گود ہری کر دی اور چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

اس ناچیز کے مشاہدے میں یہ بات بارہا آئی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کسی بے اولاد کو اولاد کی خوش خبری دیتے تو اسے اللہ تعالیٰ اولاد سے ضرور نوازتے۔

انہی حاجی کندر خان کا لڑکا علی محمد کسی کام کے لیے لاہور گیا۔ وہاں سے واپسی پر غلطی سے ایسی گاڑی پر سوار ہو گیا جو حضرت کرماں والا اسٹیشن پر نہیں رکتی تھی۔ جب حضرت کرمانوالہ اسٹیشن آیا تو اس نے دیکھا کہ گاڑی رکتی نہیں اور پوری رفتار سے بڑھی چلی جارہی ہے اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک نعرہ مار کر چھلانگ لگادی۔ زمین پر دور تک لڑھکنیاں کھاتا ہوا چلا گیا۔ گاڑی کے مسافروں نے خیال کیا کہ گرنے والا کیا سلامت رہا ہوگا لیکن تھوڑی دیر کے بعد علی محمد کپڑے جھاڑتا ہوا زمین سے اٹھا اور ہنستا ہوا گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے کوئی خاص چوٹ نہ آئی تھی۔ صرف خراشیں آئی تھیں۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "برخوردار ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جان کی حفاظت ضروری ہے۔ مجھے ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسٹیشن پر اترنے کا یہ جرأتمندانہ اقدام

پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اکثر حضرات جو لاعلمی کے سبب میل گاڑی میں بیٹھ جاتے وہ اس اسٹیشن پر چھلانگیں لگا کر اترتے......اور چوٹوں وغیرہ سے محفوظ رہتے......مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ ایسے لوگوں کو یہی تنبیہ فرمائی کہ وہ عام گاڑی سے بیٹھ کر آیا کریں جو اس اسٹیشن پر رکتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خلاف قانون باتوں کی کبھی حوصلہ افزائی نہ فرماتے بلکہ مروجہ قواعد اور قوانین کی پابندی پر زور دیتے۔

ایک سال صدارتی انتخاب کے موقع پر جب لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس انتخاب کے بارے میں دریافت کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ یہی رائے ظاہر فرمائی کہ ملک کا حکمران ہمیشہ مرد ہی ہونا چاہیے۔ عورت حکومت کا کام نہیں چلاسکتی۔ الیکشن ابھی شروع بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مبارک سے اکثر ملنے والے حضرات آگاہ ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دنیاوی جھگڑوں سے الگ تھلگ رہتے اور اپنے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے پرانے بزرگوں کی طرح حکام وقت سے میل جول کبھی پسند نہ فرماتے' بلکہ ان کے ہر اچھے کام کے لیے دعا فرما دیتے' ہاں اگر کوئی وزیر (جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے) یا کوئی اور اعلیٰ افسر خدمت بابرکت میں

حاضر ہوتا تو خدام کو اس کی خاطر ومدارت کی ہدایت فرماتے اور اس کے حق میں دعا فرماتے۔

ایک دفعہ ایک شخص پریشان حال خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس کا اکلوتا بیٹا گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا تھا۔ باپ اپنے بیٹے کی جدائی میں بے حال ہو رہا تھا۔ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو بے قراری اس پر غالب تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت سے دریافت فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' اس نے جگہ کا نام لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''کس کام کے لیے آئے ہو؟'' اس شخص نے رو کر عرض کیا کہ میرا اکلوتا بیٹا کہیں چلا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے ناراض ہو کر ایک خادم سے کہا کہ ''یہ تو بات بھی ٹھیک طرح سے نہیں کرتا اسے باہر نکال دو' اس کا لڑکا آ جائے گا' اسے کہو ابھی چلا جائے۔'' باہر جا کر اس نے اصرار کیا کہ ''جب تک میرا لڑکا نہیں آئے گا میں تو نہیں جاؤں گا۔'' آخر لوگوں نے بڑی مشکل سے اسے سمجھا بجھا کر روانہ کیا اس میں کوئی حکمت ہے۔ تم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم مانو اور چلے جاؤ۔ آخر وہ چار و ناچار روانہ ہوا۔ اب اوکاڑہ اسٹیشن پر پہنچا تو اس کا لڑکا بھی اسی گاڑی پر سوار ہونے کے لیے اسی ڈبے میں آ گیا۔ وہ شخص بہت خوش ہوا اور لڑکے کو ہمراہ لے کر پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''جاؤ اسے گھر لے جاؤ' بچوں کو محبت اور پیار سے رکھنا

چاہیے۔"

بچوں کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلوک نہایت ہی مشفقانہ ہوتا تھا۔ والدین کو ہمیشہ بچوں سے پیار محبت ہی کی تلقین فرماتے۔ اگر کوئی باپ حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی شکایت بھی کرتا تو ارشاد ہوتا کہ تم اس سے پیار کرو اللہ نے چاہا تو وہ نیک ہو جائے گا۔ جب کسی کا جوان لڑکا گھر سے نکل جاتا اور وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کا ملتجی ہوتا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہی ارشاد فرماتے کہ ضرور تم اس پر خفا ہوئے ہو گے اور اس شخص کو اس عادت کو ترک کرنے کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ادھیڑ اور بوڑھوں کی طرح نوجوانوں کی بڑی تعداد بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کھنچی چلی آتی تھی۔ سکول کے بچے امتحان کے دنوں میں خاص طور پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کامیابی کی التجا کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف انہیں خندہ پیشانی سے کامیابی کا مژدہ سناتے' بلکہ اکثر سے فرماتے کہ "جا اللہ تجھے "فسٹ" پاس کرے گا۔"

حاجی نظام الدین مرحوم اگرچہ آلو مہار شریف والوں کے ملنے والوں میں سے تھے لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر نظر شفقت رکھتے

تھے۔ حاجی صاحب بڑے خوش خلق، خدمت گزار اور ادا شناس تھے۔ اس لیے سفر میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہونے کا ان کو شرف حاصل تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ حاجی صاحب ایک دفعہ کرموں والہ (نزد فیروز پور) حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں لنگر کھلانے کی خدمت پر مامور کر دیا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے سب لوگوں کو دوپہر کا کھانا کھلا دیا اور فارغ ہو کر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ "کیا سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے؟" حاجی صاحب نے کہا "جی ہاں" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "جاؤ دیکھ کر آؤ کوئی ایسا شخص رہ تو نہیں گیا جس نے کھانا نہ کھایا ہو۔" نیز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "حاجی صاحب کوئی نہ کوئی شخص ضرور رہ گیا ہوگا۔ ادھر ادھر بھی دیکھ لیا کرو۔" حاجی صاحب متفکر ہوئے اور پھر تحقیقات کر کے واپس آئے۔ عرض کیا کہ جناب سب کھا چکے ہیں۔ کوئی بھی اور نظر نہیں آتا۔ فرمایا "اچھا بیٹھ جاؤ۔" حاجی صاحب بیٹھے اور بیٹھتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اسٹیشن کی طرف سے دو آدمی چلے آ رہے ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ "بھئی جلدی چلو بھوک لگ رہی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر سے کھانا کھائیں گے۔"

حاجی صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور باہر جا کر ان دنوں آدمیوں کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی آ گئے اور حاجی صاحب نے انہیں کھانا کھلایا۔

حاجی نظام دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند بڑے خدام میں ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفر و حضر میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم آدمی تھے۔ شعر بھی کہہ لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں پنجابی اشعار پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب بھی چھپوا کر تقسیم کی تھی۔ اس کتابچے کا یہ شعر مشہور ہے۔

عجب میں نے شان دیکھے کرماں والے پیر دے

بیڑے کیتی پار جاندے ہر دل دگیر دے

اور ان کی نوک زبان پر تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کئی اشعار رہتے۔ وصال سے چند روز قبل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر تشریف فرما تھے اور حاجی صاحب خوش الحانی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر اشعار سنا رہے تھے۔ کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حاجی صاحب آج جو کچھ بھی آپ کو یاد ہے سب سنا ڈالو۔" حاجی صاحب اس وقت بھلے چنگے تھے

لیکن چند ہی روز بعد میں نے ان کی رحلت کی خبر سنی۔ اس روز یہ پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ چند یوم پہلے ان سے کیوں بکثرت اشعار سن رہے تھے اور سنوار رہے تھے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب مجلس مبارک میں تشریف فرما ہوتے تو اکثر کسی حافظ یا قاری سے قرآن پاک کا رکوع سنتے اور پھر کسی نعت خواں سے نعت پڑھنے کے لیے کہا جاتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سماعت کے دوران راگ راگنی کو ہرگز پسند نہ کرتے بلکہ آواز میں جس قدر سوز ہوتا اسی قدر وہ پسندیدہ ہوتی۔ کیونکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خود تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبے ہی رہتے تھے اس لیے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ انتہائی خواہش ہوتی کہ حاضرین بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر دلوں میں وہی سوز اور کسک محسوس کریں اور ان کے خوابیدہ دل بھی اس اذکار سے جاگ اٹھیں۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جن ایام میں، میں دہلی اور سہارنپور کے عربی مدارس میں تعلیم پا رہا تھا' کلیر شریف عرس مبارک حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ میں میرا شرکت کا ارادہ ہوا۔ عرس مبارک میں ابھی چند دن رہتے تھے کہ کلیر شریف سے ایک صاحب نے پندرہ روپے بھیجے اور لکھا کہ یہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سرکار کلیر شریف نے آپ کو کرایہ بھیجا ہے تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرس مبارک میں تشریف لے آئیں۔

ارشاد فرمایا جب میں وہاں پہنچا تو عرس مبارک کے سبب آستانہ پر زائرین کا ہجوم تھا اور میں حاضری کے لیے اندر جانا چاہتا تھا کہ وہی بزرگ جنہوں نے روپے بھیجے تھے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا آپ اندر جانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں وہ مجھے اندر لے گئے۔ میں نے حاضری دی۔ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک منتظم میرے پاس آئے اور کہا کہ اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا غسل ہے آپ ذرا باہر تشریف رکھیں۔ لیکن بھیڑ کی وجہ سے مزار مبارک سے باہر نکلنا بھی سہل نہ تھا کہ وہی پہلے بزرگ آئے اور مجھے حفاظت سے اپنے ساتھ باہر لے گئے۔ میں باہر صحن میں بیٹھ گیا اور حضرت علی صابر رحمۃ اللہ علیہ وہاں بھی انعام و اکرام فرماتے رہے اور عرس مبارک کے اختتام کے بعد بخیریت واپس چلا آیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف کے عرس میں ہر سال شرکت کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ بہت بیمار تھے کہ کسی سواری کے بغیر سفر ممکن نہ تھا۔ اگلے روز اچانک صبح سویرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب اونٹنی لے کر میرے پاس آئے اور کہا "یہ سواری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بابا صاحب نے جانے کے لیے بھیجی ہے...... آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے چلیے۔" حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس مہربانی پر بیماری کے باوجود کمر ہمت باندھ لی اور اونٹنی پر بیٹھ کر عرس مبارک

میں شریک ہوئے۔ یہ واقعہ قیام پاکستان سے قبل کا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نہ صرف پابندی سے شرکت فرماتے بلکہ ہفتہ عشرہ پاک پتن میں قیام بھی فرماتے۔ پاک پتن شریف کی عیدگاہ میں تشریف فرما ہوتے۔ قیام کے دوران اتنی بڑی جگہ بھی ناکافی ہوتی۔ شب و روز وہاں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے۔ حضرت صاحب صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کے لیے فرماتے لیکن لوگ تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد پروانہ وار منڈلاتے' گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تو انہیں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کے لیے تاکید کرتے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہتے ہیں۔ اس قیام کے دوران جود و سخا کا دریا خصوصیت سے جوش پر ہوتا۔ جو بھی حاجت مند کیسی بھی درخواست لے کر حاضر ہوتا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا۔

ارشاد فرماتے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحر تصوف کے بہت بڑے شناور ہیں اور یہی وجہ تھی کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اس عالی ظرف شناور نے ہمارے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو چشتیہ فیضان سے اس قدر مالا مال کر دیا تھا کہ ایک طرف لوگ دربار گوہر بار سے جھولیاں بھرتے تھے

اور دوسری طرف عیدگاہ میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ لاڈلے گوہر وجواہرات لٹاتے تھے۔

پیر جلیل شاہ صاحب (ساکن واں رادھارام) کے ملنے والے اسی علاقے کے نمبردار نے ایک مرتبہ ناچیز سے یہ کہا کہ وہ پیر جلیل شاہ صاحب کے ساتھ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لیے پاک پتن شریف گئے۔ ان کے ہاں دو بیویاں ہیں لیکن کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ انہوں نے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ پیر جلیل شاہ جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں میں سے ہیں بولے تو آؤ پھر ہم عیدگاہ میں چلیں۔ حضرت صاحب صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد ایک ہجوم جمع تھا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو ایک ادھڑ عمر کا آدمی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کر رہا تھا کہ اس کا داماد دوسری شادی کر رہا ہے کیونکہ اس کے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ جیسے ہی یہ دونوں حضرات حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پیر جلیل شاہ پر پڑی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "پیر جی اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اولاد کی دعا کرنی ہے۔" پیر جلیل شاہ اور اس کا ساتھی خود اس غرض کے لیے حاضر ہوئے تھے بولے "حضور آج ہم بھی اسی غرض کے لیے حاضر ہوئے ہیں' کہتے ہوئے پیر جلیل

شاہ نے اپنے ساتھی کا مختصر ساذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا تب تو یہ چودھری صاحب اس بڈھے کے لیے اور اپنے حق میں بھی دعا مانگیں۔ ان کے ساتھی نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ حضور ہم تو خود دعا کے طالب ہیں' اس لائق کہاں کہ ہم گنہگاروں کی دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہو۔ ارشاد فرمایا نہیں چودھری صاحب آج گناہگاروں ہی کی سنی جائے گی۔ چودھری صاحب نے تھیلا ہاتھ اٹھادیے۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے کیا مانگا' وہ خود بھی نہیں جانتے۔ ہاں انہوں نے ناچیز کو یہ ضرور بتایا کہ اب دونوں بیویوں سے لڑکے ہو رہے ہیں حالانکہ سات پشت سے ایک ہی نرینہ اولاد ہمارے خاندان میں ہوتی آئی ہے' ناچیز نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی سے رجوع فرمایئے۔ معلوم نہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا نہیں' ناچیز تو صرف اتنا ہی جانتا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور پاک پتن شریف کی مقدس سرزمین پھر بھلا دعائیں کیوں نہ قبول ہوں۔

اجابت از در حق بحر استقبال می آید

پھر بھلا کمی کس چیز کی رہتی۔ یہ واقعہ تو میں نے عرس کے ایام کا قلم بند کیا ہے۔ گزشتہ کئی سال سے تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ آپ

رحمۃ اللہ علیہ ہر اتوار کو آدھی رات کے وقت قیام گاہ سے پاک پتن شریف کے لیے روانہ ہوتے یہ ناچیز بھی ہوتا' عموماً فجر کی نماز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف کے قریب اپنی اراضی (واقع 36 چک) میں ادا کرتے۔ چک میں پہنچنے سے پہلے اس چوک میں جہاں سے ایک سڑک پاک پتن شریف کو جاتی ہے اور ایک عارف والا کی طرف جاتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دعائے خیر کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح مقدسہ کو ایصال ثواب پہنچاتے اور اسی طرح واپسی کے وقت بھی وہاں رک کر دعا فرماتے۔

چک 36 کی اراضی کے بارے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ یہ ہمیں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلوائی ہے۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری ہر اتوار کو منہ اندھیرے وہاں پہنچتی تو لوگ جو وہاں پہلے ہی سے آنے شروع ہو جاتے تھے۔ دن نکلتے نکلتے کافی تعداد میں جمع ہو جاتے جس میں پاک پتن شریف سے تو لوگ آتے ہی تھے لیکن گردونواح سے بھی بڑی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے۔ چک 36 کی یہ مبارک جگہ عیدگاہ کا نمونہ بن گئی۔ جہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی تعداد میں لوگ (جو اقامت گاہ نزد داو کاڑہ) آسانی سے نہیں پہنچ سکتے تھے حاضر

خدمت ہو کر فیضیاب ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول کئی برس لگاتار جاری رہا' گزشتہ چند ماہ میں بسبب بیماری جبکہ نقاہت بہت بڑھ گئی تھی اور سفر میں بھی دشواری ہوتی تھی' وہاں کا جانا بند ہوا۔

ایک ڈاکٹر صاحب جو پاک پتن شریف کے ہسپتال کے انچارج تھے' عمر 55 کے لگ بھگ تھی' ان کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی تھیں۔ عموماً ہر اتوار کو 36 چک حاضر خدمت ہوتے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد نرینہ کے لیے دعا کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ آپ کو دو لڑکے عطا فرمائے گا۔ ایک لڑکا تو ان کے ہاں اسی دوران تولد ہوا تھا۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے دعا کے لیے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش بھی کیا تھا۔ اس کے بعد ان کا پاک پتن شریف سے تبادلہ ہو گیا...... اور پھر میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔

نویں مجلس

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت پرانے خادم چوہدری اللہ بخش سفید پوش بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گاؤں موضع کرمونوالہ ضلع فیروز پور سے چوہدری صاحب کے گاؤں موضع تلوٹڈی نیپالاں تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور تشریف لائے اوران کے باغ میں قیام فرما ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ رفع حاجت کیلئے چلے تو چوہدری صاحب مذکور بھی لوٹا لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ چلے۔ راستے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک آم کے پودے کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا ''اسے کیا ہو گیا ہے؟'' چوہدری صاحب نے کہا ''حضور یہ پودا دن بدن خشک ہو رہا ہے۔ بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی کارگر نہیں ہوئی اور یہ پودا بدستور خشک سے خشک تر ہوتا جا رہا ہے''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا لوٹا لیکر اپنے

دست مبارک سے اس پودے پر پانی ڈالنا شروع کیا اور فرمایا "اسے کوئی بیماری نہیں بلکہ کوئی عورت اس پر غسل کر گئی ہے خداوند کریم اس پودے پر رحم کردے گا اور یہ ہرا ہو جائے گا اور اس عورت پر بھی اللہ کریم رحم کردے گا"۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک کے طفیل ایسا ہی ہوا۔ وہ پودا دن بدن ہرا ہونا شروع ہو گیا۔ 1947ء میں جب چوہدری صاحب پاکستان آئے تو اس آم کے درخت کو پھل لگنا شروع ہو گئے تھے۔

قیام پاکستان سے کئی سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری اللہ بخش صاحب، شیخ ناظر حسین مرحوم اور حکیم جمال دین مرحوم کو مختار عام بنایا۔ انہوں نے عرضی نویس سے صرف فیروز پور ضلع کیلئے مختار نامہ لکھوایا۔ جب انہوں نے مختار نامہ لکھ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھ کر فرمایا "بیلیو! فیروز پور کے ساتھ ضلع منٹگمری بھی لکھوانا تھا"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور! ہماری زمین تو ضلع فیروز پور میں ہے۔ منٹگمری ضلع کے ساتھ ہمارا کیا تعلق؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا "بیلیو! اس کے ساتھ منٹگمری بھی لکھواؤ" حتیٰ کہ جب ڈپٹی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ضلع منٹگمری کا بھی اضافہ کرا دیا۔ جب پاکستان بنا تو وہ مختار نامہ ضلع منٹگمری میں ہی کام آیا۔ یہ ہے اللہ کے بندوں کی کرامت کہ کئی سال پہلے ہی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا کہ ضلع منٹگمری میں قیام ہوگا۔

1945ء میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اچھے والا میں مسمی موہر سنگھ جاٹ سے ایک کنواں آبپاشی کیلئے فیروز پور شہر کے متصل خریدا جس کے ساتھ تراسی ایکڑ زمین بھی تھی' چوہدری صاحب مذکور نے بیعنامے کا کاغذ عرضی نویس سے لکھوا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا ابھی سب لوگ بیٹھے ہی تھے اور زمین یا بیعنامے کے بارے میں کوئی ذکر بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا "کاغذ احتیاط سے لکھوایا کرو' کہیں بیعنامے کی جگہ رہن نہ لکھوالینا" شیخ ناظر حسین نے عرض کیا کہ "حضور! ہم اتنے نادان تو نہیں ہیں۔ ساری عمر عدالتوں میں کام کرتے گزر گئی ہے۔ بیع کی جگہ رہن کیسے لکھوا سکتے ہیں؟" شیخ ناظر حسین اس وقت تحصیل دار کے ریڈر تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اچھا مضمون پڑھ کر سناؤ"۔ چنانچہ جب شیخ ناظر حسین نے مضمون سنایا تو بیع کی بجائے رہن کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ یہ سب بہت شرمندہ ہوئے اور عرضی نویس سے دوبارہ رہن کی جگہ بیع کا لفظ لکھوایا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اب یہ مکمل ہوگیا ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور جب موہر سنگھ تحصیلدار کے سامنے بیان دے گا تو اس کھاتے کا انتقال ہمارے نام ہو جائے گا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا موہر سنگھ کے بیان کے بغیر بھی انتقال درج ہو سکتا ہے؟"

انہوں نے کہا'' جب تک موہر سنگھ تحصیلدار کے سامنے بیان نہ دے کھاتے کا انتقال ہمارے نام نہیں ہو سکتا''۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔'' ابھی جاؤ اور تحصیلدار کے سامنے موہر سنگھ سے بیان دلواؤ''۔ انہوں نے عرض کیا'' اب دیر ہوگئی ہے کل صبح جا کر بیان کروا لیں گے ''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈانٹ کر فرمایا'' نہیں ابھی جاؤ اور موہر سنگھ کو ساتھ لے جا کر بیان کی تصدیق کراؤ''۔ چنانچہ یہ سب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے بموجب موہر سنگھ کے مکان پر گئے' معلوم ہوا کہ وہ سخت بیمار ہے۔ خیر یہ بمشکل اسے اٹھا کر تحصیلدار کے پاس لے گئے اور بیان کی تصدیق کرائی۔ اگلے روز معلوم ہوا کہ موہر سنگھ مر گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بیلیو! کیا تم میرے کہنے پر عمل کرنے سے فائدے میں نہ رہے؟''

لالہ دھنامل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا وہ لنگر کیلئے اپنے بیلوں سے آٹا پیستا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس کے دو بیل اور ایک بھینس چوری ہوگئی۔ اگلے دن صبح جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہلا کر بھیجا کہ کل لنگر کا آٹا پیسنا ہے تو اس نے عرض کیا کہ'' حضرت صاحب میرے دو بیل اور بھینس رات کو چور لے گئے ہیں''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہم نے تو کل ان بیلوں ہی سے آٹا پیسنا ہے''۔ اس نے کہا'' کسی کے بیل لیکر آٹا پیس لیں گے''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا'' جاؤ

بیلوں کا پتہ کرو"۔ گاؤں کے کچھ لوگ جو مخالف خیال کے تھے طنزاً کہنے لگے کہ "دیکھیں پیر اب اپنے مرید کو بیل واپس کراتا ہے یا نہیں"۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ چور لالہ دھنا مل کے بیل لیکر جا رہے تھے کہ کسی آدمی نے شبہ کی بنا پر ان کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ یہ بیل کہاں سے لائے ہو۔ جب ان سے سختی کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ "ہم چار آدمی ہیں۔ دو بیل اور ایک بھینس کرموں والا سے دھنا مل کے ہاں سے چوری کر کے لائے ہیں۔ ہمارے دوسرے دو ساتھی بھینس لے گئے ہیں اور ہم یہ بیل لے جا رہے ہیں"۔ چنانچہ اس آدمی نے اس چوروں کو پکڑ کر تھانہ لکھو میں پولیس کے حوالے کر دیا۔ وہاں سے پولیس کا ایک سپاہی کرموں والا شریف آیا اور دھنا مل سے کہا کہ تمہارے جو بیل چوری ہوئے ہیں تھانے چل کر انہیں شناخت کر لو"۔ دھنا مل نے کہا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب پڑھ کر فارغ ہو جائیں گے تو ان سے اجازت لیکر چلیں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فارغ ہو کر فرمایا "جاؤ جا کر دیکھو"۔ چنانچہ چوہدری صاحب دھنا مل کے ساتھ گئے اور ضمانت دیکر بیل واپس لے آئے اور اس دن لنگر کا آٹا ان بیلوں سے پیسا۔ جس دن کیلئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دھنا مل سے فرمایا کہ "جاؤ چوہدری اللہ بخش کے پاس جا کر بھینس کا پتہ کرو۔ چنانچہ دھنا مل چوہدری صاحب کے پاس شام کو تکونڈی

پہنچا۔ چوہدری صاحب نے کہا اب صبح ہی پتہ کریں گے۔

اسی رات چور کا باپ چوہدری صاحب کے ہاں آیا اور آوازیں دینے لگا' چوہدری صاحب باہر نکلے تو چور کے باپ نے ان سے کہا کہ "میرا لڑکا کرمو نوالے سے دھنا مل کی بھینس چرا کے لے آیا ہے ہم نے اس کا دودھ پیا ہے اور پیتے ہی تمام گھر والوں کے پیٹ میں شدت سے درد ہو رہا ہے۔ چوہدری اللہ بخش صاحب نے کہا کہ دھنا مل اندر ہے آؤ اس سے بات کرتے ہیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب اس شخص کو لیکر دھنا مل کے پاس پہنچے اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ دھنا مل نے کہا "میں تو چوہدری صاحب کے پاس آیا ہوں۔ اب جس طرح یہ کہیں مجھے منظور ہے"۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے چور کے باپ سے کہا "جاؤ اس بھینس کو اپنی بھینس سمجھ کر چارہ ڈالو اور صبح جا کر "پھاٹک" (کانجی ہاؤس) میں دے آنا ہم وہاں سے لے لیں گے۔ چنانچہ وہ صبح ہی صبح موضع سلطان خان والا میں جا کر بھینس کو پھاٹک میں دے آیا اور اس کے گھر والوں کے پیٹ کا درد دور ہو گیا۔ چوہدری صاحب اور دھنا مل نے جا کر وہاں سے بھینس لے لی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق پولیس میں رپورٹ نہ کرائی' کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ چوروں کو قید نہ کرانا۔ چنانچہ انہوں نے عدالت میں چوروں کی بابت کہا کہ "ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے بیل کس نے چوری کئے ہیں؟" چنانچہ وہ چور بھی بری ہو گئے۔ تب دھنا

ل نے اپنے مخالف خیال کے لوگوں سے کہا" دیکھی میرے پیر کی کرامت؟" وہ سب یہ سن کر بہت شرمندہ ہوئے۔

چوہدری صاحب کو موضع دیوسیال متصل واں رادھارام میں تقریباً بارہ مربعہ الاٹ ہوئے' وہاں پانی کی بہت قلت ہے۔ ایک مرتبہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چوہدری جی آپ کہتے تھے کہ دیوسیال میں نہری پانی کم ہے' وہاں ہم ٹیوب ویل کیوں نہ لگوالیں' انہوں نے عرض کیا کہ حضور وہاں ٹیوب ویل کامیاب نہیں ہوئے۔ اس سے پیشتر تین ٹیوب ویل لوگوں نے لگوائے ہیں اور گورنمنٹ نے بھی دس پندرہ سو فٹ تک بورنگ کیا ہے مگر میٹھا پانی دستیاب نہیں ہوا' اسی وجہ سے کارپوریشن نے میرے ٹیوب ویل کے روپے واپس کر دیئے ہیں"۔ یہ سن کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" جاؤ ٹیوب ویل لگواؤ' کڑوا پانی اللہ کریم نے ہمارے لئے ہی رکھا ہے"۔ بموجب حکم انہوں نے جا کر بورنگ شروع کرادی تقریباً پانچ سو فٹ کے فاصلے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے میٹھا پانی آ گیا اور ابھی تک بالکل ٹھیک پانی آ رہا ہے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت چوہدری صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے اور حضرت صاحب قبلہ

رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی یہ کئی دن کے بعد قصور پہنچے۔ ایک دن یہ قصور میں اپنے بال بچوں اور تمام خاندان کی فکر میں بے چین حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "چوہدری جی آپ فکر نہ کریں۔ میں تو بھاگا ہی پھرتا ہوں آپ اپنے چھوٹے موٹے آدمی سب گن لینا۔ پھر یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موضع کو ٹیکے بہاول چلے گئے۔ ایک رات حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "چوہدری جی ایک مرتبہ ایک سوداگر اپنا مال جہاز میں کہیں لے جا رہا تھا۔ راستے میں طوفان آیا اور جہاز کو بہت خطرہ ہو گیا۔ جہاز کے کپتان نے خطرے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ سوداگر نے اپنے پیر کو یاد کیا۔ اس کا پیر اس وقت بہت دور کئی آدمیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیر صاحب نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں سے دھکے مارے اور ساتھ ہی اپنی آستین سے پانی گرایا' لوگوں نے دریافت کیا کہ پانی کہاں سے آ گیا پیر صاحب نے بہت ٹالا مگر لوگ بضد ہوئے تو پھر پیر صاحب نے فرمایا کہ ایک بیلی کا جہاز غرق ہونے لگا تھا اس کو طوفان سے باہر نکالا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ دن بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابو نور عالم صاحب کو حکم دیا کہ صبح چوہدری صاحب کے ساتھ جا کر ان کے بال بچوں کا پتہ لگائیں چنانچہ یہ دونوں وہاں سے قصور آئے تو ان کے خاندان کے تمام آدمی اور بال بچے مل گئے۔ جب چوہدری صاحب نے اپنے لڑکوں سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری تو انہوں

نے اس رات کا ہی واقعہ سنایا جس دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سوداگر کا واقعہ سنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس رات ہماری کشتی بہت خطرے میں تھی۔ نہ تو ہمارے پاس کوئی چپو تھا نہ بانس نہ ملاح فقط خدا اور پیر کامل کا سہارا تھا' دریا طغیانی پر تھا۔ خدا کی قدرت ہماری کشتی موضع ہری کے پتن پر جہاں ہندوؤں کی ملٹری بیٹھی ہوئی تھی جا پہنچی' چونکہ رات اندھیری تھی' ملٹری والوں نے کشتی کی آواز سن کر بیٹری کی روشنی کے ساتھ گولی سے فائر شروع کر دیئے' روشنی سے ہماری آنکھیں بند ہو گئیں جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم لوگ ہری کے پتن سے تقریباً چھ سات میل دور محفوظ مقام پر پہنچ چکے تھے۔ یہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی جس نے ناامیدی کو امید میں بدل کر ڈوبتی بیڑی کو پار لگا دیا۔ ایک واقعہ جو بیڑی میں پیش آیا یہ تھا کہ جب بیڑی کنارے کے پاس پہنچ رہی تھی تو ایک عورت نے بیڑی کے نیچے سے ایک کپڑا دریا میں تیرتا دیکھا اور اس کو پکڑ لیا کھولا تو اس میں سے چوہدری صاحب کا بھانجہ نصر اللہ خان نکلا جو تین سال کا تھا' معلوم نہیں یہ کب گرا تھا' اللہ کی مہربانی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ بیڑی کے نیچے سے بچہ صحیح سلامت نکل آیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ اپنا بچہ بچہ گن لینا وہ بھی پورا کر دکھایا۔

ایک مرتبہ چوہدری اللہ بخش صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر پاک پتن

شریف گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عرس شریف پر حاضری کے بعد کندر خاں کے پاس موضع ''ماموں کے'' جایا کرتے تھے اور وہاں سے موضع ملکی شمس الضحیٰ خاں کے پاس جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب موضع ''ماموں کے'' سے ملکی کار پر جا رہے تھے تو تھوڑے ہی فاصلے پر ایک عورت راستہ روک کر کھڑی ہو گی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کار روک کر فرمایا ''راستہ چھوڑ دو''۔ اس نے کہا ''میری شادی کو کئی سال ہو گئے لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی اور میرے سسرال والے مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں میں ایسی زندگی سے مرجانا بہتر سمجھتی ہوں''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ کریم اسے لڑکا دے دے گا' ہمارا راستہ چھوڑ دے''۔ چنانچہ دوسرے سال جب یہ لوگ وہاں گئے تو اس عورت کی گود ہری ہو چکی تھی اور اللہ کریم نے اسے لڑکا ہی دیا تھا۔

تقریباً پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رہنے کیلئے زمین تلاش کر رہے تھے۔ ایک دن چوہدری صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ریلوے اسٹیشن کسان کے پاس چک نمبر 24/2 کے پانی کے موگہ پر پہنچے تو نماز عصر کا وقت تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد دین سے فرمایا ''مولوی جی جماعت کرا دو''۔ مولوی صاحب نے جماعت کرائی' نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب سے پوچھا

''مولوی جی یہ مربعے کس کے ہیں؟'' مولوی صاحب نے کہا' حضور یہ مربعے (ن) کے ہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''کیا یہ مربعے (م) کے نہیں ہو سکتے؟'' یہ سب خاموش ہو گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کچھ مدت کے بعد وہی مربعے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خرید لئے اور وہاں ٹیوب ویل بھی لگوا دیا۔

چوہدری صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری اور آپ کی جان ہے جب میں حضرت سرکار میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو دنیا ایسے نظر آتی تھی جیسے ہتھیلی پر سرسوں کا دانہ نظر آتا ہے۔ اور یہاں تک نظر آتا تھا کہ وہ آدمی فلاں جگہ جا رہا ہے اور اس آدمی نے فلاں روز مرنا ہے' یہ دوزخی ہے اور یہ جنتی ہے' کل کو کیا ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم اکیلے رائے ونڈ موہلن وال کے راستے شرقپور شریف جا رہے تھے۔ راستے میں دریا پڑتا تھا۔ ساون کا مہینہ تھا اور دریا طغیانی پر تھا۔ جب دریا پار کرنے کیلئے دریا میں داخل ہوئے تو پانی گلے تک آ گیا اور ایسے لگا کہ اب ڈوب جاؤں گا' پیچھے ہٹ آیا اور دریا کے کنارے پر ہی شام گہری ہو چلی تھی اور اندھیرا چھا گیا تھا۔

ایک جانور سرخ آنکھوں والا میرے نزدیک آیا اور سر نیچے کر کے کھڑا ہو گیا میں بھی اس سے بالکل نہ ڈرا اور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے مجھے کچھ نہ کہا' بلکہ اس اجاڑ جنگل بیابان میں میری حفاظت کرتا رہا۔ جب اندھیرا گھپ ہو گیا تو تین آدمی سفید پوش آئے اور مجھ سے کہا "میاں صاحب! آپ نے دریا پار کرنا ہے؟" میں نے کہا "ہاں" انہوں نے کہا "ہمارے پیچھے آؤ"۔ میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ دریا میں داخل ہو گئے اور مجھ سے کہا "ہمارے پیچھے چلے آؤ" دریا میں اس جگہ سرکنڈوں کے نشان لگے ہوئے تھے۔ جب ہم کنارے پر پہنچے تو وہ آدمی کہیں غائب ہو گئے اور اتنے میں ہم نے دیکھا کہ سرکار میاں صاحب شرقپوری بہ نفس نفیس وہاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "شاہ صاحب! آ گئے؟" میں نے کہا "ہاں سرکار! آ گئے"۔ پھر پوچھا "کیا آپ کو میرا خیال آیا تھا؟" میں نے کہا "جی ہاں خیال آیا تھا"۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مجھے خیال آیا تھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرموں والے تشریف لا رہے ہیں' دریا پر ملو اس لئے ملنے آ گیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے' چوہدری رحمت علی صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دس بارہ سال کی عمر کا لڑکا جو تر کی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھا وہاں آیا اور سر پر ہاتھ رکھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے

چوہدری صاحب سے فرمایا "چپ کرو، اللہ کریم رحم فرمائیں گے"۔ آخری بڑی مشکل سے اسے چپ کرایا گیا۔ چوہدری صاحب نے لڑکے سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہم قلعہ فیروز پور سے آئے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تمہارے ساتھ اور کون آیا ہے؟" لڑکے نے کہا میری والدہ۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "کیوں آئے ہو؟" تو اس نے کہا "میرے والد نے میری بھابھی کو بندوق سے ہلاک کر دیا تھا' اب ان کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ ان کو معافی مل جائے اور وہ بری ہو جائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا "کہ تمہارے والد نے تمہاری بھابھی کو کیوں مارا؟" لڑکے نے کہا "سرکار! وہ بدکار تھی" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کیا تمہارے والد نے اس کی بدکاری دیکھی تھی؟" اس نے کہا "مجھے پتہ نہیں" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "تمہاری والدہ کہاں ہیں؟" لڑکے نے بتایا کہ "سرکار' وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر چلی گئی ہیں" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ "پیر امام شاہ صاحب کو بلاؤ۔ پیر امام شاہ صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی اور محترمہ اماں جان کے بھائی ہیں' وہ گھر میں جاتے تھے' چوہدری صاحب انہیں بلا لائے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ "گھر جاؤ اور اس لڑکے کی والدہ سے تمام حالات پوچھ کر آؤ"۔ چنانچہ پیر صاحب تمام حال پوچھ کر آ گئے اور بتایا

کہ وہ مائی کہتی ہے "میرا شوہر قلعہ فیروز پور قاصو بیگو میں ہیڈ کلرک تھا' میرے لڑکے کی بیوی جس کو مارا گیا ہے بدکارہ تھی اور روزانہ چوبارے کی کھڑکی میں بجلی کی بتی جلا کر اپنے آشنا کے انتظار میں طوائفوں کی طرح بن سنور کر بیٹھتی تھی۔ میں نے اس کو کئی بار روکا وہ باز نہ آئی۔ ایک روز میرے خاوند نے جب کہ وہ بندوق کے ہمراہ رات کو قلعہ سے آ رہے تھے اس کو دیکھا اور وہیں سے بندوق چلا کر ڈھیر کر دیا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "پیر امام شاہ! مائی صاحب کے پاس دوبارہ جاؤ اور اس سے پوچھو کہ "اس نے یا اس کے خاوند نے تمہارے لڑکے کی زوجہ کی برائی خود اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی؟" اس عورت نے کہا "میں نے اور میرے خاوند نے ایک روز ہر دو کو برائی کرتے دیکھا تھا اس روز ہی میرا خاوند بندوق سے اس کو مار ڈالتا کہ جونہی وہ بندوق لینے اندر گیا میں نے باہر سے کنڈی لگا دی اور ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو باہر نکال دیا' خود بھی کہیں چلی گئی دو تین سال بعد میرا لڑکا اپنی بیوی کو لے آیا تو اس کی وہی پہلی چال تھی اس لئے میرے خاوند نے اسے بندوق سے مار ڈالا"۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اچھا اللہ کریم رحم فرمائیں گے"۔ اس مائی سے جا کر کہو کہ "پانچ سو دفعہ قل شریف رات کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پیش کر دینا اور اپنے خاوند کو بھی جیل کی کوٹھری میں جا کر کہہ آنا کہ وہ رات کو یہی عمل کرے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو تو خود نہا دھو کر عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو دفعہ قل شریف' آگے پیچھے درود شریف پڑھ کر

حضور ﷺ کی روح پاک کو پیش کر دینا۔ ان کی ہائی کورٹ میں دوسرے دن تاریخ تھی وہاں سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے رہائی مل گئی۔

تیسرے دن یہ سب لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی لڑکا اور اس کی والدہ اور اس کا رہا شدہ والد پھلوں کی ٹوکریاں لئے آ رہے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ ''کیا یہ تمہارا وہی پرسوں رات والا بیلی نہیں ہے؟ مجھے تو وہی معلوم ہوتا ہے۔ اپنے والد کو چھڑائے لئے آ رہا ہے''۔ دیکھا تو وہی تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''کیوں اپنے والد کو چھڑا لائے ہو'' اس نے عرض کیا ''حضور کی دعا سے یہ سب کچھ ہوا ہے ورنہ پھانسی کی سزا تو سنائی جا چکی تھی۔''

غالباً یہ **1935**ء کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ ''باہر ملنے کیلئے آدمی آئے ہوئے ہیں دو دو کر کے میرے سامنے لاؤ' مگر دیکھو کہ ٹوپ والے صاحب کو جس نے چھتری لی ہوئی ہے ان کو مت لانا''۔ چوہدری صاحب دو دو آدمیوں کو سرکار کی خدمت میں لاتے رہے۔ اور فیض یاب ہونے کے بعد انہیں اجازت ملتی رہی۔ ٹوپ والے صاحب نے انہیں بہت تنگ کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خود ملاحظہ فرما رہے تھے کہ وہ انہیں تنگ کر رہا ہے۔

فرمایا ''وہ کیا کہتا ہے؟'' چوہدری صاحب نے کہا ''حضور وہ

کہتا ہے کہ مجھے بھی لے جاؤ''۔ چنانچہ اسے پیش کیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''دو لفظی بات کریں تا کہ وقت ضائع نہ ہو''۔ وہ لدھیانہ کے سول سرجن تھے۔ قریباً ایک گھنٹہ ادھر ادھر کی سیاسی باتوں' اخباری خبروں اور اپنے تعارف میں لگا دیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بار بار فرماتے رہے ''بابو جی! میں نے اور آدمی بھی بھگتانے ہیں' اپنا مدعا بیان کرو''۔ وہ انکاری تھا کہ میں نہیں بتاؤں گا آپ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی بتائیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں خود بتاؤں؟'' اور اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ کہ مسلمان ہو کر نصاریٰ کی شکل بنائی ہوئی ہے۔ اور اسی شکل میں غریب مسافر کو تمہارے لڑکے نے گاڑی میں لوٹا ہے' اب سزا یابی پر میرے پاس آئے ہو چلے جاؤ باہر''۔ غرض حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بہت ناراض ہوئے اور خود بھی اٹھ گئے۔ سول سرجن صاحب نے اپنا ٹوپ اٹھایا اور سر پر رکھ کر چلتا بنا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے چوہدری صاحب ڈر کر ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے آرہے تھے کہ کوئی نہ کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے جو ہمارے آدمیوں کو بھی ہم سے ناراض کر جاتا ہے۔ اور فرمارہے تھے کہ یہ شخص سول سرجن تھا۔ اس کے بیٹے نے کسی مسافر کا گاڑی میں سترہ سو روپیہ نکال لیا اور

پکڑا گیا۔ چالان ہوا ڈیڑھ سال سزایاب ہوا ہے۔ اب اپیل کی ہے' آیا تھا کہ بری ہو جاوے اور یہی میرا امتحان لینا چاہتا تھا خود بتاتا نہیں ہے۔ پھر چوہدری صاحب سے کہا کہ "جاؤ وہ گاؤں سے بہت دور اسٹیشن کی طرف جارہا ہوگا"۔ چنانچہ دو فرلانگ کے فاصلے سے اس کو واپس لائے۔ وہ جب اپنے نوکر کے ہمراہ واپس آئے تو حویلی کے باہر کھڑے ہو گئے' اور ان سے کہا کہ کہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پھر ناراض نہ ہو جائیں پہلے اجازت لے آؤ۔ یہ اندر گئے' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ سول سرجن صاحب باہر کھڑے ہیں کیا حکم ہے۔ فرمایا "ان سے کہہ دو کہ تمہارا لڑکا بری ہو جائے گا' جاویں اجازت ہے۔ چنانچہ وہ بری ہو گیا اور اس کو وہ سول سرجن چوہدری صاحب کی موجودگی میں سلام کیلئے لائے تھے۔

بڑے صاحبزادہ صاحب قبلہ حضرت بابا محمد علی شاہ صاحب کی شادی تھی۔ اپنے پیارے پیارے اور چہیتے معتقدین کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا تھا جو کہ قریباً پندرہ سولہ آدمی تھے۔ برات نے جانا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب کو بلایا اور فرمایا۔ تمام صاحبان کو بمعہ ہر دو صاحبزدگان و پیر امام شاہ (ماموں صاحبزادگان) میرے پاس لاؤ۔ یہ تمام کو بلا لائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی آپ کو اس لئے

تکلیف دی ہے کہ میں بیمار پڑا ہوں' میرا ارادہ یہ ہے کہ ہر دو صاحبزادگان اور پیر امام شاہ ایک کار میں چلے جاویں اور نکاح کے بعد فوراً اسی کار میں واپس آجاویں تم ان کے آنے تک اپنی رسم ولیمہ کی دیگیں وغیرہ چڑھالو۔ اور کہا کہ کیا یہ ٹھیک ہے میرا تو یہی خیال ہے۔ انہوں نے بھی عرض کیا حضور بہت اچھا ٹھیک ہے۔ چنانچہ یہ اپنے اپنے حجروں میں چلے گئے۔ بڑے صاحبزادہ حضرت بابا جی نے چوہدری صاحب کو بلایا اور کہا کہ میں سرکار کی خدمت میں جا کر عرض کروں کہ جب تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میری بارات کے ہمراہ نہیں جائیں گے میں اکیلے نہیں جاؤں گا' انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا' فرمایا ''پھر تمام کو میرے پاس بلالاؤ''۔ یہ بلا لائے۔ فرمایا ''پیر جی نے حاجی صاحب سے یہ کہا ہے کہ جب تک میں ان کی بارات کے ہمراہ نہ جاؤں وہ نہیں جائیں گے''۔ بابا پیر محمد علی شاہ سے فرمایا ''پیر جی آپ نے کہا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ حضور کہا ہے'' __ فرمایا بھلے لوگو! میں یہاں کمرے کے اندر اپنی علیحدہ نماز پڑھتا ہوں اور آپ باہر تیم کے نیچے باجماعت پڑھتے ہیں اس میں بھی کوئی وجہ ہے جب کہ میں نے چالیس سال باجماعت نماز پڑھی ہے اور چالیس سال میں ایک دفعہ بھی نماز جماعت' نماز تہجد اور درود شریف قضا نہیں کیا ہے اور اب میں اکیلا ہی پڑھتا ہوں اور اندر

باندھ تو ذکر بیٹھا ہوں اس کی بھی آخر کوئی وجہ ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہوئے جلال میں آ گئے اور فرمایا ''مجھے آپ کیا سمجھتے ہیں میں اگر چاہوں تو خدا کی قسم فرشتوں کی برات لے جا سکتا ہوں''۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''چلو اگر مجھے ہی لے چلنا ہے تو میں چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کار میں بیٹھ گئے۔ جب برات ملٹری فارم پہنچی وہاں مسجد میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام فرمایا اور وہاں ہی رسم نکاح ہوئی۔ رسم نکاح کے موقع پر سیٹھ شفیع صاحب نے چھوہارے تقسیم کئے اور چھوہاروں کو ادھر ادھر براتیوں پر پھینکا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں بھی کئی مشت بھر بھر کر زور زور سے پھینکیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو تین چھوہارے زور سے لگے۔ واپسی پر رات گھر ذکر ہوا۔ چوہدری صاحب سے پوچھا' چھوہارے کس نے تقسیم کئے تھے''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور سیٹھ شفیع صاحب نے'' فرمایا انہیں بلاؤ'' یہ بلا لائے' فرمایا ''چھوہارے ایسے پھینکے تھے کہ سب کو تکلیف ہوئی اس قدر زور سے نہیں پھینکنے چاہئیں ــــ ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خوش وخرم تھے۔ چوہدری صاحب اکیلے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے عرض کیا ''حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برات کے موقعہ پر

فرمایا تھا کہ اگر میں چاہوں تو فرشتوں کی برات لے جاسکتا ہوں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا "اللہ کریم کے نیک بندوں (الا ان اولیاء اللہ کے تحت تفسیر فرمائی) اللہ کے فرشتے ماتحت ہوتے ہیں جدھر وہ حکم کریں وہی کرتے ہیں۔

دسویں مجلس

مولوی محمد حنیف صاحب فیروز پوری بیان کرتے ہیں کہ شمس العارفین سراج السالکین حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کی طبیعت ابھی تک پریشان ہے کیونکہ انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت مجلسیں نصیب نہیں ہوتیں' فرماتے ہیں۔ حضرت سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ مردہ دلوں کیلئے آب حیات کی تاثیر رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مبارک مجلسوں میں شریعت و طریقت کے ایسے ایسے رموز و نکات بیان فرما دیتے تھے کہ اہل بصیرت جھوم جھوم اٹھتے تھے۔ آہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج اگرچہ اس عالم آب و گل میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر واقعات آج بھی رہ رہ کر یاد آ جاتے ہیں۔

فرماتے ہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت خاندان چشت کے بزرگ حضرت مولانا شرف الدین فیروز پوری سے تھی۔ میاں رحمت علی جو کہ ہر دو صاحبزادگان کے معلم ہیں' بیان کرتے ہیں کہ وہ اوائل عمر میں فیروز پور شہر میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو اپنے دست مبارک سے لنگر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیروز پور کی زندگی ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حصول علم کیلئے ہندوستان چلے گئے۔

ایک مرتبہ سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جب میں سہارنپور میں پڑھتا تھا تو وہاں ایک سیاہ پوش بزرگ بھی رہا کرتے تھے۔ ہر روز اکابرین شہر صبح کے وقت ان کو سلام کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ اگر ان کا کوئی مرید دو سو میل پر ہوتا اور وہ توجہ فرماتے تو وہ فوراً حاضر ہو جاتا۔ فرماتے کہ جب میں ان کے پاس جاتا تو تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر کہتے کہ "اب سب لوگ چلے جائیں کیونکہ میرے بھائی آ گئے ہیں"۔ آپ نے بتایا کہ وہ بزرگ یا مالک کا ورد کثرت سے کرتے تھے۔

فرماتے ہیں ایک روز میں ان سیاہ پوش بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پاؤں کی انگلیوں سے روٹی کو پکڑ رکھا تھا اور ہاتھ سے توڑ توڑ کر کھا رہے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ "یہ تو خلاف شریعت ہے"۔ وہ

بزرگ میرے خیال کو فوراً سمجھ گئے اور فرمانے لگے ''بھائی صاحب کیا کروں' لوگ بہت تنگ کرتے ہیں۔ اس لئے ایسا کر رہا ہوں تاکہ لوگ مجھ کو جاہل اور قابلِ نفرت سمجھ سکیں''۔

ایک مرتبہ آپ کسی اللہ والے کو ملنے کیلئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ گھر پر نہیں تھے۔ خدام سے پتہ چلا کہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں اور آج فلاں وقت گاڑی پر آ رہے ہیں۔ ہم سب اسٹیشن پر جائیں گے۔ آپ نے فرمایا' مجھے بھی خیال آیا کہ اسٹیشن پر جاؤں۔ چنانچہ میں اسٹیشن پر پہنچا جہاں ان کے مریدین بہت بڑی تعداد میں ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ جب گاڑی آئی تو میں سب سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا گاڑی رکی تو جہاں میں کھڑا تھا اسی جگہ بالکل میرے سامنے والے ڈبے سے وہ بزرگ اترے اور بڑے تپاک سے ملے۔

ایک جمعہ کو دھوپ بڑی تیز تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' یہ جمعہ دھوپ میں ہی پڑھیں گے۔ درویش کو حکم دیا کہ منبر شریف کھلے میدان میں رکھا جائے۔ چنانچہ آپ جلتی دوپہر میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب معمول پورے اطمینان سے وعظ فرماتے رہے جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو غالباً پہلی ہی رکعت میں حنیف صاحب کا سر چکرایا اور وہ سجدے کی جگہ پیشانی کے بل گرے۔ مگر کسی غیبی طاقت نے انہیں ایسا سنبھالا دیا کہ نہ انہوں نے زمین پر

ہاتھ لگائے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے پھول کو اٹھالیا ہے۔ نماز کے بعد جب یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "او محمد حنیف نماز دے وچ توں ڈگ پیاسیں' کوئی سٹ تاں نہیں لگی۔"

ایک مرتبہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ "یہ مولوی لوگ حاضر و ناظر کے مسئلہ کو متنازعہ بنا بیٹھتے ہیں۔ میں تو اپنے پیر کو حاضر ناظر سمجھتا ہوں پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے۔ ایک مرتبہ ہم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک سے واپسی پر اسٹیشن پر گئے۔ گاڑی میں بہت رش تھا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی جگہ نہ ملی۔ اتنے میں گارڈ آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے گاڑی پر سوار ہونا ہے؟ ہم نے کہاں ہاں' مگر جگہ نہیں ہے۔ وہ بولا آیئے میرے ساتھ۔ اور اس نے ساتھ لے جا کر سیکنڈ کلاس کے ڈبے کا دروازہ کھول کر ہمیں سوار کرا دیا۔ ہم نے کہا ہمارے پاس تو اس کلاس کے ٹکٹ نہیں ہیں۔ وہ بولا کوئی بات نہیں آپ تشریف رکھئے۔ آپ فرمانے لگے' ہم کیوں نہ اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھیں؟

صوفی محمد عالم چوڑی گر فیروز پوری بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلی مرتبہ

کرمونوالے جانے کیلئے گاڑی پر سوار ہو کر فیروز شاہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو آندھی چلنے لگی اور وہ تیز آندھی ہی میں کرمونوالے کی طرف چلتے رہے۔ راستے میں ایک گاؤں آیا تو انہوں نے سمجھا کہ یہی کرمونوالا ہوگا۔ جب وہ گاؤں میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ یہ اٹاں والی گاؤں ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا گاؤں کرمونوالا اس سے آگے ہے آخر وہ کرمونوالا پہنچے دوپہر کا وقت تھا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کھانے کے متعلق دریافت کیا مگر انہوں نے یہ سوچ کر اس وقت صرف انہی کیلئے روٹی کا انتظام کرنا پڑے گا کہہ دیا کہ بھوک نہیں ہے اور تھوڑی دیر انتظار کے بعد اسٹیشن واپس پہنچے۔ رات سر پر آ گئی تھی' آندھی کے ساتھ بارش بھی شروع ہو گئی تھی' ہر طرف اندھیرا پھیل رہا تھا' اور بھوک سے برا حال ہو رہا تھا کہ دفعتہً ایک سفید ریش بزرگ نے قریب آ کر کہا ''کیا کھانا کھاؤ گے؟'' بھوک سے برا حال تو ہو ہی رہا تھا۔ انہوں نے فوراً کہا ہاں کھاؤں گا۔ چنانچہ اس بزرگ نے کھانا پیش کر دیا اور خود چہرہ دوسری طرف کئے کھڑے رہے۔ کھانے کے بعد وہ برتن لیکر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

صوفی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت ہو گئی۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ذوالحجہ کے مہینے میں میں حاضر خدمت ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اگلے ماہ میں پاک پتن شریف جا کر بہشتی دروازہ سے گزرنے کی سعادت نصیب ہو

لیکن حالات اور کام کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ پاک پتن شریف جانا مشکل نظر آتا تھا۔ صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پاک پتن شریف کے عرس مبارک میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا اور ساتھ ہی ناگزیر حالات کا بھی ذکر کر دیا' جن کے باعث عرس میں شرکت غیر یقینی نظر آتی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا چلے جانا۔

صوفی صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق پاک پتن شریف پہنچے۔ اس وقت دربار شریف میں خاصا' ہجوم تھا اور پولیس ہجوم پر قابو پانے کیلئے لوگوں کو دربار شریف سے باہر نکال رہی تھی۔ صوفی صاحب نظامی مسجد کے قریب کھڑے تھے لیکن ان کی طرف کسی نے بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے باہر جانے کیلئے کہا۔ وہ بدستور اسی مقام پر کھڑے رہے اور تمام رسومات انہی کے سامنے ادا ہوئیں' صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت بہشتی دروازہ کھلا تو دفعتہً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرمانوالے دکھائی دیئے' جو ان کے قریب آ کر فرمانے لگے۔

"آؤ بہشتی دروازے سے گزریں"۔ اس کے بعد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ انہیں اپنے ساتھ لیکر بہشتی دروازے کی طرف بڑھے۔ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ حضور مڑے اور پیچھے سے ہو کر انہوں نے صوفی صاحب کے کندھے پکڑ لیے صوفی صاحب نے رک کر عرض کیا۔

''حضور! یہ بے ادبی ہوگی کہ میری پشت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہو یہ کہہ کر صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس جلو میں بہشتی دروازے سے گزرے اور دروازے سے باہر آ کر انہوں نے دیکھا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں کہیں بھی دکھائی نہ دیے۔

ایک موقعہ پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں تشریف فرما تھے' صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ نیاز احمد صاحب پاک پتن والے نے اس مسئلہ کے متعلق حضور سے عرض کیا کہ مزارات پر مراد حاصل کرنے کیلئے کس طرح دعا کرنی چاہیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا علماء کے نزدیک تو یہ طریقہ دعا ہے کہ خدائے برتر کے حضور میں اس بزرگ کے وسیلہ سے مراد کیلئے دعا کی جائے لیکن فقراء کے نزدیک یہ ہے کہ اسی بزرگ سے براہ راست دعا مانگی جائے۔

ایک اور واقعہ کے متعلق صوفی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کرمونوالے میں تشریف فرما تھے' سردیوں کے دن تھے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ دھوپ میں بیٹھے تھے۔ ارادت مند بھی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پشت مبارک سلطان خان والے کی جانب

تھی اور حاضرین مجلس کا رخ سلطان خاں کی طرف تھا۔ ایک عورت سلطان خاں والے کی سمت سے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آرہی تھی۔ حضور نے پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر حاضرین مجلس سے فرمایا۔

''ایک عورت مخالف سمت سے آرہی ہے اور اس کا ارادہ اس طرف آنے کا ہے اور ایک آدمی اسے جا کر کہے کہ عورتیں یہاں نہیں آتیں ___ لہٰذا وہ ہمارے گھر چلی جائے''۔

ایک شخص فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور اس عورت کو راستے میں ہی روک کر کہا۔ ''اماں آپ نے کہاں جانا ہے؟''

عورت نے کہا۔ ''میں سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جارہی ہوں''۔ تو اس شخص نے عورت سے کہا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عورتیں نہیں مل سکتیں۔ لہٰذا تم حضور کے گھر چلی جاؤ' اور جو کچھ کہنا ہے گھر ہی میں کہہ دو۔ چنانچہ وہ عورت وہیں سے واپس ہو کر گھر کی طرف چلی گئی۔

شیخ چراغ دین فیروز پوری تحریر کرتے ہیں کہ وہ فیروز پور میں تھے کہ انہیں بال جھڑ کی بیماری ہوگئی۔ وہ کرمونوالہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا'' خربوزے کے اندر کا گودا سر پر ملو اور خربوزے کو کھالو''۔

لیکن موسم خربوزے کا نہیں تھا۔ چنانچہ شیخ چراغ دین صاحب نے عرض

کیا۔

''حضور موسم خربوزے کا نہیں ہے اور اس وقت خربوزہ کہاں سے ملے گا؟''

حضور نے تبسم فرمایا اور کہا ''علاج بھی ہم بتائیں اور خربوزہ بھی دیں۔ یہ کہہ کر حضور نے اپنے تکیے کے پچھلی طرف سے دست مبارک بڑھایا اور ایک تازہ خربوزہ عنایت کیا۔ شیخ صاحب خربوزہ پا کر بہت خوش ہوئے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ خربوزہ گھر جا کر دکھاؤں گا کہ دیکھو اس بے موسم میں حضور نے خربوزہ عنایت کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''یہ خربوزہ گھر نہیں جائے گا''۔

شیخ چراغ دین صاحب فیروز پوری یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اجازت پا کر گھر کی طرف لوٹے تو تمام راستے یہ سوچتے رہے کہ یہ خربوزہ گھر ضرور لے جائیں گے ـــــ لیکن فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچے تو خربوزے کو کھانے پر مجبور گئے۔اور گودا سر پر مل لیا۔اس کے بعد بال جھڑ کی بیماری ہمیشہ کیلئے جاتی رہی۔

شیخ صاحب کے بیان کے مطابق کرمو والا میں ایک ارادت مند نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں وہ مشہور شعر پڑھے جن کے آخر میں یہ مصرع ہے۔''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

یہ شعر سن کر حضور نے فرمایا۔"میں بُعد اور بُعد کو نہیں مانتا"۔

شیخ چراغ دین صاحب فیروز پوری لکھتے ہیں کہ ملتان میں اپنے قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے وقت باغ لانگے خاں میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ حاجی نظام الدین (سیالکوٹ) بھی ہمراہ تھے۔اچانک ایک جگہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ رک گئے اور فرمایا' جہانگیر کے مقبرے کی عمارت بہت اچھی ہے۔حضرت صاحب کے اس فقرے سے وہ بہت پریشان ہوئے۔اور میرے دل کو وسوسوں نے گھر لیا۔

شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب بھی کبھی مصیبت کا وقت آتا تھا تو میں سب کام چھوڑ کر کرموں والا میں حاضر ہو جاتا تھا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے مصیبت ٹل جاتی تھی۔

ایک دفعہ میں کسی ناگہانی مصیبت کا شکار ہو گیا اور سیدھا کرموں والا پہنچا۔اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے مسجد کا رخ کیا جہاں دن کو بھی اندھیرا ہوتا تھا۔ میں مسجد میں تنہا تھا اور اپنی بے بسی پر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے تشریف لائے اور مسجد کے اندر منہ کر کے فرمایا۔

"کوئی بات نہیں اللہ پاک رحم کر دے گا"۔

میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سن کر حیران رہ گیا کہ اول تو میں مسجد کے اندھیرے میں تھا' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کیسے دیکھ لیا۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و محبت کا یہ فیض تھا کہ میری مصیبت ان کی دعا سے راحت میں بدل گئی۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں مولوی چراغ دین صاحب حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ لاہور مغل پورہ کے نزدیک ایک درویش کی مسجد ہے جو عرصہ دراز سے غیر آباد ہے اور اسے آباد کرنے کی ہدایت فرمائی ساتھ ہی مسجد کے محل وقوع کی نشانی دہی فرماتے ہوئے کہا۔ یہ مسجد مغل پورہ کے اسٹیشن سے آگے ریلوے لائن کے بالکل قریب ہے۔

مولوی چراغ دین صاحب لاہور پہنچے اور مسجد کی تلاش میں مغل پورہ گئے۔ وہاں انہوں نے اس مسجد سے آگے کسی اور مسجد کو دیکھا اور یقین کر لیا کہ یہی وہ مسجد ہے جس کے متعلق حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ کر موتوالہ واپس آئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس مسجد کو تلاش کر لیا ہے۔ جس کو آباد کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضور نے اس مسجد کا محل وقوع پوچھنے کے بعد فرمایا کہ یہ وہ مسجد نہیں ہے۔ اور جس بزرگ کی مسجد آباد کرنا مقصود ہے وہ اسی مسجد کے مغرب میں

واقع ہے دوبارہ جاؤ گے تو مل جائے گی۔

چنانچہ مولوی چراغ دین صاحب دوبارہ مغل پورہ آئے اور وہاں انہیں خود رو جھاڑیوں میں چھپی ہوئی مسجد دکھائی دی۔ مولوی چراغ دین صاحب دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد کی تصدیق کر دی جس سے ملحقہ ایک کنواں بھی تھا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق مسجد آباد ہو گئی اور کنواں دوبارہ جاری ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس مسجد کا نام کیا رکھنا چاہیے؟ حضور نے فرمایا ''مسجد نور''۔

مسجد آباد ہو گئی اور پانچوں وقت اللہ کا نام لیا جانے لگا۔ ایک روز بڑے زور کی بارش ہوئی اور مسجد کے صحن کی چاردیواری کے باہر ایک اور کنوئیں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ مولوی چراغ دین صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نئے کنوئیں کی دریافت کے متعلق حضور سے عرض کیا۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے اور مولوی صاحب کی بات سنی اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر متبسم ہونٹوں سے فرمایا۔

''یہ کنواں بھی ہمارا ہو گیا لہٰذا اسے بھی آباد کریں اور مسجد کی حدود کے اندر لے آئیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ایسا

ہی کیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "گھبراؤ نہیں' اللہ رحم کر دے گا۔"

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مسجد نور میں بنفس نفیس تشریف فرما تھے اور موجودہ کنوئیں کے مقام پر جس کو اس وقت نام ونشان تک نہ تھا' کھڑے ہو کر فرمایا۔

"اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور انہیں بزرگ کا لگایا ہوا ہے جنہوں نے مسجد نور کی بنیاد رکھی تھی۔ لہٰذا اسے دوبارہ کھود کر جاری کرنا ضروری ہے اور اس کنوئیں کا پانی ہر بیماری کیلئے اکسیر ہو گا۔"

مولوی چراغ دین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد نور میں تشریف رکھتے تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کی بھی نشان دہی فرمائی' جہاں مسجد نور کی بنیاد رکھنے والے بزرگ کا مزار تھا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ اللہ اللہ۔ اللہ والوں کا بھی بڑا حوصلہ ہے۔ اوپر سے گاڑیاں گزرتی ہیں۔ اور یہ کچھ نہیں کہتے۔

محمد اکرم صاحب ولد صوفی نور محمد کھروڑ پکا لکھتے ہیں کہ میرے چچا اکثر بیمار رہتے تھے۔ علاج کراتے کراتے تنگ آ گئے تھے۔ ہم نے کئی مرتبہ ان سے کہا کہ آپ کرمانوالے شریف جائیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائیں۔

لیکن وہ یہ کہتے کہ بزرگوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ آخر ایک دن میں اپنے چچا کو حضرت کرماں والا شریف لے گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے کوئی گفتگو نہ کی اور رات کو ہم کمرے میں سو گئے۔ لیکن میرے چچا کو بخار بہت زیادہ ہو گیا' اور بہت بے چینی بڑھ گئی۔ ان کی تکلیف دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا۔ اور تمام رات جاگ کر گزاری۔ جب صبح نماز کا وقت ہوا تو ایک مرید نے تمام مسافروں کو جگا کر کہا' نماز پڑھو۔ تو میں نے اس سے کہا کہ ان کو بخار ہے طبیعت بہت خراب ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد میں تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ اندر تو کوئی آدمی نہیں۔ تو کسی نے کہا کہ جی کوئی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اندر آدمی ہے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کمرے میں تشریف لے گئے اور فرمایا کیہڑا ایں بیلیا۔ اور کان سے پکڑ کر کہا۔ اٹھ بیلی نماز پڑھ۔ میرے چچا فوراً اٹھے اور مسجد میں آ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں نے نماز کے بعد اپنے چچا سے تکلیف کے بارے میں پوچھا تو میرے چچا بہت خوش تھے اور کہنے لگے' جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آ کر میرا کان پکڑا تھا تو میری سب تکلیفیں رفع ہو گئی تھیں۔

محمد اکرم صاحب ـــــ کہروڑ پکا' تحصیل لودھراں سے تحریر کرتے

ہیں کہ 1956ء کا واقعہ ہے کہ میرا بڑا بھائی میری والدہ سے جھگڑ کر کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ جاؤں گا کہ تم میری صورت کو ترس جاؤ گی۔ میری والدہ نے اسے بہت سمجھایا کہ روٹھ کر کہیں نہ جانا لیکن وہ بضد رہا' آخر والدہ نے کہا کہ میں تمہیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ کر بلوالوں گی' لیکن میرے بھائی نے اکڑ کر کہا ''وہ کیا ہیں میرے پاس بھی تعویذ ہے میں کبھی گھر نہیں آؤں گا''۔ میرا بھائی ناراض ہو کر گھر سے چلا گیا اور ہمیں معلوم نہیں کہاں گیا۔ ہم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے بے چین تھے کہ بھائی کا واقعہ سنایا جائے لیکن کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے پروگرام بنتا اور ختم ہو جاتا۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے کرایہ کا سبب بھی بنا دیا۔ میں اور میری والدہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت سارے لوگ بیٹھے تھے میں بھی بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا۔ کہ ''بیلیا تیرا کیہہ ناں اے''۔ میں نے اپنا نام بتایا۔ پھر فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''جی کہروڑ پکا سے''۔ آپ نے فرمایا ''تم صوفی نور محمد کے لڑکے ہو؟'' پھر کمال شفقت و محبت سے دریافت کیا ''کس کام کیلئے آئے'' میں نے عرض کیا ''حضور کی زیارت کیلئے آیا ہوں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سچ بتاؤ۔ میں نے پھر یہی دہرایا کہ زیارت کیلئے حاضر

ہوا ہوں۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ "لوگ آتے ہیں کسی کام سے اور کہتے ہیں ملنے آئے ہیں"۔

چنانچہ میں نے اپنے بھائی کا قصہ عرض کیا کہ میرا بھائی گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے پانچ ماہ ہو چکے ہیں' کوئی پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ وہ گھر آ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفی نور محمد نے تو کبھی ذکر نہیں کیا۔ پھر میرے والد کو بلا کر فرمایا' تم نے تو کبھی نہیں بتایا۔ میرے والد نے کہا۔ "آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کون سی بات چھپی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "بیٹیا دنیاوی باتیں بھی ہوتی ہیں"۔ (میرے والد صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے تھے۔)

دعا کے کچھ دیر بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم پرسوں چلے جانا۔

تیسرے روز دس بجے صبح میں گھاس کاٹنے چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیس پچیس یوم گزار کر جاؤں گا۔ میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ ایک مرید آیا اور اس نے کہا' کہ بھئی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے تم اسی گاڑی سے گھر چلے جاؤ۔ میں اسی وقت واپس آیا اور والدہ سے کہا کہ تیار ہو جائیں گھر چلیں گے۔ والدہ نے کہا کہ دس پندرہ دن کے بعد جائیں گے۔ میں نے کہا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی ہے اور جانے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ والدہ خاموش ہو گئیں۔

میں اور میری والدہ اسٹیشن پر آ گئے۔ ہم ٹکٹیں لیکر گاڑی میں سوار ہو گئے۔
گاڑی روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر رک گئی۔ میں نے باہر کی طرف دیکھا تو
والد صاحب گاڑی کی طرف دوڑے آ رہے ہیں اور گاڑی میں سوار ہو
گئے۔ میں نے والد صاحب سے پوچھا' آپ کیسے آ گئے تو والد صاحب نے
کہا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے کہ تم بھی چلے جاؤ۔ میں نے کہا
کہ گاڑی تو ملے گی نہیں، وہ چل پڑی ہے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ بھاگتے ہوئے جاؤ' گاڑی مل جائے گی۔ میں نے حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل کی تو گاڑی بھی مل گئی۔

ہم جب لودھراں پہنچے تو ہمیں لودھراں اسٹیشن پر ایک شخص نے بتایا کہ
تمہارا بھائی کہروڑ پکا پہنچ گیا ہے۔ ہم سن کر حیران رہ گئے۔ آخر ہم جب گھر
پہنچے تو میرا بھائی گھر میں موجود تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے بھائی سے
دریافت کیا کہ اب تم کیسے آ گئے۔ اس نے بتایا کہ میں پرسوں لاہور تھا۔ صبح
کے دس بجے تھے کہ زبردست آندھی آئی اور ایک بزرگ سفید لباس میں تھے۔
انہوں نے آ کر میرا کان پکڑا اور کہا "بیلیا اپنے گھر چلا جا' اِتھے بالکل نہ رہ"۔
آندھی رک گئی تو میں نے لوگوں سے آندھی کے متعلق ذکر کیا کہ کتنی زبردست
آندھی تھی۔ لوگوں نے مجھے پاگل خیال کیا اور کہنے لگے کہ کب آندھی آئی تھی۔
میں نے ان کو وقت بتایا تو الٹا مذاق کرنے لگے اور میں نے دل میں سوچا کہ

گھر نہیں جاؤں گا۔ لیکن دوسرے دن پھر اسی طرح آندھی آئی اور وہ بزرگ پھر ملے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ بیلیا گھر جاؤ۔ جب آندھی رک گئی تو میرا دل اس بات کیلئے بے چین ہو گیا کہ گھر چلا جاؤں۔ چنانچہ میں گاڑی میں سوار ہوا اور گھر آ گیا۔

محمد اکرم صاحب کا بیان ہے کہ میرا بھائی جو ہمیشہ کیلئے مجھ سے جدا ہو گیا تھا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت و کرم سے گھر واپس آ گیا۔

☆

گورنمنٹ کمرشل کالج سیالکوٹ کے لیکچرار صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ان کا ایک بھائی قتل کے کیس میں ملوث ہو گیا۔ بے انتہا کوشش کے باوجود کیس سیشن کورٹ تک جا پہنچا اور وہاں سے اسے پھانسی کا حکم ہو گیا۔ اب دستور زمانہ کی طرح اپیل ہائی کورٹ میں دائر کر دی گئی۔ مگر فیصلہ وہی رہا۔ پریشانی انتہا کو پہنچ گئی اور زندگی موت کا سوال پیدا ہو گیا۔

پھر ایک خطیر رقم خرچ کر کے ملک کے مشہور و معروف وکلاء کی اعانت سے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی گئی مگر فیصلہ جو تھا وہی رہا۔ امیدوں بھرے دل پاش پاش ہو گئے۔ عزیزوں پر ایک سکوت طاری ہو گیا اور ہر کسی کے ذہن میں ایک ہی سوال ابھرا کہ اب کیا ہو گا؟

اب ایک ہی مرحلہ رہ گیا تھا کہ مملکت کے سربراہ کے پاس رحم کی اپیل کر دی جائے۔ چنانچہ سب کی آراء کے مطابق رحم کی اپیل کر دی گئی اور قسمت ظریفی یہ کہ وہ بھی مسترد ہو گئی اور امید کی آخری کرن بھی بحرِ غم میں ڈوب گئی۔

ہر صبح ایک نئی اُمید دل میں جنم لیتی اور ہر شام اس اُمید کو ایک دبیز سائے میں سمیٹ لیتی اور اسی طرح دن مایوسیوں میں گزرنے لگے اور یہ خیال آتے ہی دل دہل جاتا کہ پھانسی؟

آخر والد بزرگوار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے درخواست پیش کی۔ واقعات سن کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک منٹ خاموش رہے اور پھر فرمانے لگے کہ "خیر اللہ بہتر کرے گا"۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اسی سال جشن انقلاب منانے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس جشن کی خوشی میں صدر مملکت کے احکام کے مطابق پھانسی پانے والوں کی سزائیں عمر قید میں بدل گئیں اور اس طرح اسے پھانسی کی بھیانک سزا سے نجات مل گئی اور یقیناً یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا اثر تھا۔ بعد میں وہ لڑکا آزاد بھی ہو گیا اور اس کی شادی بھی ہو گئی اور اس کی زندگی ایک خوشگوار دور میں داخل ہو گئی۔

گیارہویں مجلس

بابو نور عالم صاحب جو کافی عرصہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سرہند شریف' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر گئے۔ واپسی پر لدھیانہ اسٹیشن پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وہ کرمانوالہ شریف جا کر صاحبزادگان کو لیکر شرقپور شریف پہنچ جائیں۔ سرہند شریف کے عرس کے فوراً ہی بعد شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہو جاتا ہے۔ بہ تعمیل ارشاد میں صاحبزادگان کو لیکر شرقپور شریف پہنچ گئے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کے بعد حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب قصور والے (جو مسجد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرماتے) کے پاس صاحبزادگان کو لیکر حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا عارضہ تھا۔ وہ ایک چھوٹی سی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ یہ سب ان کے حجرے میں چٹائی پر بیٹھ گئے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عاجزی سے فرمایا۔ "بھئی! میری بے ادبی معاف

کرتا میں بیماری کے سبب مجبور ہوں' اس لئے چارپائی پر بیٹھا ہوں جب کہ صاحبزادے نیچے چٹائی پر تشریف رکھتے ہیں اور ساتھ ہی چھوٹے صاحبزادہ صاحب سید عثمان علی شاہ بخاری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ بڑا بابا ہے' بہت بڑا بابا ہے' یہ بہت ہی بڑا بابا ہے"۔ یہ ناچیز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب سید عثمان علی شاہ بخاری جو کہ اپنے حلم' تدبر اور رحم و کرم کے سبب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہو بہو تصویر تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زمینداری کا بہت بڑا کام یہ تنہا سنبھالے ہوئے تھے اور لوگ بھی ان پر جان چھڑکتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے والے اکثر و بیشتر حضرات بھی صاحبزادہ موصوف کا بہت ہی احترام کرتے تھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں انہیں بیعت کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔ لیکن میری سرکار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں انہوں نے احتراماً کبھی کسی کو بیعت نہیں کیا۔

یہی بابو نور عالم صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت خواجہ ابوشکور رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر سرسہ تشریف لے گئے وہاں ایک تحصیلدار جو بڑے ملنسار اور بزرگوں کے ماننے والے تھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کھانے کے لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ

مسجد میں تشریف فرماتے اس لئے بابو صاحب نے تحصیلدار صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا مسجد میں ہی بھجوا دیجئے۔ تحصیلدار صاحب نے بہت عاجزی سے حضرت قبلہ کی خدمت میں دست بستہ عرض کیا کہ "میری بڑی خوش قسمتی ہوگی اگر حضور میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں گے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرمالیا۔ چنانچہ دوسرے دن جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تحصیلدار صاحب کے مکان پر تشریف لے جانے لگے تو راستے میں ان سے فرمایا کہ "بابو جی! آپ کو بابا باگڑ شاہ کی زیارت کرائیں"۔ باگڑ شاہ کا خادم عموماً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حضرت قبلہ بابا باگڑ شاہ کے واسطے کبھی کیلے، کبھی حلوہ اور دودھ وغیرہ بھجوایا کرتے تھے جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے تو بابا کے خدام نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے کرسی لاکر رکھ دی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ بابا ایک دکان پر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا، مجذوبی کی حالت تھی وہ بابا ہر وقت حقہ پیتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک آدمی سے بابا نے کہا۔ "حقہ لاؤ" وہ آدمی اٹھا اور حقہ تیار کرنے لگا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے فرمایا "تم چھوڑ دو، یہ بابو آپ ہی حقہ

تیار کر دے گا"۔ چنانچہ بابو نور عالم صاحب نے حقہ تازہ کر کے بابا کے سامنے رکھا۔ بابا نے حقہ کی نے کو پکڑا اور منہ کے پاس لے جا کر بغیر کش لگائے ان سے کہا کہ "اٹھاؤ اسے یہاں سے دور کر دو"۔ انہوں نے حقہ اٹھا کر دور رکھ دیا' مگر پھر بابا نے فرمایا "اس کو میری آنکھوں سے دور کر دو"۔ چنانچہ انہوں نے حقہ اٹھا کر بابا کی نظروں سے دور رکھ دیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ تشریف فرما رہے۔ لوگ حیران تھے کہ بابا جو ہر وقت حقہ پیتا رہتا تھا' آج اسے حقہ کا خیال تک نہیں ہے۔ بابو صاحب نے ان سے کہا کہ جب تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضور کے ادب کے سبب بابا حقہ نہیں پیئے گا۔ چنانچہ یہ آدھ گھنٹہ بیٹھ کر چلے آئے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہ بابا وقت کا اویس رحمۃ اللہ علیہ ہے"۔

بابو نور عالم صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کا بڑا لڑکا مظہر قیوم بیمار ہو گیا' انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شفا کے واسطے عرض بھجوائی' خیر پور چھاؤنی میں ڈاکٹر برج نرائن اسسٹنٹ سرجن کا علاج تھا۔ اس نے کہا کہ لڑکے کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے اس کی احتیاط رکھو۔ بابو صاحب کے ہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و برکت سے

چار لڑکیوں کے بعد یہ لڑکا ہوا تھا۔ یہ سن کر سخت پریشان ہوئے اور فوراً گاڑی پر سوار ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرۂ مبارک کے سامنے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمایا ''خیر ہے''۔ عرض کیا کہ حضور کی دعا و برکت سے خیر ہے''۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''لڑکے کا کیا حال ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ اس کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے''۔ بعد ازاں آپ انہیں اپنے ہمراہ اندر لے گئے اور ایک چبوترے پر بٹھا دیا۔ اور کہا کہ روٹی کھاؤ' چنانچہ انہوں نے حضور کے حکم کے مطابق روٹی کھائی۔ اتنے میں سید عثمان علی شاہ صاحب بھی کھیلتے کھیلتے ادھر تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ''پیر جی! تمہارا ''بیلی'' بیمار ہو گیا ہے دعا کرو وہ اچھا ہو جائے۔'' واپسی پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابو صاحب سے فرمایا کہ ''پھکلوی بریاں کر کے دن میں دو تین بار چٹکی بھر دے دیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کا علاج چھوڑ دیا اور پھکلوی دینی شروع کر دی۔ ان کے دفتر کے ایک بابو جوان کے ساتھ ایک ہی احاطے میں رہتے تھے' کہنے لگے کہ پھکلوی کیا اثر کرے گی' ڈاکٹری علاج مت چھوڑو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں صرف پھکلوی ہی کافی ہے''۔ چنانچہ دوسرے دن لڑکے کو افاقہ ہو گیا اور چند دن میں لڑکا بالکل تندرست ہو گیا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نمبردار سکنہ موضع کا دا بوڑا نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ ایک غیر مسلم زمین بیچتا ہے اگر حضور کا خیال ہو تو آپ وہ زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ زمین خرید لی۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ زمین خرید کر اس نمبردار کے سپرد کر دیں گے مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درویشوں کے ذریعے کھیتی باڑی کا کام شروع کرا دیا۔ اس کو ناگوار گزرا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر حق شفع کا دعویٰ کر دیا۔ مقدمہ چلتا رہا۔ ایک دن کسی سے اس نے طنزاً کہا کہ اگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ ہیں تو میرے لئے بددعا نہیں کریں گے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا "میں تو اولیاء نہیں ہوں۔ شاید میری لڑی میں آگے پیچھے کوئی اولیاء ہو"۔ اتنے میں صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب کھیلتے کھیلتے تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا" کہ "اگر میں عثمان علی شاہ کو کہوں کہ ہاتھ اٹھائے تو زمین و آسمان ڈولنے لگیں"۔

بابو نور عالم صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد گورنمنٹ نے حکم دیا کہ اپنے اپنے تمام نقصان کی فہرست بنا کر دو۔ بابو نور عالم صاحب بھی صاحبزادہ صاحب کے حکم کے بموجب چک 51 ای بی نزد عارف والا فہرست کی تیاری کیلئے گئے اسی اثنا میں پاک پتن سے ایک ڈرائیور

گاڑی لیکر ملتان گیا۔ وہ ریلوے دفتر کے بابو صاحبان سے ملا تو انہوں نے دریافت کیا کہ صوفی کا کیا حال ہے؟ (بابو صاحب کو ریلوے دفتر فیروز پور میں لوگ عموماً صوفی کہا کرتے تھے) اس نے کہا کہ میں نے کئی دن سے ان کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی بابت کچھ سنا' اس نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ تو نہیں سنا۔ البتہ میں نے انہیں کئی دن سے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اس سے تاکید کی کہ پاک پتن شریف جا کر اس کے گھر سے دریافت کر کے وہ اطلاع دے کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط؟ دوسرے دن صبح وہ ان کے لڑکے کی دکان پر آیا اور پوچھا ''تمہارا باپ کہاں ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ جب وہ جاتے ہیں تو ہمیں کوئی اطلاع نہیں دیتے''۔ اس نے لڑکے سے کہا کہ میں نے ملتان میں سنا ہے کہ وہ مر گئے ہیں' کیا تمہیں اس کا کوئی علم نہیں؟ لڑکا گھر پر آیا' اور اس نے اپنی والدہ سے ذکر کیا' اس کی والدہ نے اس سے کہا کہ جا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پاک پتن شریف عیدگاہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جاؤ وہ کہیں گیا ہوگا آ جائے گا'' دوسرے دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چوہدری اللہ بخش سفید پوش کو ساتھ لیکر بابو نور عالم صاحب کے مکان پر تشریف لائے راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ بخش سے فرمایا ''چوہدری بابو بغیر میری اطلاع

کے مر گیا۔" پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے گھر پہنچ کر ان کے لڑکے سے فرمایا "تم فکر نہ کرو، بابو آ جائے گا"۔ چنانچہ چند یوم کے بعد بابو صاحب بخیریت تمام گھر واپس آ گئے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ پاک پتن شریف میں ایک سنار محمد بخش رہتا تھا۔ اس کی ایک بالکل کم سن لڑکی سڑک پر کھیلتی کھیلتی گم ہوگئی۔ بہت تلاش کی نہ ملی تو اس نے آ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "آپ ہی آ جائے گی"۔ چنانچہ تقریباً عرصہ ڈیڑھ دو سال بعد ایک آدمی بہاولپور ریاست سے لڑکی کو لا کر چھوڑ گیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف میں وہ مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ اور دیگر اشخاص کے ساتھ بیٹھے ہوئے افسر مال کا انتظار کر رہے تھے کہ باتوں باتوں میں بابو صاحب نے کہا "حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان کتنی بلند ہے کہ ہزاروں میلوں پر اپنے خادموں کی امداد کرتے ہیں مگر کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے"۔ اس پر مولوی خلیل اختر صاحب نے کہا "چند دن پہلے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہاں ایک اور آدمی بھی اپنے لڑکے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ غسل خانے میں گئے ہوئے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو اس لڑکے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا "بابا آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں رہتے ہیں؟" آپ نے اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "چپ کر چپ کر"۔ وہ لڑکا خاموش ہو گیا۔ ہم کچھ دیر بیٹھ کر باہر آئے تو میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ "لڑکے کا کیا معاملہ ہے؟" اس نے کہا کہ یہ لڑکا کہیں چلا گیا تھا۔ میں نے آ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "اللہ رحم کرے گا آ جائے گا"۔ چنانچہ یہ آ گیا ہے۔ میں نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ "تو کہاں گیا تھا"۔ اس نے کہا "میں کراچی گیا تھا' وہاں ایک بابا ملا' جس نے مجھ سے کہا کہ "تیرا باپ تجھے تلاش کرتا ہے اور تو یہاں پھر رہا ہے چل میرے ساتھ"۔ میں بابا کے ساتھ چل پڑا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ بابا نے مجھے یہاں اتار دیا کہ جاؤ۔ پھر وہ لڑکا بولا کہ یہی وہ بابا ہے جو مجھے لایا ہے۔ میں اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی پوچھ رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں رہتے ہیں' مگر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے چپ کرا دیا"۔

قیام پاکستان سے پہلے کا ذکر ہے کہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی

طبیعت علیل ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرس پر حاضری کا ارادہ ملتوی کر دیا۔
حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابو نور عالم صاحب سے فرمایا کہ وہ صاحبزادگان سے کہیں کہ ہم بہ سبب بیماری اس مرتبہ عرس شریف میں حاضر نہیں ہو سکتے' اس لئے وہ بھی عرس پر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ چنانچہ بابو نور عالم صاحب نے بڑے صاحبزادہ صاحب کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے مطلع کیا' لیکن انہوں نے کہا کہ "میں اس عرس کے موقع پر ضرور جاؤں گا۔ میں نہیں رک سکتا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بیمار اور بوڑھا ہوں' میرے پاس کسی کو رہنا چاہیے۔ چنانچہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب (سید عثمان علی شاہ صاحب) نے عرض کیا کہ میں یہیں رہوں گا اور عرس پر نہیں جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور بابو نور عالم صاحب سے فرمایا کہ اچھا تم بڑے صاحبزادہ صاحب کے ساتھ عرس پر چلے جاؤ۔ ناچیز عرض کرتا ہے کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب کی یہ فرماں برداری حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہی پسند تھی اور اس کے باوجود کہ وہ چھوٹے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں بڑے ہی خیال فرماتے تھے اور ان پر بڑی بڑی مہربانیاں فرماتے اور ان کی اس فرمانبرداری کے طفیل چھوٹے صاحبزادہ صاحب روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہو یا تصوف کا کوئی اور بلند

سلسلہ فیضان ہمیشہ بزرگوں ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ اس راہ میں عبادت ومجاہدے ناکام ہو جاتے ہیں لیکن تابعداری اور فرمانبرداری رائیگاں نہیں جاتی۔ چھوٹے صاحبزادہ صاحب جو بظاہر ایک زمیندار ہی معلوم ہوتے۔ درحقیقت بلند روحانی برکات کے حامل تھے۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند مرتبت بزرگ انہیں ہمیشہ خاص توجہ سے نوازتے تھے۔

ملک محمد شریف صاحب (انشورنس کمپنی والے) کے بھائی پر قتل کا مقدمہ تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ کریم رحم کردے گا وہ بری ہو جائے گا"۔ اس مقدمے میں سیشن نے اسے پھانسی کی سزا سنا دی۔ ہائیکورٹ سے اپیل بھی نامنظور ہو گئی۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "وہ بری ہو جائے گا"۔ عرض کیا "یہاں تو تمام اپلیں خارج ہو گئی ہیں"۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ کا دربار تو کھلا ہے وہاں سے تو اپیل خارج نہیں ہوئی"۔ چنانچہ ملک میں انقلاب رونما ہوا اور راتوں رات ہی کو حکومت بدل گئی۔ نئی حکومت نے پھانسی کے ملزموں کی سزا معاف کر دی اور وہ سچ مچ بری ہو گئے۔ شریف صاحب نے حاضر ہو کر یہ خوشخبری حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی فرمایا دیکھا ناباؤ جی وہ میں نہیں کوئی اور کہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو فضل کرتے دیر نہیں

لگتی۔"

حاجی خورشید احمد پاک پتن شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے روئی کے کارخانے واقع پاک پتن شریف میں تشریف لے گئے، کہ ایک شخص جس کو گنٹھیا کا عارضہ تھا اور جو نہ بیٹھ سکتا تھا نہ چل سکتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شفا یابی کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تم نے کوئی گناہ کیا ہے؟" اس نے عرض کیا کہ "میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا"۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا "سوچ لو" اس نے عرض کیا کہ ایک زمیندار نے گائے دی تھی میں چوری چوری اس زمیندار کے کھیتوں سے چارہ لا کر اس گائے کو ڈالتا رہا اور اس کا دودھ پیتا رہا"۔ اس کے اس اقبال گناہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اٹھو" دوزانو بیٹھ جاؤ"۔ وہ جو چل پھر بھی نہیں سکتا تھا' آسانی سے دوزانو بیٹھ گیا اور اسی وقت تندرست ہو کر چلا گیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے ملک شیر باز خاں مرحوم پاک پتن شریف میں کئی سال سے انسپکٹر پولیس لگے ہوئے تھے کہ ان کا وہاں سے تبادلہ ہو گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازراہ کرم نوازی فرمایا کہ ملک صاحب آپ عرس مبارک کے موقع پر بہشتی دروازہ سے گزرنے میں ہماری مدد فرمایا کرتے تھے۔ اب یہ کام کون کرے گا؟" مولوی

عبدالحق صاحب خطیب مسجد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ "ملک صاحب یہاں ہی رہ جائیں تو اچھا ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بڑے افسر ہو کر یہاں آ جائیں گے۔" چنانچہ ملک صاحب کچھ ہی دنوں کے بعد ڈی ایس پی ہو کر پاک پتن شریف آ گئے۔ اور یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ جب ملک صاحب کی ریٹائرمنٹ کا حکم آیا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ابھی تو پانچ سال ملک صاحب نے اور کپتانی کرنی ہے" چنانچہ ملک صاحب ریٹائر ہو کر گھر چلے گئے اور قیام پاکستان کے بعد انہیں پھر واپس بلا لیا گیا اور وہ پانچ سال کپتان رہے۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

پاک پتن شریف میں تشریف فرما تھے اس وقت ملک محمد نواز خاں صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس لگے ہوئے تھے۔ وہ عموماً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے' ایک روز وہ مولوی عبدالحق صاحب' سابق خطیب مسجد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' مولوی صاحب نے ملک محمد نواز خاں صاحب کیلئے دعا کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ بڑا افسر ہو جائے گا"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا

''تھانیدار؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جو اس سے بڑا ہوتا ہے''۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ''انسپکٹر'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ ''جو اس سے بڑا ہوتا ہے''۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ''ڈپٹی'' غالباً آپ نے پولیس کپتان تک فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قیام پاکستان سے کئی سال پہلے کا واقعہ ہے کہ موضع کرموں والہ کے چند زمینداروں پر ایک ساہوکار ماگھی رام نے قرضہ کا مقدمہ چلا کر انہیں حوالات میں بند کرادیا۔ ان سے سپاہیوں نے پوچھا کہ ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟'' انہوں نے بتایا کہ ''ہم موضع کرموں والہ کے رہنے والے ہیں''۔ سپاہیوں نے کہا ''تم جھوٹ بولتے ہو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے تو قاتل بھی بری ہو جاتے ہیں مگر تم تو حوالات میں دھکے کھا رہے ہو''۔ چنانچہ جب وہ ضمانت پر رہا ہو کر آئے تو انہوں نے یہ تمام واقعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کہ پولیس والوں نے یہ پوچھا اور انہوں نے یہ جواب دیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جاؤ تم سب بری ہو جاؤ گے''۔ چنانچہ وہ سب بری ہو گئے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گاؤں میں خاص خاص آدمیوں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر مستورات کو گانے

بجانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ ایک زمیندار لشکر ولد جلا کے ہاں بیاہ تھا۔ اس کے گھر میں اس کی نواسی نے گانا بجانا شروع کر دیا اور بہت زور شور سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ ادھر جب اس نے بہت اودھم مچایا تو اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ "توبہ توبہ" کرنے لگی۔ چنانچہ انہوں نے چوہدری فتح دین کی معرفت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ چوہدری فتح دین کے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری فتح دین سے فرمایا "وہ لڑکی گانے بجانے سے توبہ کر لے اللہ رحم کر دے گا"۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اس کی تکلیف رفع ہو گئی۔

علی محمد نمبردار "ماموں کا" پاکپتن شریف بیان کرتے ہیں کہ ان کی چچی کسی مہلک بیماری میں مبتلا تھیں۔ انہیں میو ہسپتال میں داخل کرایا۔ مگر وہاں بھی ڈاکٹروں نے ان کے مرض کو لاعلاج کہہ کر جواب دے دیا۔ آخر نمبردار علی محمد کے چچا نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر عرض کیا کہ "دعا فرمائیں کہ یا تو وہ مر جائے یا اچھی ہو جائے۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ رحم کر دے گا اور وہ اچھی ہو جائے گی"۔ چنانچہ اللہ کریم کی مہربانی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و برکت سے وہ بالکل تندرست ہو گئیں۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو کلیر شریف کے عرس پر آنے کی دعوت دی اور آنے جانے کا کرایہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے' بابو نور عالم صاحب بھی ہمراہ تھے۔ مزار مبارک کے اردگرد آہنی جنگلا لگا ہوا تھا۔ لوگ وہاں کھڑے ہو گئے' تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "آپ مزار مبارک کے اندر جانا چاہتے ہیں تو چلئے"۔ اس وقت تک کوئی شخص بھی اندر نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے اندر چلے گئے۔ بہت دیر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا "بڑی جلالت ہے" واپسی پر ان صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو مزار مبارک کا غلاف جو نیم جوگیا رنگ کا تھا بطور تبرک تحفہ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے حاجی نظام الدین مرحوم بھی ساتھ تھے۔ روضہ مبارک کی طرف جا رہے تھے کہ ایک عمر رسیدہ فقیر ملے اور انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا "بابا پیسے دو۔ پیسے دو" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا سے کہا کہ "آپ بادشاہ ہیں۔ آپ ہمیں پیسے دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ مسکرا کر چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی نظام الدین صاحب مرحوم سے فرمایا کہ "یہ خواجہ صاحب تھے۔"

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے گئے' حاجی نظام الدین صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہی مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک مجذوب مائی نے حاجی نظام الدین صاحب مرحوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ "کوٹھی ہماری ہے اس کی ایسی تیسی جو ہماری کوٹھی لے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی موضع کرمانوالہ شریف میں جو موجود کوٹھی ہے وہ ابھی آپ کو آدھی ہی الاٹ ہوئی تھی' باقی حصہ کسی اور کو الاٹ کر دیا گیا تھا' حاجی صاحب مرحوم نے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے مائی کی بات کا ذکر تک نہ کیا۔ البتہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ان سے فرمایا' کہ "وہ مائی اپنی کوٹھی کی بابت ذکر کر رہی ہے۔ اس کو سلام کرنا تھا وہ اس علاقے کی مالک ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی فیروزپور کی زمین کا مقدمہ جو بیلا نمبردار نے حق شفع کیلئے دائر کیا ہوا تھا' چل رہا تھا۔ اسی دوران میں مستری مہردین گھڑی ساز سکنہ سرسہ شریف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ "بابا باگڑ شاہ سے کہنا کہ ہماری زمین کا جھگڑا چل رہا ہے دعا کریں"۔ مستری مذکور نے جا کر بابا کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام دیا تو بابا باگڑ شاہ نے فرمایا "شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دو کہ آپ کو عدالتوں میں جانے کی کیا ضرورت

ہے۔ میں آپ ہی عدالتوں میں بھگت لوں گا''۔ چنانچہ وہ مقدمہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فیصل ہوگیا۔

مولوی محمد عمر صاحب اچھروی بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حج مبارک کیلئے تشریف لے گئے اور مدینہ شریف حاضری کیلئے گئے تو انہوں نے روضہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر دعا مانگی اور عرض کیا کہ ''آپ میرے پیر و مرشد سے میری سفارش کریں کہ مجھ پر مہربانی فرمایا کریں''۔ چنانچہ جب مولوی صاحب حج سے واپس آ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابھی سلام ہی عرض کیا تھا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''مولوی صاحب جب نیچے اپنے آپ ہی کام چلے تو اوپر کہنے کی کیا ضرورت تھی؟''

بیلا نمبردار جس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر حق شفع کا دعویٰ کیا تھا' ایک مرتبہ اس کا لڑکا سخت بیمار ہوگیا اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ نمبردار نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کی صحت کے واسطے عرض کیا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اللہ رحم کردے گا''۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و برکت سے لڑکا بالکل اچھا ہوگیا۔

بیلا نمبردار مذکور نے مرتے وقت اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ اس کی طرف سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور کہنا'

اس کا جنازہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھیں۔ چنانچہ اس کا لڑکا علی الصبح حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کی وصیت عرض کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا "میں بیمار ہوں' جاؤ اللہ کرم کر دے گا۔"

رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ چیچہ وطنی سے اوکاڑہ ریل پر آئے اور وہاں سے تانگہ پر بیٹھ کر موضع حضرت کرماں والے پہنچ گئے وہاں جا کر پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لے گئے ہیں اور ظہر کے وقت واپس آئیں گے۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہاں بیٹھنا بیکار ہے' جہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے ہیں' وہاں ہی جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ اسی تانگہ میں بیٹھ کر نہر کے پل پر پہنچے سوچا کہ کس طرف جائیں؟ تھوڑی دیر کے بعد دل میں خیال آیا کہ لاہور کی طرف تانگہ لے چلیں۔ کوئی ایک میل کے فاصلے پر گئے ہوں گے کہ دیکھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں وہ وہاں ہی رک گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے کہا کہ چادر بچھا دو۔ خادم نے چادر بچھا دی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے رائے صاحب سے فرمایا "آیئے رائے صاحب آپ بھی بیٹھ جایئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو راستے میں کسی باغیچے والے نے مالٹے دیئے تھے آپ نے وہ سب کے سب رائے صاحب کے آگے رکھنے کا

حکم فرمایا' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رائے صاحب سے فرمایا "رائے صاحب جتنے مالٹوں کی آپ کو ضرورت ہے لے لیں۔" رائے صاحب نے دو مالٹے اٹھا لئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "رائے صاحب جی اور لے لیں۔ رائے صاحب نے پھر دو مالٹے اور اٹھا لئے۔ آپ نے فرمایا رائے صاحب جی اور لے لیں۔ تیسری مرتبہ رائے صاحب نے دو مالٹے اور اٹھا لئے۔ اس طرح رائے صاحب نے کل چھ مالٹے اٹھائے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب بیلیوں سے فرمایا "رائے صاحب کیلئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ رائے صاحب کو چھ بچے عنایت فرمائے" چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے رائے صاحب کے ہاں چھ بچے ہوئے۔ ان کے ہاں پہلے کوئی اولاد نہیں تھی۔ رائے صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ گھر سے چلے تھے تو یہی خیال کیا تھا کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد کیلئے عرض کریں گے۔

رائے صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے ہاں علاقہ لدھیانہ کے کچھ آدمی آئے۔ ان کے بارہ آدمیوں کو پھانسی کی سزا ہوگی تھی' کیونکہ انہوں نے کچھ آدمی قتل کر دیئے تھے۔ رائے صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی رائے نیاز صاحب کو ان کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ آدمی رائے نیاز صاحب کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان

آدمیوں سے پوچھا" بھئی جو بات سچ ہے وہ بتا دو"۔ ایک آدمی نے الف تا ی بالکل صحیح بات عرض کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ کریم سب کو بری کر دے گا اپیل کرو" چنانچہ انہوں نے واپس آ کر تعمیلاً اپیل دائر کی اور بری ہو گئے۔

رائے محمد اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے چیچہ وطنی میں رہائش اختیار کی تو انہیں حکومت کی طرف سے کاٹن جننگ مل الاٹ ہوئی (جو اب رائے کاٹن مل کہلاتی ہے) رائے صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ مل تو الاٹ ہوگئی ہے مگر رقم کا کوئی انتظام نہیں' دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کام چلا دے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" رائے صاحب جی اللہ تعالیٰ بہت کام چلائے گا"۔ رائے صاحب فرماتے ہیں کہ اس سال انہیں روئی کے کاروبار میں سولہ لاکھ کا خسارہ بھی ہو گیا تھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ نقصان بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اب تو دوبارہ کام شروع کرنے کیلئے ایک کوڑی بھی پاس نہیں رہی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا" رائے صاحب جی آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور قرضہ دفع ہو جائے گا"۔ رائے صاحب فرماتے ہیں کہ واقعی قرضے کا انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ کس طرح اتر گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص محمد رمضان کا

بیان ہے کہ ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''رمضان ان صاحب کو لنگر سے کھانا کھلاؤ اور میرے واسطے بھی روٹی لے آؤ'' چنانچہ رمضان روٹی لے آیا۔ اسی اثناء میں رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی والے بھی لاہور سے تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ''رائے صاحب جی! میرے قریب بیٹھ جاؤ'' اور ارشاد ہوا ''لوگ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا' جب کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا بتا دیا کہ فلاں کے لڑکا ہو گا یا لڑکی ہو گی؟ اور فلاں کام اس طرح ہو گا' حتیٰ کہ جانوروں کے ہاں کیا ہو گا' یہ تک مجھ پر واضح ہے۔ دنیا میرے سامنے بالکل اس طرح ہے جس طرح زمیندار کی ہتھیلی پر سرسوں کا دانا' پھر بڑے جوش سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' اور پھر بھی لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا''۔

سردی ہو یا گرمی کا موسم' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر 24 ٹریکٹر یا گاڑی پر ٹیوب ویل پر روزانہ ضرور جایا کرتے تھے' ایک آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر چٹائی پر بیٹھ گیا اور اس نے دل میں خیال کیا کہ ''یہ

پیر بڑا کنجوس ہے کسی کو کچھ دیتا ہی نہیں۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے۔ "میرے مریدوں کی شان کا تو آگے چل کر پتہ چلے گا۔ اگر ان کی شان بتادوں تو یہ تڑپ کر جان دے دیں"۔

چک نمبر 24 میں اس جگہ شہتوت کے بہت بڑے اور پرانے زمانے کے درخت تھے جنہیں بعد میں کٹوا کر جگہ کو ہموار کر کے نرما کپاس بو دی گئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "رمضان دیکھو سارے مربع پر نظر ڈالو کہ کہیں کوئی جا اونچی نیچی تو نہیں ہے؟ رمضان نے دست بستہ عرض کیا" حضور سب جگہ ہموار ہے حضرت قبلہ نے فرمایا" اللہ کا بندہ بھی اسی طرح ہر چیز کو برابر کر دیتا ہے اور آدمی کے سارے بل وغیرہ نکال دیتا ہے۔ لوگ آ کر تو دیکھیں کہ ہم انہیں کس طرح رنگ دیتے ہیں"۔

محمد رمضان بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چک 36 ایس پی پاکپتن شریف میں بہت کم جایا کرتے تھے۔ جب چھوٹے صاحبزادہ صاحب کھیتی باڑی کے انتظام کیلئے وہاں تشریف لے جانے لگے اور پرانے جنڈ و کریر کے جنگل کی صفائی کا کام شروع کرا دیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہاں جانا شروع کر دیا۔ محمد رمضان نے عرض کیا کہ "حضور کو پیشاب کی تکلیف ہے اور راستے میں سفر سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف ہوتی

ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں نہ جایا کریں تو اچھا ہے"۔ اس پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "رمضان میں وہاں زمین دیکھنے کیلئے نہیں جاتا بلکہ اپنے پیر (چھوٹے صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب) کو دیکھنے جاتا ہوں۔ جب اسے دیکھ لیتا ہوں تو دل گلاب کے پھول کی طرح کھل جاتا ہے"۔

چنانچہ سب جانتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہر اتوار کو علی الصبح وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ گرمیوں کے موسم میں باہر والی مسجد ہی میں رہنے لگے۔ اور کوئی ایک ماہ وہاں قیام فرمایا۔ ایک رات عشا کی نماز کے بعد چار پانچ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے باری باری ان سے دریافت فرمایا "بھئی بیلیو! تمہیں دونوں (چھوٹے اور بڑے بابا جی) میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ ایک نے کہا بڑے بابا جی سے دوسرے نے کہا چھوٹے بابا جی سے تیسرے نے بھی کہا چھوٹے بابا جی سے پھر محمد رمضان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "رمضان اور تم کو؟" رمضان نے عرض کیا "سرکار چھوٹے بابا جی سے" اس پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جوش سے فرمایا "کیا کروں یہ بات میرے بس میں نہیں مجھے بھی زیادہ محبت چھوٹے پیر سے ہی ہے"۔

ایک مرتبہ یہی سوال برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب سے بھی کیا تو سیٹھ محمد شفیع صاحب نے کہا کہ "مجھے تو چھوٹے بابا جی سے محبت ہے" اس پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "سیٹھا! انہیں چھوٹے صاحبزادہ نہ کہا کرو مجھے معلوم ہے کہ تمہیں ان سے بڑی محبت ہے لیکن مجھے بھی ان سے بہت ہی محبت ہے"۔ ناچیز عرض کرتا ہے کہ یہ محبت کا معاملہ ہے۔ اس میں بڑے چھوٹے کی تمیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صاحبزادے بڑے ہوں یا چھوٹے لوگوں کو دونوں ہی سے لگاؤ ہوگا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ شفقت کن پر اٹھتی تھی جیسا کہ اس ناچیز نے انہیں صفحات میں کسی دوسری جگہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شروع ہی سے نگاہ شفقت چھوٹے صاحبزادے پر بہت زیادہ مرکوز تھی اور چنانچہ اسی نگاہ کیمیا صفت کی تاثیر ہے کہ خدام ہیں کہ ان کے دل بے اختیار انہیں کی طرف کھنچتے ہیں اور یہ ایک واضح حقیقت ہے جس سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں خدام بخوبی آگاہ ہیں۔

محمد رمضان بیان کرتے ہیں کہ جب وہ پہلی مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ چشتیاں شریف سے چلے تھے۔ راستے میں ایک جگہ لاری ٹھہری تو وہ نماز پڑھنے کیلئے اترے ابھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ لاری چل پڑی اور کوئی ایک مربع کے فاصلے پر آگے ایک موڑ پر

جا کر رک گئی۔ یہ پیدل چلتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے اور اتفاق سے پھر اسی لاری میں سوار ہو گئے۔ ان کے پاس اس لاری کے ٹکٹ کے علاوہ اور پیسے نہ تھے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی لاری ہے۔ یہ گھبرائے کہ اب کنڈیکٹر ٹکٹ مانگے گا تو کیا کریں گے لیکن اتفاق سے اس بس کمپنی کا مالک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ کنڈکٹر نے ان سے اور ٹکٹ طلب نہ کیا اور پوچھا کہ "کہاں جانا ہے؟" تو انہوں نے کہا "حضرت کرمانوالہ جانا ہے"۔ چنانچہ جب یہ کرماں والے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا "کیوں بیلیا! تم نماز پڑھنے لگے تھے اور لاری چھوٹ گئی تھی"۔ انہوں نے عرض کیا۔ "جی ہاں" اور پھر سارا واقعہ بیان کر دیا کہ کس طرح راستے میں لاری خراب ہوئی اور انہیں دوبارہ ملی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "بیلیا! لاری خراب نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ یہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کھڑی ہو گئی تھی کہ تمہارے پاس اور کرایہ نہ تھا' تم کس طرح آتے؟"

یہی محمد رمضان بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے والد وفات پا گئے تو یہ گھر سے بھاگ کھڑے ہوئے' ان کی والدہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائی کہ لڑکا واپس آ جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جا مائی وہ آپ ہی آ جائے گا"۔ چنانچہ

دو دن بعد محمد رمضان خود ہی گھر آ گئے۔ جہاں وہ گئے تھے وہاں انہیں ہر وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نظر آتے رہے۔ آخر ان کے دل میں خود بخود یہ خواہش شدت سے پیدا ہوئی کہ اب وہاں نہیں رہنا چاہئے اور گھر چلنا چاہئے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی واپس پہنچے۔

محمد رمضان ہر وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ریاست بہاولپور سے ایک آدمی آیا جس نے کسی تحصیل دار کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ چھ اور آدمی بھی تھے جو اسی قتل کے سلسلے میں ملوث تھے۔ اس شخص نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "حضرت صاحب! مجھ پر قتل کا مقدمہ ہے اور میں نے قتل نہیں کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "برخوردار! تم نے قتل کیا ہے"۔ لیکن وہ شخص نہ مانا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان سے فرمایا کہ "اسے باہر لے جا کر پوچھو" چنانچہ محمد رمضان اسے باہر لے آیا اور پوچھا تو اس نے پھر یہی کہا "ہم نے قتل نہیں کیا"۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر کہا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ حضرت قبلہ نے جوش میں آ کر کہا "اس نے ہی تحصیل دار کو قتل کیا ہے۔ اور زمین کی وجہ سے کیا ہے کہ وہ اس کی زمین کا انتقال نہیں کرتا تھا۔ پہلے اس نے تحصیل دار کی آنکھیں نکالیں پھر گردن اڑائی اور پھر ٹکڑے کر کے نہر میں بہا دیا"۔ حتیٰ

کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تک فرمادیا کہ فلاں وقت قتل کیا ہے اور بیری کے نیچے کیا ہے"۔ جب محمد رمضان نے یہ ساری تفصیلات ان لوگوں سے بیان کیں تو انہوں نے قبول کر لیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی چاہی۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ اپنی غلطی کی معافی مانگ رہے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "جاؤ ان سے کہہ دو کہ انسان کو قتل نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ بری کر دے گا"۔ چنانچہ وہ ساتوں کے ساتوں بری ہو گئے۔

ایک دن لائل پور سے ایک بوڑھی عورت حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم محمد رمضان سے کہا کہ "میرے لڑکے کو گم ہوئے تین ماہ ہو گئے ہیں میرا ایک ہی لڑکا ہے میں پریشان ہوں کہ کسی طرح لڑکا آ جائے اس سلسلے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائیں"۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے اور اس عورت کو جانے کی جلدی تھی۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کو ہاتھ لگا کر کہہ دیا کہ "جا مائی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تیرا لڑکا آ جائے گا"۔ مائی اپنے گھر گئی تو اس کا لڑکا آ چکا تھا۔ اس نے لڑکے سے پوچھا کہ "تو کہاں تھا"۔ اس نے کہا "میں فلاں شہر میں تھا کہ مجھے ایک بزرگ ملے اور انہوں نے کہا "گھر چل" چنانچہ میں گاڑی میں بیٹھ کر

گھر آ گیا۔ دوسرے دن وہ مائی لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مٹھائی بھی ساتھ لائی۔ لڑکے نے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا "یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے ملے تھے"۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سو رہے تھے تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کو ہاتھ لگا کر کہہ دیا تھا کہ "جا مائی تیرا لڑکا آ جائے گا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "بیلیا اس لڑکے سے کہو کہ خاموش رہے۔"

محمد رمضان صاحب کا بیان ہے کہ ان کی والدہ بیمار ہو گئیں تو انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ "میری والدہ بیمار ہیں، میں انہیں ہسپتال میں داخل کرا دوں؟" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہسپتال سے واپس تو آنے نہیں دیتے مار کے ہی بھیجتے ہیں۔ ویسے تمہاری مرضی، داخل کرا دو"۔ چنانچہ محمد رمضان نے ڈاکٹر محمد امین صاحب کے ساتھ جا کر اپنی والدہ صاحبہ کو میو ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ وہ پندرہ دن ہسپتال میں رہیں۔

زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو سیٹھ محمد شفیع صاحب سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹیلیفون کرایا۔ محمد رمضان صاحب خود ہسپتال پہنچے تو ان کی والدہ کہنے لگیں۔ "مجھے واپس لے چلو" انہوں نے کہا "میں نے

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر آپ کو داخل کرایا ہے۔ پہلے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فون کر کے اجازت لے لوں کہ مائی صاحبہ کو لے آؤں تو پھر لے کر جاؤں گا۔" محمد رمضان' سیٹھ محمد شفیع صاحب کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ گھر چلے آئے اور صبح چار بجے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو فون کیا کہ مائی صاحبہ کو تکلیف زیادہ ہے اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں تو واپس لے آؤں"۔ حضرت قبلہ نے فرمایا" کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمہاری والدہ فوت ہو گئیں"۔ یہ سن کر محمد رمضان فوراً ہسپتال پہنچے۔ پتہ چلا کہ والدہ صاحب کا تو رات تین بجے انتقال ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ٹرک پر والدہ کی میت لیکر مانوالے پہنچے اور وہیں انہیں دفن کیا۔

ایک دن جمعہ کی نماز کے وقت بہت سے لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ" حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت بہت ہے کوئی ہتھیار ساتھ رکھا کریں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" میری تسبیح کا ایک ایک دانہ پستول کی حیثیت رکھتا ہے' تم پستول کیلئے کہتے ہو۔ میری تسبیح کا دانہ جس طرف الٹ گیا دنیا الٹ جائے گی۔" چنانچہ باوجود مخالفت کے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ مخالفین کے شر سے محفوظ رہے۔

صدارتی الیکشن کے سلسلے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ صدر محمد ایوب خاں کامیاب ہو جائیں گے۔ الیکشن سے ایک دن پہلے رات کو ایک شخص آیا' جو محترمہ فاطمہ جناح کے حامیوں میں سے تھا۔ صبح کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چک 24 جا رہے تھے۔ اسی دن صدارتی انتخاب کیلئے ووٹ پڑنے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوٹھی سے نکلتے ہی فرمانے لگے "بیلیا ایوب کامیاب ہو گئے" محترمہ فاطمہ جناح کا حامی وہ شخص کہنے لگا" حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج تو ووٹ پڑیں گے' ابھی فیصلہ کہاں ہوا ہے؟ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "فیصلہ تو رات ہو گیا اور ایوب کامیاب ہو گئے"۔ چنانچہ اسی رات انکی کامیابی کا ریڈیو پر اعلان بھی ہو گیا۔

محمد رمضان کہتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چھوٹی عمر میں آ گئے تھے' والد صاحب فوت ہو گئے تھے۔ دو بھائی تھے' کوئی ایک مربع زمین تھی وہ حصے میں نہ آئی' والدہ بیمار تھیں۔ بچپن میں ان کا خالہ کے گھر رشتہ طے ہوا تھا' وہ لوگ دوسرے عقیدے کے تھے انہوں نے کہا کہ یہ تو پیروں کے پاس رہتے ہیں' ہم انہیں رشتہ نہیں دیں گے۔ چنانچہ اس لڑکی کا رشتہ کسی اور جگہ طے کر دیا گیا اور شادی کا دن اور تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔ والدہ صاحبہ حضوت کرمانوالے آئیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں رقعہ لکھ کر بھجوایا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''مائی صاحبہ سے کہو اللہ رحم کردے گا''۔ ابھی شادی میں پندرہ دن تھے کہ جس لڑکے سے شادی ہونی تھی اس لڑکے کا چچا فوت ہو گیا اور اس لڑکے کی دوسری جگہ شادی ہو گئی۔ پھر محمد رمضان اپنی خالہ کے گھر آئے اور پھر رشتہ مانگا لیکن انہوں نے پھر انکار کیا آخر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''گھبراؤ نہیں وہ خود آ کر رشتہ دے دیں گے''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نوٹ: ناچیز عرض کرتا ہے کہ محمد رمضان حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص ہیں۔ یہ کئی سال حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ بالخصوص حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کے ایام میں انہوں نے جس تندہی اور شب بیداری سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی۔ وہ بیلیوں (احباب) سے پوشیدہ نہیں ہے' بلکہ ان ایام میں تو اکثر و بیشتر اوقات میں صرف وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہتے تھے اور دور سے آئے آدمیوں کو زیادہ دیر وہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ احباب حاضر ہوتے تھے اور ان کو فوراً ہی رخصت کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے محمد رمضان صاحب کے بیان کردہ واقعات میں بعض اور پرانے خدام کی طرح بہت زیادہ وزن ہے۔

بارہویں مجلس

مولوی عبدالحق کی کہانی۔ اُس کی زبانی

میری حضرت صاحب قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی اختیار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ میں سہارنپور سے سند حاصل کرنے کے بعد جب گھر آیا تو ایک گاؤں میں درس کا کام شروع کیا' عرصہ دو سال کے بعد اسی گاؤں میں ایک عورت سے اس کے گھر والوں سے چوری چھپے نکاح

کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں کو پتہ چل گیا۔ نیز اس کے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں غصے کی آگ جوش وخروش سے بھڑک اٹھی' جس کی وجہ سے مجھے وہ گاؤں چھوڑنا پڑا۔ اور وہ عورت بھی اپنی جان کے خطرے کی وجہ سے وہاں سے فیروز پور اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی گئی۔ جس وقت مجھے اس کے جانے کا پتہ چلا تو میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہ عورت جس سے میں نے نکاح کیا تھا بیوہ تھی۔ اس کے تین بچے تھے' ایک لڑکی اور دو لڑکے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضری نصیب ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اقدس میں کافی لوگ موجود تھے میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے باری باری ان کے آنے کا سبب پوچھ رہے تھے اور دعائے خیر فرما رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''مولوی صاحب! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیسے تشریف لائے؟'' میں نے عرض کی کہ ''حضرت منچن آباد کے قریب ایک گاؤں ہے میں وہاں رہتا ہوں اور اس وقت میں فیروز پور میں مقیم ہوں آج صرف زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''آپ کی کتنی تعلیم ہے اور کہاں سے حاصل کی ہے؟'' میں نے

عرض کیا ''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور کا سند یافتہ ہوں۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں بھی سہارنپور میں پڑھتا رہا ہوں۔ اور نیز یہ بھی فرمایا کہ آپ تو عالم ہوئے' ایک مسئلہ تو بتلا دو۔ مولوی لوگ کچھ فرماتے ہیں اور میں ان کے خلاف کہتا ہوں آپ بھی مسئلہ بتلا دیجئے۔ میں نے عرض کیا ''حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے مسئلہ شاید آئے یا نہ آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں کیسے بتلا سکتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''آپ تو عالم ہوئے' مسئلہ بتلانا آپ کا کام ہے۔'' میں نے عرض کیا ''اچھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ میری سمجھ میں آیا عرض کر دوں گا۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ''جو لوگ خفیہ نکاح کر لیتے ہیں کیا یہ نکاح درست ہے؟'' میں نے جواب میں عرض کیا کہ ہو جاتا ہے اور ساتھ دلیل بھی پیش کر دی کہ حضور نکاح میں شرائط رضائے زوجین اور دو شاہد اور تقرر مہر جب یہ شرائط طے پا جائیں تو نکاح ہو جائے گا۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''میں کہتا ہوں نہیں ہوتا۔''

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ جس جائز کام کے کرنے سے لوازمات ایسے ہوں جس سے خطرہ فساد ہو یا کسی مسلمان کی عزت برباد ہوتی ہو تو کیا پھر بھی اس کو جائز سمجھا جائے گا؟ شریعت میں کہیں ان

چیزوں کو جائز کہا گیا ہے۔ شریعت میں تو یہاں تک مسلمانوں کی عزت کا لحاظ کیا گیا ہے کہ اگر غیر کنبے میں کسی عورت نے نکاح کرلیا ہو تو ورثا اس عورت کے قاضی وقت سے درخواست دے کر نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے میری سمجھ میں بھی مسئلہ آ گیا۔ مگر ابھی تک اس عورت کو چھوڑنے کا خیال نہ ہوا۔ کیونکہ مولوی کا ماننا سب سے مشکل ہوتا ہے اور ساتھ یہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمادیا کہ ''اکثر مولوی لوگ اس میں پھنس جایا کرتے ہیں اور اس کے متعلق حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دن ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے ان کا ایک لڑکا بھی مولوی تھا۔ اس لڑکے نے ایک زمیندار کی لڑکی سے خفیہ نکاح کرلیا تھا۔ وہ لڑکی ان کے گھر پڑھا کرتی تھی۔ جب اس لڑکی کے والدین اس کی شادی کرنے لگے تو لڑکی کہنے لگی کہ میرا تو فلاں مولوی کے ساتھ نکاح پڑھا ہوا ہے تو وہ سن کر بہت غصے میں آئے اور مولوی کو کسی مقدمے میں پھنسا کر بند کرادیا تو اس کا باپ جو مولوی بھی تھا میرے پاس دعا کرانے آیا کہ میرا لڑکا چھوٹ جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے یہی مسئلہ پوچھا تو وہ کہنے لگا بالکل جائز ہے اور میں نے کہا ناجائز ہے۔ آخر وہ مولوی تھا اس نے نہ مانی۔ جس وقت اس کے لڑکے کی ضمانت ہوئی تو وہ

باپ بیٹا دونوں مل کر پھر میرے پاس آئے۔ میں نے پھر یہی مسئلہ پوچھا تو لڑکے کا باپ میرے ساتھ جھگڑتا رہا اور لڑکا چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکا کہنے لگا کہ "حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تو مسئلے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ دعا کرانے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ غلطی معاف فرمادے۔" مجھے اس کے کہنے پر خیال آیا میں نے کہہ دیا کہ "جاؤ تمہیں کوئی کچھ نہ کہے گا۔" جب وہ تاریخ پر حاضر ہوئے تو حاکم نے اس کو بالکل بری کردیا اور جب کچہری سے باہر نکلے تو اس کے وارث آپس میں کہنے لگے کہ جو بدنامی ہونی تھی وہ ہوگئی اور لڑکی اور کہیں دے نہیں سکتے۔ اب یہ لڑکی اسی مولوی کو دے دو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے پاک کی برکت سے مقدمہ سے بریت بھی ہوگئی اور لڑکی منکوحہ بھی اسی مولوی کو مل گئی۔ یہ واقعہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمادیا۔ مگر ابھی تک میرے دل میں اپنی منکوحہ کے چھوڑنے کا پکا ارادہ نہ ہوا۔ مگر اللہ والوں کے قربان جاؤں کہ وہ کئی طریقوں سے بندے کی اصلاح کردیتے ہیں۔

اس دن تو میں واپس چلا آیا' چند روز کے بعد میری منکوحہ کا لڑکا بھاگ گیا۔ مگر ہمیں اس کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ پریشانی کی وجہ سے بندہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں

حاضر ہوا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کراؤں کہ اللہ کریم اس لڑکے کو واپس لائے مگر حقیقت میں یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہی تصرف تھا کہ اس کو واپس کر دیا۔ یہ ہماری اصلاح کی تجویز تھی مگر میں تو اپنی غلط خیالی پر ہی تھا۔ میری حاضری کے وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ارشاد نہ فرمایا' شاید یہی خیال ہوگا کہ مولوی نے ماننا نہیں۔ مگر چونکہ یہ لوگ خیر الناس من ینفع الناس میں سے ہوتے ہیں۔ باطنی توجہ سے ایسا کچھ کیا کہ ہم دونوں کو تفریق پسند آنے لگی۔ میری وہ منکوحہ بھی واپس چلی گئی اور میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پاک پر چھ ماہ تک مقیم رہا اور زبان پاک سے یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب شادی تو بجتے باجے میں ہونی چاہئے' یعنی حضور کا اشارہ اس طرف تھا کہ خفیہ نکاح بالکل ناچیز اور بے اعتبار ہے۔ فی الجملہ جتنا عرصہ اس پاک دربار میں حاضری نصیب ہوئی یہ حالت تھی کہ نماز میں بھی اکثر روتا اور چلتے پھرتے بھی روتا رہتا اور کسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اطمینان بھی دلایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ خیر ہو جائے گی اور اس عرصے میں جماعت کرانے اور کچھ سبق پڑھانے کی خدمت میرے ذمے تھی۔ کسی وقت اور کسی کام میں شرکت کرتا تو فرمایا کرتے کہ اپنے نکے مولوی صاحب سے کام تھوڑا کرایا کرو تا کہ کہیں جماعت کرانے سے نہ رہ

جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ محبت بھرا فرمان دل پر بڑا اثر کرتا اور کبھی کوئی بات ہوتی تو فرمایا کرتے کہ اپنے نکے مولوی صاحب کی یہ بات ہے ان کا یہ لفظ فرمانا بھی بہت پیارا لگتا تھا' جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے صحابی عبدالرحمٰن کو پیار سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تو ان کا نام ابو ہریرہ مشہور ہے۔ اصلی نام کا پتہ تھوڑے ہی لوگوں کو ہے۔ اسی طرح اس ناچیز کی شہرت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے گاؤں میں اور جو اس وقت ہے نکے مولوی سے ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میں بھی حاضر ہوا۔ مولوی شفیق احمد صاحب ضلع بہاول نگر کے رہنے والے بھی حاضر تھے۔ بندے نے ہفتہ کی رات کو رخصت لے لی تھی۔ جب میں جانے لگا تو مولوی شفیق احمد صاحب بھی میرے ساتھ چند قدم تک چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم کہاں گئے تھے تو مولوی صاحب نے میرا نام لیا کہ میں اس کے ساتھ چلا گیا تھا۔ فرمایا کہ نکے مولوی صاحب کے ساتھ' مولوی صاحب نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکے مولوی صاحب دیکھنے میں نکے ہیں' علم میں تو بڑے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت کی وجہ سے تھا' ورنہ میں تو ہر طرح ہی نکا ہوں' نہ علم ہے نہ عمل ہے'

نہ تمیز ہے نہ ادب ہے' صرف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر رحمت تھی اور جو کمی ہے وہ ہماری طرف سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات کا تو کوئی حساب نہیں۔

اتنے عرصے کے بعد میں جو چھ ماہ تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہا' بعد میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت لے کر واپس گھر چلا آیا۔ ایک چھوٹی سی بستی میں جس کا نام جودھکی ہے' تین سال وہاں درس دیتا رہا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو تین ماہ کے بعد حاضر ہوتا رہا اور کبھی کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خط بھی ارسال کرتا رہا۔ جواب اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے دیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب لکھنا ہی تمام امراض کی دوا بن جایا کرتا تھا' بندہ اسی گاؤں میں تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مولوی اللہ دتا صاحب چک مہوانوالے پڑھا کرتے تھے۔ اسباق ان کے نورالانوار کنز الدقائق' نحیۃ الیمن وغیرہ تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگوں کی آمدورفت بہت زیادہ تھی اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درس و تدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کسی اور جگہ جا کر پڑھو اور یہ بھی فرمایا کہ اپنے کسی بیلی کے پاس پڑھنا چاہئے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نکے مولوی صاحب کے پاس جا کر پڑھو۔ چنانچہ وہ

بندے کے پاس سال سے کچھ کم عرصہ رہے پھر وہ اپنے گھر چلے آئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی یا کسی اور جگہ انہیں بھیج دیا تھا۔ وہاں سے وہ فارغ ہوئے اور کافی عرصہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود رہے۔

میری شادی بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ہوئی اور یہ عجیب غریب واقعہ ہے۔ پہلے ایک جگہ رشتہ لینے کا ارادہ ہوا اور ان سے بات چیت ہوگئی۔ چنانچہ اس بارے میں یک صد روپیہ ان کو دیا گیا تھا۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے صاف جواب دے دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ ہمیں ہمارے رشتہ دار تم سے یہ رشتہ نہیں کرنے دیتے اور جو روپیہ تھا وہ ایسے آدمی کے ہاتھ آیا جس کی ہمیں امید نہ تھی کہ ہمیں واپس مل جائے گا۔ دل میں بہت پریشانی ہوئی کہ نہ رشتہ ملا اور نہ روپیہ واپس ملنے کی امید ہے۔ دونوں چیزیں ہاتھ سے گئیں انہیں دنوں میں مولوی محمد الدین صاحب سکنہ موضع بچانوالی تحصیل منچن آباد جو حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں گاہے گاہے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اتفاق سے حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو میرا یہ واقعہ معلوم تھا یعنی رشتہ دینے سے انکار اور رقم کی واپسی کی ناامیدی وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بے تکلف بات چیت کر لیا کرتے تھے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی بات مانا بھی کرتے تھے۔ بات کرتے کرتے یہ

بات بھی آ گئی۔ عرض کرنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غریب درویش تھا۔ اس کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرماتے اس کا اب تک کہیں رشتہ بھی نہیں ہوا' بلکہ وہ کچھ رقم بھی دے بیٹھا ہے۔ اور اس رقم کی واپسی کی امید بھی کم ہے۔ ان کی بات سن کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ موج میں آ کر فرمانے لگے کہ "مولوی صاحب اس کی رقم بھی اسے مل جائے گی اور شادی بھی اس کی عنقریب ہو جائے گی' اور مفت ہو جائے گی اس کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ تھوڑے دنوں کے اندر اس آدمی نے رقم بھی گھر بیٹھے ہی دے دی۔ مجھے ناامیدی اس لئے تھی کہ وہ آدمی زمیندار تھا اور بھوکا بھی تھا اور افیون وغیرہ کی اسے بہت عادت تھی۔ اس لئے جس آدمی کا اس کے ہاتھ روپیہ پیسہ آ جاتا وہ اسے کبھی واپس نہیں دیتا تھا اس لئے امید نہ تھی۔ مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا نے ایسا اثر کیا کہ بلا کوشش کے گھر بیٹھے ہی رقم واپس مل گئی۔

باقی رشتے کی یہ صورت ہوئی کہ ایک نیک مائی ہمارے رشتہ داروں میں سے تھی اور بیوہ تھی اس کی ایک لڑکی "بانو" تھی اور دو لڑکے تھے۔ ایک شادی شدہ تھا اور ایک بارہ سال کا۔ اس کے دل میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ایسا خیال ہوا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ مولوی کو دیتی ہوں اور کوئی بوجھ میں نہیں ڈالتی۔ ہاں اگر ہو سکے تو وہ میری خبر گیری کرتا رہے۔ مجھے کسی دوست نے پیغام بھیجا۔ جب میں پہنچا تو اس نے کہہ دیا کہ میں تمہیں اپنی لڑکی کا رشتہ

دے چکی ہوں اس کے کہنے پر اس مائی کے دو حقیقی بھتیجوں نے اپنی پھوپھی کو روکا کہ اسے رشتہ کیوں دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ میرا دل میری لڑکی ہے اور اس کا والد فوت ہو چکا ہے جس جگہ میرا جی چاہے گا اور مناسب جگہ معلوم ہوگی رشتہ دے دوں گی۔ تمہیں روکنے کا کیا حق ہے انہیں بہت غصہ آیا اور مجھے بھی انہوں نے روکا کہ تم یہ رشتہ نہ لو ورنہ ہم لینے دیں گے۔ ''میں نے کہا'' بھائی اگر مائی تمہارے رکنے سے رک جائے تو میری کیا مجال ہے اور اگر وہ بہرحال رشتہ دینا چاہے تو پھر میرا کوئی قصور نہیں میں رشتہ لے لوں گا۔ غرض اسی ہفتہ میں جمعہ کی رات کو نکاح پڑھا گیا۔ مجھے تو نکاح خواں کو بھی پیسہ نہ دینا پڑا بلکہ جس رجسٹر میں اندراج نکاح تھا اس کی فیس بھی مجھے نہیں ادا کرنی پڑی کیونکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یوں ہی ارشاد ہوا تھا کہ رشتہ ہو بھی جائے گا اور لگنا لگانا بھی کچھ نہیں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ ایک ہفتہ کی مہلت مائی صاحبہ نے لی کہ میں ہفتے میں اپنی لڑکی کی رخصتی کی تیاری کرلوں گی' تم ہفتے تک آ جانا میں رخصتی کردوں گی۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اس مائی کے بھتیجوں نے دھوکے سے لڑکی کو بلا کر جبراً پکڑ کر کسی اور گاؤں میں بھیج دیا اور جس گاؤں میں میں رہتا تھا وہاں ایک آدمی کو بھیجا کہ تمہیں مائی بلاتی ہے۔ مجھے کیا معلوم کہ کوئی دھوکہ دے رہا ہے۔ میں اس آدمی کے ساتھ اس مائی کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ مخالفین نے چند اشخاص بٹھا رکھے تھے کہ جب تمہارے پاس فلاں آدمی پہنچے تو جبراً اس سے طلاق لے لینا۔ بعد میں اس مائی کی لڑکی کا

کسی اور جگہ نکاح کر دیں گے۔ ان کو لالچ مال کا تھا۔ اور کوئی غرض نہ تھی۔
چنانچہ جب میں اس جگہ پہنچا تو دو تین آدمیوں نے جو راستے میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے گھیر لیا اور مجھے ایک دو لاٹھیاں بھی ماریں اور کہنے لگے یا تو طلاق دے دو یا تمہیں جان سے مار دیں گے۔ میں نے اپنی جان کے بچاؤ کی وجہ سے ایسے طریق سے طلاق دی جس سے دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح ہو سکتا تھا۔
جب ان ظالموں سے جان چھوٹی تو اسی گاؤں میں جا کر واویلا کیا کہ میرے ساتھ تو یہ دھوکہ ہوا۔ پرچہ کرایا' تھانہ والوں کو انہوں نے آتے ہی رشوت دے دی اور انہوں نے کوئی سختی نہ کی۔ اتفاق سے کسی دوست نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر عرض کی کہ حضرت صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فلاں غلام کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے' ان ظالموں نے اس سے جبراً طلاق لے لی ہے اور مارا بھی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو میری حالت پر رحم آیا اور ان ظالموں پر ناراض ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف آٹھ پہر کے اندر انہیں دوبارہ مجلس میں بیٹھ کر نکاح کرنا پڑا اور گواہی میں اپنے ہاتھوں سے دستخط کرنے پڑے اور جس شخص نے مجھے مارا پیٹا تھا اس کو اتنی مار پڑی کہ وہ تقریباً دو ماہ تک چارپائی پر پڑا رہا۔ اس کو مارنے والا بھی وہی آدمی تھا جس کے ایما پر یہ سب شرارت کی گئی تھی کیونکہ معتمد علیہ بہت بڑا زمیندار تھا اور یہ شریر اس کے کاروبار میں شامل تھا جس وقت زمیندار نے یہ واقعہ سنا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اسے اس شخص پر بہت غصہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زمیندار نے

اسے جوتوں اور لاٹھیوں سے بے حد مارا اور گالیاں بھی دیں۔ دیکھنے والے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ مولوی کے پاس کوئی ایسا عمل ہے کہ آٹھ پہر کے اندر معاملہ دگرگوں ہوگیا۔ چنانچہ چند آدمی میرے پاس عمل پوچھنے آئے کہ تمہارے پاس کوئی عمل ہے وہ ہمیں بھی بتلایئے۔ میں نے انہیں کہا بھائی میرے پاس ایک ہی عمل ہے وہ یہ کہ میرا مرشد کامل ہے۔ انہوں نے مجھ پر نظر رحمت فرمائی ہے۔ اس لئے میرا تمام کام سرانجام ہوا ہے ورنہ میں تو کوئی چیز نہیں ہوں۔ مجھ پر جو یہ مصیبت پڑی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور امداد سے رفع ہوئی ہے۔

تیسرا واقعہ اور اسی طرح ہوا کہ جس گاؤں میں اب بھی رہتا ہوں تقریباً عرصہ پچیس سال کا ہوگیا ہے اس گاؤں کا نام ماڑی نہال چکو کا ہے۔ اسی گاؤں میں میاں محمد حسین چکو کا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت قدیمی غلام ہے اور بے حد نیک ہے۔ میری اور اس کی حقیقی بھائیوں سے بھی اچھی گزر رہی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے شریک عرصے سے مخالفت رکھتے تھے اور ایذا رسانی سے باز نہیں آتے تھے۔ کچھ عرصہ میرے ساتھ بھی محمد حسین کی وجہ سے مخالفت شروع کردی کہ یہ اسی کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسی کی حمایت کرتا ہے۔ مجھے بھی کئی طرح سے ایذا رسانی شروع کردی تاکہ میں گاؤں چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں۔ بندے نے ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے

عرض کی کہ حضرت مجھے گاؤں والے بہت تنگ کرتے ہیں۔ فرمایئے تو میں کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ "مولوی صاحب تم کہیں نہ جانا اسی جگہ رہنا۔" میں نے عرض کی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے تو اذان دینے کی بھی اجازت نہیں' جماعت کرانے کی اجازت نہیں' لوگ ہر وقت میری بے عزتی پر آمادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے ذلیل کر کے نکال دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔ تم نے کئی جماعتیں کرائی اور کئی اذانیں دینی ہیں۔ کسی دن یہ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔ بہ ظاہر تو بعید معلوم ہوتا تھا مگر ایمان یہ کہتا تھا کہ ایک مقبول خدا کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد انہیں شبہ ہوا کہ مولوی کہیں جانا چاہتا ہے جو لوگ سخت مخالفت پر تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا کہ یہ مولوی یہاں سے کہیں چلا جائے۔ محض شبہ پر ہی وہ لوگ بمعہ بیوی بچوں کے میرے پاس آکر دروازے پر بیٹھ کر منت ساجت کرنے لگے۔ اور زبان سے کہنے لگے کہ مولوی جی جو ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں خدا کے واسطے معاف کر دیں اور ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ آئندہ ہم سے کوئی ایسی بات نہ ہوگی۔ تو یہ سب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی تھی کہ میں اسی گاؤں میں اب تک رہتا ہوں اور کسی قسم کی میرے ساتھ شرارت نہیں کرتے بلکہ میری سب بات مانتے ہیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے

کہ اس نے حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ نالائق اور کمینے پر اتنا مہربان کیا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت دعائے پاک سے تعاون فرما کر وہ مجھے بچاتے رہے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم فرمائی کا یہ کمتر قیامت تک شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر ہر وقت ہزار ہزار رحمتیں برسائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کا مجھ سے شمار نہیں ہو سکتا۔

تیرھویں مجلس

قیام پاکستان سے قبل جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سابقہ گاؤں میں قیام فرماتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت شریفہ تھی کہ شام کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ رفع حاجت کیلئے باہر تشریف لے جاتے تو مجھے ساتھ لے کر جایا کرتے۔ مجھے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری کی زیارت شریف کا بہت شوق ہوا' اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے پردہ پوش نہیں ہوئے تھے' مگر بندے کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی ایک دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرمانے لگے کہ تمہارا دل شرقپور شریف جانے کو چاہتا ہے' میں نے عرض کی کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''جی ہاں۔'' فرمانے لگے ''کس غرض سے؟'' میں نے عرض کی صرف اس خیال سے کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے مقبول ہیں' ان کی زیارت سے میری

نجات ہو جائے گی۔ فرمانے لگے۔ ”نیت یہی ہونی چاہیے۔ اچھا تم صبح چلے جانا اور چھکے سے جانا اور رائے ونڈ کے اسٹیشن پر اتر کر سیدھے چلے جانا اور یہ بھی فرمایا کہ میں تو ہمیشہ اسی راستے سے جایا کرتا تھا مگر اب کمزوری کی وجہ سے لاہور سے جایا کرتا ہوں' اس کے بعد مجھے چند نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ راستے میں نماز اول وقت پڑھتے جانا۔ دوسری یہ کہ سوائے ذکر فکر کے کوئی خیال نہ کرنا اور تیسری یہ کہ مسجد میں جا کر بیٹھ جانا اور حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود ہی تمہیں بلالیں گے' چوتھی یہ کہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میرا اسلام کہہ دینا۔ صبح کو مجھے اپنے پاس سے کرایہ عنایت فرمادیا اور رائے ونڈ کے اسٹیشن سے اتر کر جو گاؤں راستے میں آتے تھے ان تمام کے نام اپنے دست مبارک سے لکھ دیئے اور مجھ کمینے کو حضرت اعلیٰ کی خدمت اقدس میں روانہ فرمادیا۔ روانگی کے بعد راستے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرم نوازی دیکھی کہ جب گاڑی سے رائے ونڈ اترا تو عصر کا وقت تھوڑا سا رہتا تھا' اور شرقپور رائے ونڈ سے دس کوس ہے۔ راستے سے میں ناواقف تھا۔ دل میں ذرا سی پریشانی ہوئی' وقت تھوڑا سا ہے اور سفر کافی ہے اور ناواقفیت بھی ہے اگر کوئی ساتھی مل جاتا تو بہت بہتر تھا' اتنے میں میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے دو جوان آ رہے ہیں۔ جب وہ میرے پاس پہنچے تو

مجھ سے پوچھنے لگے کہ بزرگو! تم نے کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا' مجھے تو
شرقپور شریف جانا ہے' انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہی آ جاؤ میں جب
ان کے ساتھ چلا تو آگے جو راستے میں گاؤں آتا تھا جب اس کے پاس پہنچے
تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کوئی گھر یہاں آپ کا واقف ہے میں نے کہا
ہاں ایک گھر ہے' کہنے لگے کس کا گھر میں نے کہا اللہ کا گھر' وہ میری بات پر
ہنسنے لگے۔ اس خیال سے کہ مسجد میں کوئی آدمی واقف ہو تو فائدہ ہے۔ ورنہ
مسجد تو پوچھتی نہیں۔ انہوں نے مسجد بتلائی کہ اس طرف ہے اس میں تم ٹھہرو
اور روٹی ہم بھیج دیں گے۔ میں مسجد میں ٹھہر گیا مگر وہ غیر آباد تھی۔ آدھ گھنٹہ
کے بعد ایک آدمی آ کر مجھے سے کہنے لگا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو
اور کہاں جانا ہے۔ میں نے بتلا دیا' کہنے لگا کہ تم نے روٹی کھائی ہے میں
نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں تمہیں لائے دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مجھے دو
آدمی روٹی کیلئے کہہ گئے ہیں کہ ہم بھیج دیں گے اس نے کہا میں روٹی لا دیتا
ہوں تم اسے کھا لو۔ اگر وہ لائے تو مجھے دے دینا بہر حال وہ روٹی لایا' میں
نے روٹی کھانی شروع کر دی۔ وہ مجھ سے کہنے لگا اگر تم جماعت کراؤ تو میں
اذان کہہ دوں۔ میں نے کہا اگر اذان کہتے ہو تو تم ہی جماعت کرا دینا مجھے تو
جماعت کرانی نہیں آتی' کہنے لگا جماعت تو تم کرا سکتے ہو اور کرانی پڑے

گی۔اس کے مجبور کرنے پر مجھے جماعت کرانی پڑی۔ جماعت کی دو صفیں ہوئیں اور میرا انہوں نے بہت احترام کیا اور آباد مسجد جو شہر کے دوسرے کونے میں تھی اس میں مجھے لے گئے اور لال رنگ کی چارپائی پر بہت اچھا بستر بچھا کر مجھے دیا اور دو آدمیوں نے مجھے دبانا شروع کیا کہ تم تھکے ہوئے ہو۔رات بہت آرام سے گزاری۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ جب صبح ہوئی نماز پڑھائی' شرقپور شریف جانے کی تیاری کی۔اب پھر میرے دل میں آیا کہ اگر کسی آدمی کا ساتھ ہو جاتا تو بہتر تھا۔اتنے میں ایک آدمی کسی سے کہہ رہا تھا کہ مجھے تو شرقپور شریف جانا ہے میں نے اس سے کہا کہ بھائی وہاں تو مجھے بھی جانا ہے' مجھے ساتھ لیتے جاؤ اس نے کہا بڑی خوشی سے۔یہ سب کچھ راستے کا آرام اور ساتھ کا بننا بنانا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی تھی۔ جب شرقپور شریف کی حاضری نصیب ہوئی تو جمعہ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف میں وعظ فرما رہے تھے پھر ان کے وعظ کا کیا کہنا جیسا کہ مثل مشہور ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" وہ سرور دیکھا کہ زبان ادا نہیں کر سکتی۔مجلس پاک میں جو سامعین تھے ان کی یہ کیفیت تھی کہ وجد سے کوئی خالی معلوم نہیں ہوتا تھا۔سادے الفاظ تھے مگر ہر

ایک کے منازل طے ہو رہے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہی جمعہ شریف پڑھایا' جمعہ کے بعد پھر دوبارہ تقریباً آدھ گھنٹہ وعظ فرمایا اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹھک پر تشریف لے گئے۔

عصر کی نماز کے وقت حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت شریف نصیب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے اور مسواک کر رہے تھے۔ بعد فراغت وضو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بندے نے سلام کیا اور آپ کو حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سرکار کا بھی سلام پیش کیا۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں کرمانوالہ سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضری ہوئی یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اب تک تو نہیں ہوئی فرمایا کہ تم چلے جاؤ' رش بہت ہے۔ ایک دفعہ جا کر پیش ہو جاؤ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ میں جب پہنچا تو اس وقت تیس یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک (چوبارہ) پر تشریف فرما تھے اور ایک ایک سے اس کے وہاں آنے کا سبب دریافت فرما رہے تھے۔ میں بھی ان کے درمیان صف میں بیٹھ گیا۔ اس خیال سے کہ مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معمول کا پتہ چل جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو سائیکل پر آیا تھا اور اس کے سر پر رومی ٹوپی تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں چیزوں کو اچھا نہیں

سمجھتے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم اس پر سوار ہو کر آئے ہو جس کا آگا پیچھا نہیں ہے اور تمہارے سر پر یہ کیا رکھا ہوا ہے تم لوگوں کو پگڑی اور ٹوپی رکھنی چاہیے۔ یہ حضور رسول مقبول ﷺ کی سنت ہے اور حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ صرف پگڑی یہود کی ہے اور صرف ٹوپی نصاریٰ کی ہے اور پگڑی ٹوپی میری امت کیلئے ہے اور سائیکل کو اس لئے پسند نہیں فرماتے تھے کہ یہ انگریز کی تیار کی ہوئی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام انگریزی اشیاء کو برا سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر زمین کو نیچے سے کھودا جائے تو نیچے سے بھی انگریزی کی بدبو آتی ہے' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمول کے مطابق ہر ایک سے دریافت فرمانے لگے۔ پہلے ایک سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے اور کیسے آئے۔ اس نے اپنا پتہ عرض کیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا' کیسے آئے ہو' عرض کیا کہ مجھ پر مصیبت ہے۔ فرمانے لگے اللہ کریم رحم فرمائے گا' میاں پہلے لوگ تو مصیبت بھوک اور دکھ میں اللہ کو پالیتے تھے۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ بھوک اور دکھ' مصیبت یہ تمام اوروں کو دے اور تو ہمیں اپنا بنالے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میاں اللہ کریم ہمارے کام میں کوئی بہتری کی صورت کرتے ہیں مگر ہمیں معلوم نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ایک اور سے پوچھا کہ تم کیسے آئے' اس نے کہا کہ میری حج کی تیاری ہے دعا فرمائیں۔ فرمایا کہ'' کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟'' کہا میری والدہ زندہ ہے' فرمایا'' اسی کی خدمت کیا کرو تمہارا حج یہی ہے۔ ایک

اور سے پوچھا کہ تم کیسے آئے۔ اس نے عرض کیا میں اللہ اللہ پوچھتا ہوں فرمایا کہ "میں نے پہلے تمہیں بتایا تھا۔" اس نے کہا مجھے اس میں لذت نہیں آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم نے اس غرض سے پوچھا ہے تو میں تمہیں یہ نہ بتلاتا لذت آئے یا نہ آئے تم اللہ اللہ کئے جاؤ۔ اس کے بعد مجھ نالائق سے پوچھا' کہ تم کہاں سے آئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں کرمانوالے سے حاضر ہوا ہوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خوشی سے فرمانے لگے کہ اچھا تم کرمانوالے سے آئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ فرمانے لگے' اچھا تم مسجد میں جا کر بیٹھو تنہائی میں تم سے بات کریں گے۔ ہفتہ کی صبح کو خدمت میں حاضر ہوا جب میری باری آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ کون ہے۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ یہ تو کرمانوالہ بیلی ہے' تم جاؤ میاں پھر تم سے بات کریں گے جب تیسری دفعہ شام کو حاضر ہوا تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے آرام گاہ میں لے گئے تمام بات چیت پوچھی اور کچھ سمجھایا اور چند نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ تم کب جاؤ گے؟ میں نے عرض کی کہ حضور جب جناب کی اجازت ہوگی۔ فرمایا جس وقت مرضی ہو چلے جانا اور یہ بھی فرمایا کہ صبح کو مجھے فرصت نہیں ہوتی۔ جب صبح کو میری روانگی کا وقت ہوا تو کسی آدمی کو بھیج کر مجھے بلایا اور کہا کہ عبدالغفور شاہ کو ساتھ لیتے جاؤ اسے بھی کرمانوالے جانا ہے۔ میں نے عرض کی بہت اچھا حضور' اور پھر گھر جا کر ہمارے لئے کھانا لائے اور ہمیں

کھلا کر کچھ کھانا ساتھ بھی دیا کہ تمہیں راستے میں بھوک لگے گی یہ کھالینا اور کرایہ بھی دیا اور ہمیں رخصت فرمایا۔ اس کے بعد عرس مکان شریف پر حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ چند آدمی بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے' جن میں یہ ناچیز بھی تھا۔ ختم شریف کے بعد جب رخصت کا وقت ہوا تو تہجد کا وقت تھا۔ حضرت قبلہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ چونکہ یہ وقت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری کے ذکر فکر کا ہے اس لئے اس وقت ہم سب کا ان کی خدمت میں سلام کے لئے جانا مناسب نہیں' کیونکہ اس سے حضور کے وقت خاص میں رکاوٹ ہوتی ہے اس لئے یہ بہتر ہے کہ تم تمام کے بدلے میں ہی حاضر ہو جاؤں گا اور دعائے خیر کیلئے عرض کروں گا۔ ہم نے عرض کی کہ حضور جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال شریف ہو' ہماری کیا مجال۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے حضرت اعلیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ جب باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں کہ سب کو بلاؤ تا کہ مل جائیں اور یہ نہ کہیں کہ ہمیں تو کسی نے پوچھا ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ ہم سب کے سب حاضر ہوئے' نہایت خوشی ہوئی کہ حضور نے ہم گنہگاروں کو یاد فرما کر حاضری کا شرف بخشا ہے۔ جب حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند نصیحتیں فرمائیں اور آخری یہ فرمائش تھی کہ جس مکان میں آبادی نہ ہو تو وہ مکان بھی برا لگتا ہے۔ اسی طرح

ہرانسان کا سینہ بھی مکان کی مثل ہے۔ اگر یہ ذکر سے آباد نہیں تو یہ بھی برا لگے گا اور صرف اپنی تعداد پوری کرنے نہ آیا کرو کہ ہم اتنے آدمی مل کر آئے ہیں بلکہ کچھ کرنے سے کام بنتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت کرماں والے سرکار رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے اور بندہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب وضو کر رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اہل اللہ میں سے جو مجذوب ہوتے ہیں ان کی اونچی منزل ہوتی ہے یا دوسرے اہل اللہ کی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے خیال کے جواب میں فرمانے لگے کہ مولوی جی اہل اللہ بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کپڑا بھی نہیں پہنتے اور بے پردہ رہتے ہیں اور بعض مخلوق خدا کی تربیت بھی کرتے ہیں اور خود بھی تمام عمر سنت مستحب پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے جو ظاہر باطن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہیں ان کی اونچی منزل ہے کیونکہ ان میں ہر طرح کی مطابقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور عام فیض ان کا ہوتا رہتا ہے۔ ایسے مجذوبوں کی رسائی پوری ہوتی ہے اور فیض ان کا صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ آپ جیسا جاتے جاتے ایک آدمی کو دیتے ہیں۔

ایک دفعہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرمانے لگے کہ مولوی جی ہر رکعت میں قیام بھی ایک اور رکوع بھی اور سجدے دو ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی کہ حضور مجھے کیا معلوم۔ یہ حکمت اللہ کے رسول ﷺ اور اہل اللہ جانتے ہیں۔ میرے جیسے نالائق کو کیا معلوم۔ فرمانے لگے کہ پہلے سجدے میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ یا اللہ تو نے مجھے اسی لئے پیدا کیا ہے اس لئے تجھے سجدہ کر رہا ہوں اور دوسرے سجدے میں یہ خیال کر کے دوسرا جہان بھی تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس میں بھی تو ہی سجدے کا مستحق ہے۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ مولوی جی مکئی کی جو چھلی ہوتی ہے اس پر کتنے پردے ہوتے ہیں۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کافی ہوتے ہیں۔ شمار کبھی نہیں کیا۔ فرمایا کہ اتنے پردوں کی کیا وجہ ہے۔ میں نے عرض کیا' حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں کیا جانتا ہوں' حضرت کو ہی اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عنایت فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرمادیں' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو چیز بھی پیدا کر کے دیتا ہے اس کو چھپا چھپا کر دیتا ہے اور چونکہ مکئی کے دانے موٹے ہوتے ہیں اس لئے اس پر اتنے پردے دیتے ہیں کہ وہ چھپ جائیں اور باجرے کے دانے چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے اس کا پودا بھی باریک ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہر وقت ہی فیض عام ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا رہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا تو کوئی حساب نہیں۔

چودھویں مجلس

منشی محمد اسماعیل صاحب مدرس عارف والا سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۹۲۷ء میں جب اپنے والد صاحب کی اجازت سے شرقپور شریف پہنچے کہ وہاں جا کر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جائیں لیکن حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے گئے تھے یہ شرف زیارت سے باریاب نہ ہو سکے اور اپنے گھر لوٹ آئے والد صاحب نے پھر ۱۹۲۸ء میں حکم دیا کہ شرقپور شریف جا کر بیعت ہو جاؤ۔ انہوں نے اسٹیشن جوگی والا آ کر لاہور کا ٹکٹ خریدا۔ مگر پلیٹ فارم پر ایک بزرگ نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں جانے کا ارادہ ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے انہوں نے ٹکٹ واپس کیا اور روتے ہوئے گھر آ گئے۔ والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہوا تو انہوں نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا ذکر کیا۔ ان کے والد صاحب نے فرمایا۔ ”گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا۔“ رات کو عشا کی نماز پڑھ کر سو گئے تو خواب میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ”میں نے تمہارا نام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں لکھ لیا ہے۔ ایک صاحب مجھ سے خلافت حاصل کر کے ضلع فیروزپور میں مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہو کر تبلیغ شریعت و طریقت فرما رہے ہیں۔ وہاں جا کر بیعت ہو جاؤ“ مگر میرا ذکر نہ کرنا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بھیجا ہے چنانچہ صبح کو انہوں نے یہ خواب اپنے والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ انہوں نے تجسس فرما کر ارشاد کیا کہ بیٹا اب تمہاری مشکل حل ہو گئی ہے۔ خواب کی تعبیر حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کرمانوالے شریف پڑتی ہے کہ وہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ والد صاحب کی اجازت سے یہ سیدھے کرموں والے شریف پہنچے۔ اسی رات حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عشاء خواب میں تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہ

رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں ہی انہیں بیعت کر لیا' وظیفہ درود شریف خضری کا عطا فرمایا اور نماز تہجد پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

صبح یہ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا ''کیا تمہاری حاجت پوری ہو گئی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''جی حضور!'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ ''حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی شان ہے۔ انہوں نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے انہیں اسی وقت عام مجلس میں کھڑا کر کے ایسی توجہ دی اور ہاتھ لگایا کہ ان کی سدھ بدھ جاتی رہی۔ انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نامعلوم کون سے مقام اعلیٰ تک لے گئے ہیں۔ ہاتھ واپس فرمایا تو ہوش و حواس قائم ہوئے سبحان اللہ پھر ان کو بیعت کر لیا اور رات والے خواب میں جو ہدایات فرمائی تھیں۔ ان ہدایات سے من وعن مطلع کر کے انہیں رخصت کیا۔

انہیں منشی محمد اسماعیل صاحب کا بڑا لڑکا ۱۹۳۶ء میں ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ انہیں پے در پے تین خواب آئے۔ خواب میں ان کو بتایا گیا کہ تیرے گھر لڑکی پیدا ہو گی یہ سیدھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کرمونوالہ شریف حاضر ہوئے اور خواب کا ماجرا بیان کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ لڑکا ہوگا' اللہ کریم کی مہربانی ہو

جائے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سنگترے تناول فرما رہے تھے۔ دو سنگترے منشی صاحب کو بھی عنایت فرمائے کہ ایک سنگترہ تم خود کھا لو اور ایک سنگترہ گھر جا کر اپنی اہلیہ کو دے دینا تا کہ وہ بھی کھائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ایک لڑکا ماہ رو اللہ کریم کی مہربانی سے پیدا ہوا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی محمد اسماعیل صاحب کے ہمراہ ان کے ایک دوست سید ذوالفقار علی شاہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے کرموں والا شریف جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ اپنے ساتھ انہیں بھی لے گئے۔ راستے میں شاہ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر میں عوام وخواص کا امتیاز رکھا ہے یا نہیں' انہوں نے عرض کیا' کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ امتیاز رکھنا چاہئے اور سیدوں کو علیحدہ روٹی دینی چاہئے۔ جب یہ دونوں کرموں والا شریف پہنچے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں بالا (خادم) سے فرمایا کہ گھر جا کر شاہ صاحب کے لئے علیحدہ کھانا لے آئے۔ میاں بالا نے گھر جا کر کھانا لیا اور حجرے میں آ کر شاہ صاحب کی خدمت میں کھانا پیش کر دیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے منشی صاحب کو عام لنگر میں بھیج دیا۔ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کھانا کھا رہے تھے اور دل ہی دل میں پشیمان ہو رہے تھے۔ اور آخر کار حضرت صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ ہی دیا کہ حضرت صاحب منشی محمد اسماعیل کو حکم دیں کہ وہ میرے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ سبحان اللہ کشف ہو تو ایسا ہو بالآخر حضرت صاحب نے انہیں حکم دے دیا کہ شاہ صاحب کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں شاہ صاحب کے ساتھ ملکر کھانا کھایا۔ شاہ صاحب بڑے خوش ہو رہے تھے سبحان اللہ۔

۱۹۳۴ء میں منشی صاحب پرائمری سکول امیر شاہ والہ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں نائب مدرس تھے اور منشی احمد علی صاحب اول مدرس تھے۔ مدرسے کے قریب نہر پچھیرے واہ کے کنارے پر سیدوں اور قصائیوں کی زبردست لڑائی ہوگئی۔ ہر دو فریق کو بہت چوٹیں آئیں۔ سیدوں نے موقع کے گواہ ان دونوں مدرسین کو لکھوا دیا۔ قصائی چاہتے تھے کہ سیّد صاحبان قید ہو جائیں اور سیّد حضرات چاہتے تھے کہ قصائیوں کو سخت سزا ملے۔ فوجداری مقدمہ شروع ہوگیا۔ سیّدوں نے قصائیوں کے خلاف گواہی دینے کیلئے منشی صاحب کو مجبور کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ "بندہ سچ گواہی دے گا۔" آخر کار سیّد صاحبان ان کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار فیض بار میں لے آئے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں ان کے کہنے پر مجبور کریں۔ مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرما دیا کہ میرا مرید عدالت میں سچی گواہی دے گا اور اس طرح فرمانے لگے کہ سیّداں کے خلاف گواہی دی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں

گے۔ یہ بہت ڈرے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں گزارش کی کہ "بندے نے آج تک عدالت نہیں دیکھی' عدالت میں بیان دینے سے ڈر لگتا ہے۔" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ "غم نہ کرو' تمہاری گواہی منسوخ کردی گئی ہے۔" پھر انہوں نے عرض کیا کہ ان سب کے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ تاکہ کسی کو بھی سزا نہ ہو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے۔ سیّد بھی بری ہو جائیں گے' اور قصائی بھی مقدمے سے بری ہو جائیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ سیّد صاحبان یا مھیمن کا وظیفہ گیارہ گیارہ بار پڑھتے رہیں اور نماز پڑھنا شروع کریں۔ سیّد صاحبان نے نماز پڑھنا شروع کردی اور وظیفہ حسب ہدایت پڑھنا شروع کردیا۔ گواہی کیلئے منشی صاحب کو بلایا گیا۔ یہ جب عدالت میں پیش ہوئے تو یا مھیمن کا وظیفہ جاری تھا۔ مجسٹریٹ نے ان سے پوچھا کہ "تم موقع کے گواہ ہو۔" انہوں نے عرض کیا کہ "ہاں جناب میں موقع کا گواہ ہوں۔" مجسٹریٹ نے پوچھا کہ "تم کون سے فریق کے گواہ ہو۔" انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے پیر ہیں ان کی طرف سے گواہ ہو کر عدالت میں حاضر ہوا ہوں۔" مجسٹریٹ نے فرمایا کہ آپ باہر چلے جائیں آپ کی گواہی منسوخ کردی گئی ہے کہ مرید اپنے پیروں کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔ سبحان اللہ' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمودہ پورا ہوا۔ منشی احمد علی صاحب نے ڈٹ کر

گواہی دی۔ جو حق پر مبنی نہیں تھی۔ مجسٹریٹ اتنا خفا ہوا کہ مسل پڑھ کر حیران ہوا کہ منشی احمد علی کی گواہی کے بیان پہلے اور ہیں اور عدالت میں اور۔ یہ مدرسی کے قابل نہیں، میں اسے آج ہی ٹیلی فون کر کے محکمہ تعلیم سے معطل کرواتا ہوں۔ اس وقت چند معززین اور سیّد صاحبان نے مجسٹریٹ کی منت خوشامد کی اور منشی احمد علی صاحب خدا خدا کر کے بچے۔ تاریخ مل گئی۔ اگلی تاریخ پر مجسٹریٹ نے فیصلہ کا حکم فرمایا کہ سیّد بھی بری اور قصائی بھی بری۔ گویا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حرف بہ حرف صحیح نکلا۔ سیّد غلام علی شاہ، حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیضان دیکھ کر بیعت ہو گئے اور آخر عمر تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات پر عمل پیرا رہے۔ خدا تعالیٰ سیّد غلام علی شاہ کو جنت الفردوس میں جگہ بخشے اور ان کے صاحبزادہ سیّد ضیاء الدین صاحب کو عمر اور ایمان بخشے۔

۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے، جب کہ منشی صاحب امیر شاہ والہ پرائمری سکول میں ہی نائب مدرس تھے۔ موضع سوواں برانچ سکول کا مدرس پندرہ دن کی رخصت بیماری حاصل کر کے اپنے گاؤں چلا گیا۔ ان کی جگہ پر بحکم افسران بالا اول مدرس صاحب نے ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہاں پندرہ دن کار سرکار انجام دیں۔ یہ ہر روز پڑھانے جایا کرتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر غیر حاضر ہو گئے۔ برادری نے انہیں مجبور کیا کہ آج یہاں ہی شریک شادی رہیں۔ خدا کا امر کہ

اسی روز موضع سوداں کے برانچ سکول میں اے ڈی آئی صاحب مدارس زیرہ معائنہ کیلئے تشریف لے آئے اور ان کو غیر حاضر لکھ گئے۔

یہ اگلے روز پڑھانے کیلئے گئے تو غیر حاضری کی رپورٹ لکھی ہوئی رجسٹر حاضری میں پائی گئی۔ بڑے متفکر ہوئے کہ اب کیا کیا جائے۔ اے ڈی آئی صاحب غیر مذہب کے بڑے متعصب آدمی تھے۔ رات کو بعد از نماز عشاء درود شریف خضری کی پانچ تسبیح پڑھ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے تصور میں سو گئے۔ خواب میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ غم نہ کرو۔ تمہاری چھٹی منظور کر دی گئی ہے۔ کل اے۔ ڈی۔ آئی صاحب بلائیں گے۔ سچ سچ کہہ دینا۔ اگلے دن اے ڈی آئی صاحب نے منشی صاحب کو منڈی جمال کے پرائمری سکول میں حکماً طلب فرمایا کہ آ کر جواب دو کہ تم کیوں غیر حاضر تھے۔ تاکہ رپورٹ مکمل کر کے افسران بالا کی خدمت میں ارسال کی جائے۔

یہ منڈی جمال پہنچ کر اے۔ ڈی۔ آئی صاحب کے سامنے پیش ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ اے۔ ڈی۔ آئی صاحب نے کہا۔ "اچھا تم اس روز کی رخصت اتفاقیہ کی درخواست لکھ کر میرے سامنے پیش کرو۔" چنانچہ درخواست لکھی گئی۔ اسی وقت درخواست منظور کر کے ایک یوم کی رخصت عطا کر دی گئی۔ سبحان اللہ مرشد ہو تو ایسا ہو۔

عرصہ ہوا، منشی محمد اسماعیل صاحب کو طحال کا عارضہ لاحق ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ صرف ایک دو دن کرموں والا شریف رہ کر یہاں کا پانی پیو اور لنگر کی روٹی کھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضور کی دعا سے دو دن میں آرام آ گیا۔ سیاہ دست آنے شروع ہوئے اور تلی کا عارضہ کافور ہو گیا۔

منشی صاحب کے دو لڑکے مرید احمد اور فرید احمد یکے بعد دیگر موضع للہے تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور میں فوت ہو گئے۔ انہی دنوں منشی صاحب کو یرقان ہو گیا۔ بہتیرا علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کرمانوالہ شریف میں آ کر انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے زبان درفشاں سے ایک ہفتہ سردائی پینے کا حکم فرمایا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ایک ہفتہ سردائی پینے سے ہی یرقان دور ہو گیا۔

موضع کا نگنہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید کرموں والا شریف کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس کے چہرے پر سیاہی مائل دھبے بیماری کی وجہ سے پڑے ہوئے تھے۔ اس روز چند حکما جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے آئے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہر ایک حکیم نے اپنی اپنی تشخیص کے مطابق

لمبے چوڑے نسخے تجویز کیے۔ بالآخر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی دو بیویاں ہیں۔ اب یہ کمزور ہو کر یہاں آ گیا ہے۔ اللہ کریم اس کی کمزوری دور کر دے گا اور یہ ہفتہ عشرہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ پیر کا بھلایا ہوا سبق یاد کرے، تہجد پڑھا کرے۔ اسپغول ۶ ماشہ، چھ ماشہ کھانڈ میں آمیزش کر کے صبح کو کھا لیا کرے اور اوپر سے پانی پی لیا کرے۔ چنانچہ کا لکہ جا کر اس نے نسخہ استعمال کیا۔ اللہ کریم کی مہربانی سے اس کی کمزوری جاتی رہی۔ چونکہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اور منشی صاحب کا پیر بھائی تھا۔ جب پھر وہ منشی صاحب کو کرموں والا شریف میں ملا تو انہوں نے اس کو تندرست پایا۔

ایک ہندو پٹواری اپنے لڑکے کو جو کہ ضعف جگر میں مبتلا تھا کرموں والہ شریف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں لایا اور بڑا عاجز ہو کر عرض کرنے لگا کہ میرا لڑکا ضعف جگر کی بیماری میں مبتلا ہو کر نیم جاں ہو چکا ہے، ہر چند علاج کرایا گیا مگر آرام نہیں آیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو روزانہ سنگترے کھانے کی ہدایت فرمائی۔ سبحان اللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہندو اور سکھ بھی بڑے معتقد تھے۔ اعتقاد سے آتے اور فیض حاصل کر کے جاتے۔

منشی صاحب کا چھوٹا بھائی محمد ابراہیم عین جوانی کی حالت میں ضعف جگر کا شکار ہو گیا' کافی علاج معالجہ کرایا کوئی آرام نہ آیا۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالے شریف جا کر عرض کیا تو حضرت صاحب نے دعا فرما دی اور ایک نسخہ تجویز کر کے لکھوا دیا۔ اس نسخے پر ان کا صرف سوا روپیہ خرچ ہوا۔ مگر اب وہ نسخہ منشی صاحب کو یاد نہیں رہا۔ انہیں صرف اتنا یاد ہے کہ اس میں گلقند ڈالی گئی تھی۔ خیر وہ نسخہ استعمال کرایا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ان کے بھائی محمد ابراہیم کو اللہ کریم نے کلی شفا بخشی کہ ہمیشہ کے لئے ضعف جگر سے نجات مل گئی۔ وہ ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں شہید ہوئے۔

منشی محمد اسماعیل صاحب کا بڑا لڑکا رشید احمد طاہر جو کہ اس وقت مدرس ہے' جب دو سال کا تھا تو مرض سوکڑا میں مبتلا ہو گیا۔ حکیم جلال الدین' پنڈت نند لال عطار اور لال دیر بھان عطار فتح گڑھ پنجور ضلع فیروز پور یکے بعد دیگرے علاج کرتے رہے۔ ان کے علاوہ شاہی حکیم عبدالکریم نور پوری کا بھی علاج فرماتے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر کار حکیم عبدالکریم صاحب نور پوری کے ایماء پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ منشی صاحب اور ان کے بھائی

نور محمد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار فیض بار میں کرمونوالہ شریف پہنچے۔ مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس روز فیروز پور شہر والی کوٹھی میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ دونوں کرموں والا شریف سے فیروز پور شہر کی کوٹھی میں پہنچ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نور محمد صاحب کو اپنا کام تھا اور انہیں اپنا۔ سب سے پہلے ان کے ساتھی کا کام ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ اسے نکاح ثانی حاصل کرنے کے لئے ایک نیک عورت جو کہ کنواری تھی' سے محبت ہوگئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھنا گناہ نہ کر بیٹھنا۔ بفضل اللہ کریم تجھے وہ عورت نکاح میں مل جائے گی۔ چنانچہ اس عورت نے بخوشی خاطر ان کے بھائی نور محمد سے نکاح کرلیا۔ منشی صاحب کے لڑکے کو سوکڑا ہوگیا تھا۔ انہوں نے تعویذ کے لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تعویذ تو میں نے کبھی نہیں کیا' دعا کرتا ہوں' لڑکا تندرست ہوجائے گا اور اگر تعویذ ہی مقصود ہے تو خود مشک و زعفران دوات میں ڈال کر تعویذ لکھ لیں۔ تعویذ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحفیظ یا سلام اللہ اکبر۔ یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دینا۔ اور چند ایسے ہی تعویذات لکھ کر بچے کو صبح پلانا اور بعد میں چھوٹا سا کچھوا تالاب سے پکڑ کر اس کی کھوپڑی جلا کر اس کی

راکھ میں برابر کی کھانڈ ملا کر بچے کو روزانہ کھلایا کریں۔ اللہ کریم نے چاہا تو بچہ موٹا تازہ ہو جائے گا۔ آدھ گھنٹے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے منشی صاحب پر نگاہ تلطف فرما کر کہا کہ جاؤ کوئی بیماری والا یا سوکڑے والا تمہارے پاس آئے تو اس کو یہی تعویزات لکھ کر دے دیا کرو۔ تمہیں آج سے یہ تعویز دینے کا اختیار ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے آج تک حضور کا فیض بہ سلسلہ تعویزات منشی صاحب کے ہاتھ سے جاری ہے۔ ہزاروں بچے صحت مند ہو چکے ہیں' سبحان اللہ۔

مولوی محمد بشیر مڈاہراں والے جو کہ اہل حدیث ہیں اور ضلع منٹگمری میں مقیم تھے کا واقعہ منشی محمد اسماعیل صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک روز موضع مڈاہر کے سکول میں آ کر ان سے کہنے لگے کہ "مجھے آپ ایک عریضہ بنام حضرت صاحب کرماں والے شریف لکھ دیں کہ آنجناب بندے کو اللہ اللہ کرنا سکھا دیں۔" منشی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارش نامہ مولوی صاحب کے حق میں لکھ دیا۔ مولوی صاحب جمعرات کے روز مڈاہراں سے روانہ ہوئے۔ رات کو کرموں والا شریف کے قریب کسی گاؤں میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں جا ٹھہرے۔ صبح اٹھ کر رشتہ داروں سے ایک بیل خرید کر ان کے ہاں ہی چھوڑ دیا کہ واپسی پر لے جائیں گے۔ وہاں

سے چل کراسی روز بروز جمعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ میں جا پہنچے۔ مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی آستانہ عالیہ کے دروازے سے ہی گزر کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب گیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے السلام علیکم کہنے سے قبل ہی السلام علیکم کہہ کریوں گویا ہوئے۔ "مولوی جی آگئے ہو بیل خرید کر۔" کتنا کشف تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو سبحان اللہ اس روز سے مولوی محمد بشیر بزرگوں کے کشف وکرامات کے بڑے قائل ہیں۔

موضع لیلہے ضلع فیروز پور سے ایک نوجوان لڑکی جو شادی شدہ تھی کسی بد معاش نوجوان لڑکے کے ہمراہ بھاگ گئی۔ لڑکی کا باپ منشی صاحب کی منت سماجت کرنے لگا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر عرض کریں کہ لڑکی واپس آجائے۔ چنانچہ یہ لڑکی کے باپ کو لے کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اللہ کریم مہربانی فرمائے گا۔ یہ شخص تو جاہل سا معلوم ہوتا ہے منشی جی تم خود ہر روز پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ گیارہ بار سورہ والضحیٰ پڑھ لیا کرو اور آگے پیچھے ایک ایک بار درود شریف پڑھا کرو۔ انہوں نے گھر آکر وظیفہ شروع کیا۔ ابھی دس دن ہی گزرے تھے

کہ خود بخود وہ بدمعاش نوجوان لڑکا لڑکی کو اس کے گاؤں میں چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔

موضع جنیدڑہ ضلع فیروزپور کے ایک بزرگ گوجر قوم کے تھے۔ منشی صاحب سے از روئے عقیدت عرض کرنے لگے کہ "میں دمہ کے مرض میں گرفتار ہوں۔ میرے حق میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کریں۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارش کی جو منظور ہوئی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہیں جا کر کہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھا کریں۔ ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف کے پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا کریں۔ چنانچہ واپس آ کر اس معمر بزرگ کی خدمت میں یہ نسخہ پیش کر دیا۔ انہوں نے چند روز ہی عمل کیا تھا کہ دمہ بفضلہٖ تعالیٰ اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے جاتا رہا۔ اور وہ بوڑھا بابا دمہ سے بالکل تندرست ہو گیا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگ گیا اور تا حیات نمازی رہا۔

ایک مرتبہ تحری ایل نہر میں پانی بہت کم آیا ہوا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ منشی محمد اسماعیل صاحب اس بڑے راجباہ کے کنارے کنارے اپنے

گاؤں کی طرف جا رہے تھے۔ یہ تھری ایل راجباہ نہر پاک پتن سے نکلتا ہے اور نیلی بار کی زمین کو پانی دیتا ہے۔ ناپاکی میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھنے لگے جس کی سزا انہیں اسی وقت بھگتنی پڑی کہ کسی غیبی طاقت نے انہیں نہر میں پھینک دیا۔ کپڑے بھیگ گئے اور یہ غوطے کھانے لگے تو انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا اور ان کا تصور باندھا تو آواز آئی کہ پہلے جلدی استنجاء کرو اور پاک ہو جاؤ۔ استنجاء کیا گیا۔ جب جسم پاک ہوا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دست مبارک سے انہیں دھکیل کر کنارے لگا دیا اور خود غائب ہو گئے۔ استمد اداولیاء اللہ سبحان اللہ۔

محمد ہاشم علی خاں بی اے کشتیہ' مشرقی پاکستان سے تحریر فرماتے ہیں

کہ: ماہ رمضان المبارک کے دوران انہوں نے سیّد السادات حضرت صاحب قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مبارکہ پر ایک بنگالی کتاب دیکھی جس سے انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی تک حیات ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ اور ان سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ ہاشم صاحب سرکاری محکمے میں سب ڈویژن انجینئر کے عہدے

پر فائز ہیں اس لئے ان کے لئے دفتر سے چھٹی لینا اور ہوائی سفر کے اخراجات کا انتظام کرنا مشکل تھا لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی ہر مشکل معجزانہ طور پر حل ہوگئی اور یہ جلدی ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرمانوالے پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ ”جس وقت تم نے یہاں آنے کا قصد کیا تھا اسی وقت تمہاری مراد پوری ہوگئی تھی۔“ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خواہش کے مطابق ان پر اور بھی بہت سی عنایات فرمائیں۔ ان کی بیوی دائمی بیمار تھیں۔ جب انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”جاؤ وہ اچھی ہوگئی۔“ اور جب یہ واپس اپنے گھر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی اہلیہ صحت یاب ہو چکی تھیں اور ان کا پندرہ سالہ مرض جاتا رہا تھا۔ نیز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ”اے بنگالی بابو! تمہیں میرے دربار پر متعدد بار آنے کا شرف حاصل ہوگا۔“ چنانچہ ہاشم صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم شریف پر اپنے متعدد بنگالی ساتھیوں کے ہمراہ مشرقی پاکستان سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہوئے اکثر مشرقی پاکستان کے لوگوں کو انہیں کے ذریعے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ مشرقی پاکستان میں انکے علاوہ اور بھی بہت سے

حضرات حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں مشرقی پاکستان کے لوگوں کو بھی حاصل رہی ہیں اور ملک کے اس حصے میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مبارکہ پر کئی مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔

پندرہویں مجلس

میر منظور محمود بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1936ء کا ذکر ہے کہ مجھے قبلہ پیرومرشد سیدنا محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کرماں والے کے ہمراہ پاک پتن شریف جانے کا اتفاق ہوا عرس کے ایام تھے۔ ہزاروں لوگ وہاں جمع تھے۔ قبلہ شاہ صاحب نے ایک مکان میں قیام فرمایا۔ وقتاً فوقتاً دربار شریف میں بھی فاتحہ کیلئے جاتے رہے۔ آخر بہشتی دروازہ کھلنے کا وقت آیا۔ میں اور میر محمد سعید صاحب امرتسری حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ ہم نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں یہ مرحلہ طے کیا۔ بہشتی دروازے سے گزرنا واقعی ایک مرحلہ ہے۔ دروازے سے گزر کر قبلہ شاہ صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

دائیں جانب ہجوم سے ذرا ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت درگاہ کی حدود میں لاکھوں کا ہجوم تھا۔ شہری' دیہاتی' جاہل' ان پڑھ' پڑھے لکھے' مہذب' غیر مہذب' غرض کہ ہر قسم کے لوگ دروازے سے گزرنے کی تمنا میں منتظمین اور پولیس کی لاٹھیاں کھا رہے تھے۔

میر محمد سعید صاحب نے مجھ سے پوچھا ''بھائی یہ جو لوگ بہشتی دروازے سے گزر رہے ہیں' کیا واقعی بہشتی ہیں'' قارئین کو معلوم ہو کہ صوفیاء کرام میں مشہور ہے جو لوگ بابا فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہشتی دروازے سے گزرتے ہیں وہ بہشتی ہیں۔

میں نے جواب دیا ''بھائی صاحب مجھے معلوم نہیں۔ آپ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں۔'' انہوں نے مجھے ہی اکسایا کہ میں ہی پوچھ لوں۔ لہٰذا میں نے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کیا۔ ''سرکار رحمۃ اللہ علیہ کیا یہ سچ ہے کہ آج جو بھی اس دروازے سے گزرے گا وہ جنت میں جائے گا؟''

میں یہ عرض کر دوں کہ اس وقت سارے ماحول پر کچھ عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ دروازہ جب کھلتا تو وہاں چند عجیب سی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ کچھ ساز بجائے جاتے ہیں۔ درود و سلام پڑھنے والے الگ اپنے کام میں محو ہوتے

ہیں۔ کسی گوشے میں قوالوں کا زور ہوتا ہے' کہیں اہل شریعت پیر اپنا رنگ جمائے ہوتے ہیں' اہل طریقت کے جمگھٹے الگ اپنی بہار دکھاتے ہیں ہر جانب کیف ہوتا ہے اور جلال و جمال کے مناظر۔

اس لمحہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ایک کیفیت طاری تھی۔ جسے میں نے خوب بھانپ لیا تھا۔ بظاہر وہ قطعی طور پر خاموش کھڑے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہیں خلا میں گھور رہی تھیں' میرے سوال پر ذرا چونک سے گئے اور فرمانے لگے: "برخوردار! اس وقت جو بھی اس درگاہ کی حدود میں موجود ہے' وہ بہشتی ہے' اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے"۔

اسی رات میں نے صاحب مزار کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے کہ تمہارے پیر نے بالکل سچ کہا ہے۔ سبحان اللہ' اولیائے کرام کی قدر و منزلت کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔

عبدالرحیم چشتی بیان کرتے ہیں کہ پاکستان کے وجود میں آنے سے لیکر 1952ء تک اکثر جب حلقۂ احباب میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو اکثر سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آتا اور اسی اشتیاق میں رہتا کہ جا کر دیکھا جائے کہ سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ واقعی ایسی ہی سرکار ہیں جیسا کہ سننے میں آیا ہے۔ لہٰذا 1952ء کے وسط میں نے اپنے دوست ملک عبدالرحمٰن صاحب

مالک دین محمدی پریس سے ذکر کیا تو انہوں نے اپنی کار دے دی اور ایک اتوار کو میں کار میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کیلئے کرماں والے روانہ ہوا۔ تقریباً دوپہر کے وقت میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے میں پہنچا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے میں جاتے ہی لنگر سے کھانا آ گیا۔ اور کھانے سے فراغت پر ظہر کی اذان ہوئی۔ جماعت کے وقت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی آمد ہوئی۔ سبحان اللہ کتنا نورانی چہرہ عیاں ہوا تھا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ جماعت کی پہلی قطار میں کھڑے ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب نے اقامت کے فرائض ادا کئے فراغت کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ وہاں ایک کونے میں جا کر چارپائی پر مسند آرا ہوئے۔ فرش پر صفیں بچھی تھیں۔ عام لوگ اس جگہ پر بیٹھ گئے۔ چونکہ میں پہلی مرتبہ وہاں گیا تھا اور میری شناسائی کسی سے نہ تھی۔ لہٰذا سب کے آخر بیٹھ گیا۔ کچھ وقفہ گزرنے پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چشتی صاحب آگے میرے پاس آ جاؤ۔ حالانکہ نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا نہ میں نے انہیں۔ سبحان اللہ آنکھ والوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کے نزدیک بیٹھ گیا۔ چند ایک خطوط سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کھلوائے۔ ایک انگریزی میں خط امریکہ سے آیا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے سنا گیا اور ہر خط کے سننے پر فرماتے۔ اللہ کرم کرے گا۔ اس اثناء میں مجھ سے سرکار نے کچھ رازدرانہ گفتگو کی۔ اسی اثنا میں چند

لوگ ایک کبڑے شخص کو اٹھا لے آئے۔ اور دعا کیلئے عرض کیا' کہ حضور رحمتہ اللہ علیہ اس پر کرم فرمادیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کبڑے سے سوال کیا۔ کہ بیلیا تم کنڈلی بنا کر لوگوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہو؟ اس نے عرض کیا حضور رحمتہ اللہ علیہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دعا فرمائی تو اس کو سکون ملا۔ عصر کے وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ بیلیا اب تم جاؤ' تمہارا سفر لمبا ہے ہو سکتا ہے کہ پٹرول کی کمی ہو جائے تو اندھیرے میں کیا کرو گے۔ میں نے عرض کیا' حضور پٹرول کافی ہے۔ انشاء اللہ لاہور تک بخوبی پہنچ جائیں گے۔ پھر کہا نہیں اب تم جاؤ۔ میں سلام کر کے روانہ ہوا۔ جب ہم واں رادھا رام سے گزرے' تو یکا یک موٹر کھڑی ہو گئی۔ ڈرائیور سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ واقعی پٹرول ختم ہو چکا ہے۔ اور حضور کی کرامت یہ ہوئی کہ عین ایک پٹرول پمپ کے سامنے گاڑی رکی۔ سبحان اللہ خدا والوں کی دور رس نظر کے کیا کہنے۔ اس کے بعد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اکثر سیٹھ حاجی محمد شفیع کے ہاں اور دربار داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور عرس پاک پتن شریف میں ملاقات ہوتی رہی اور ہر بار پر خلوص اور گہر بار پایا۔

منشی محمد حسین قریشی فتح جنگ سے بیان کرتے ہیں کہ بندہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں 1935ء کے وسط میں پہلی دفعہ حاضر

خدمت ہوا۔ کرموںوالا شریف ضلع فیروز پور میں بندۂ عارضہ پیچش اور اسہال میں مبتلا تھا' جو 1931ء میں پیدا ہوا' اور تین چار سال میں دیسی' انگریزی طریقہ علاج سے مرض بڑھ کر سنگرہنی کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ ایک دن رات میں چالیس پچاس اجابتیں ہو جاتیں تھیں۔ چنانچہ اطباء نے مرض لاعلاج قرار دے دیا۔ ڈاکٹروں نے بھی مایوسی ظاہر کی۔ اب میں ناامید ہو گیا۔

چنانچہ ایک عالم جو خطیب بھی تھے وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ تم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف چلے جاؤ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس موذی مرض کا بیان کرنا اور سبق بھی لینا۔ چنانچہ بندۂ 1935ء میں حاضر ہوا' اور بیماری کے متعلق عرض کیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا بھی دی اور دوا بھی بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا' جاؤ اللہ کریم رحم کر دے گا۔

حضور کی تجویز کردہ دوائی جو صرف دو چار پیسے کی چیز تھی استعمال کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ معلوم نہیں ہوا کہ آہستہ آہستہ مرض دور ہو رہا ہے' کامل صحت ہو گئی' جیسے کبھی یہ مرض ہوا ہی نہ تھا۔ جہاں صرف کھچڑی' دودھ' ساگودانہ وغیرہ پر ہی بہ مشکل بسر اوقات تھی' روٹی کھا نہیں سکتا تھا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر

کرم سے روٹی کھانے لگا' ایک دفعہ کرمونوالا شریف میں لنگر کیلئے سڈل کی روٹیاں آئیں۔ دیگر بیلیوں نے ایک ایک یا آدھی روٹی کھائی۔ بندے نے دو سالم روٹیاں کھائیں۔ اب 1952 سے 1967ء میں آ گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے مکئی کی سڈل کی روٹی کھا سکتا ہے۔

1966ء میں آخری دفعہ جب بندہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا تو سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے وضو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تسیں چائے نہیں پیندے ہے؟ بندے نے عرض کیا ہاں سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہمارے ضلع کیمبل پور میں چائے اکثر پی جاتی ہے' اسی وقت حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے خادم خاص سے ارشاد فرمایا۔ جا بھئی انہاں لئی چائے لے آ۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حضور کے خادم خاص نے ایک ٹرے میں بہت سے بڑے بڑے رس اور ایک بڑی چینک جس میں کئی دوسروں کیلئے چائے آ سکتی تھی' بھر کر اندر کمرے میں رکھ دی وہاں ساتھ والے کمرے میں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ آرام فرماتے تھے۔ لیکن ان دنوں میں بندہ اسی کمرے میں سویا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ علالت کی تکلیف میں تھے۔ تمام رات حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی بے چینی اور اضطراب میں گزری۔ دن کو بھی سخت تکلیف ظاہر ہوتی تھی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اکثر کراہتے سنائی دیتے تھے لیکن اس

صورت میں بھی حاضر خدمت ہونے والوں پر کرم نوازیاں جاری رہتی تھیں۔
صبح سویرے حسب معمول بندے کیلئے چائے اور رس طشتری میں لگ کر آئے۔ اکتیس سال حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ چائے صرف 1966ء میں عطا ہوئی۔ اس کے بعد میو ہسپتال میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی آخری زیارت ہو سکی۔

ایک دفعہ بندہ عیدگاہ پاک پتن شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ بیلی حاضر خدمت تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو مبارک سے راحت حاصل کر رہے تھے۔ سرشاری کی کیفیت میں تھے ایک ملنگ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ پاک پتن شریف عیدگاہ میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ ملنگ سے پوچھ رہے تھے۔ کہ بھئی توں ہرے کپڑے پائے ہوئے نیں بھئی ساڈے تے ہرے کپڑے دے قرآن شریف دے جزدان چڑھائے جاندے نیں تے گل وچ کیلٹھیا بھی پایا ہویا اے تے مطہر بھی بڑی موٹی رکھی ہوئی اے۔ تاں تے بھئی توں لوکاں نوں ڈراوندا ہوویں گا۔ تے بھئی توں کم کی کرنا ہنا ایں ملنگا۔ اے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کم کی کرنا سڑک اتے۔ دھواں پایا ہویا اے آوندے جاندے حقہ پیندے نیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ او بے چھڈ ایہہ کی دھواں ہویا

دھواں پاونا تے رب سول ﷺ دے ناں دا پا۔

ایک دفعہ کرموں والا شریف میں دو نوجوان حاضر ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیویں آئے او، عرض کیا: سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسیں تہاڈے بیعت ہوون آئے آں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' تسیں بیعت مینوں مارو، وہ بولے: نہیں سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسیں تے آپ دے مرید ہوون آئے آں۔ تسیں سانوں مرید کرلو۔ فرمایا: دیکھونا مولوی جی جس کم آئے نیں اوہ نہیں دسدے۔ پھر فرمایا: اوہ بھی کم دسوناں۔ بولے، ایہہ سرکار اک جھگڑا ہوگیا اے، تے ساڈے بندے اینویں ای الزام دے وچ پھڑے گئے نیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' نہیں قصور ہووے گا بندیاں دا۔ بولے، نہیں سرکار رحمۃ اللہ علیہ قصور کوئی وی نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اینہاں نے دس دینا جے۔ چنانچہ اس کے دوسرے ساتھی نے عرض کیا' سرکار رحمۃ اللہ علیہ درست فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے، ہمارے بندوں کا قصور ہے' آپ نے فرمایا: دیکھوناں مولوی جی اس نے سچ بولیا جے، چلو فیر سچ بولیا جے تے جاؤ چھٹ جان گے اوہ بندے، ہن جاؤ تے دوڑ کے جاؤ دروازے تک۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور فیض سے دوڑتے دوڑتے چلے گئے۔

ایک دفعہ منشی محمد حسین قریشی کا ایک قریبی بھائی ملٹری سے فارغ ہونا چاہتا تھا۔ جنگ جرمنی جاری تھی۔ یہ بھائی بڑا غمزدہ دکھائی دیتا تھا کیونکہ ملٹری

سے ڈسچارج ہونا چاہتا تھا۔ آخرکار اُس کا حقیقی بھائی بندے سے صلاح کرنے لگا، کیا کریں؟ بھائی بڑا رنجیدہ ہے ملٹری کی نوکری سے خلاصی چاہتا ہے انگریز چھوڑتا نہیں۔ بندے نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی صلاح دی۔ دونوں بھائی اور بندہ بھی ہمراہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب اس ملٹری والے کی باری آئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توں کی کرناں ہناں ایں۔ عرض کیا کہ ملٹری میں ہوں آگے کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاتوں داڑھی رکھ لے تے تینوں چھڈ دین گے لے ایوی ویکھ جتھ۔ ہم سب نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہمارا بھائی ملٹری سے فارغ ہونا چاہتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے برملا فرمادیا کہ جاتینوں چھڈ دین گے۔ ساتھ ہی اس کی مراد تھی کہ خانہ آبادی ہو جائے کیونکہ یہ ہمارا غریب بھائی تھا رسم و رواج کی رو سے کچھ خرچ کرنے کے قابل نہ تھا۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے آتے ہی اپنے قریبی امیر کبیر رشتہ دار کے گھر اس بھائی کی منگنی اور ساتھ ہی نکاح بھی کر دیا گیا اور لڑکی والوں نے ایک پیسہ تک خرچ نہ کرایا۔ اور چھٹی کے بعد ملٹری میں اپنی نوکری پر گیا تو چند دن کے بعد اس بھائی کا خط آ گیا کہ میں ملٹری کی نوکری سے فارغ ہو کر آ گیا ہوں۔

ایک دفعہ بندہ حضرت کرماں والا شریف حاضر ہوا تو حضرت قبلہ چشتیاں شریف تشریف لے جاچکے تھے۔ ملنے والے بیلیوں کو صاحبزادہ صاحب فرماتے کہ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں گے تب آنا۔ اب واپس چلے جاؤ۔ صرف بندے کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ تم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی تک یہاں ہی رہو۔ درمیان میں جمعۃ المبارک بھی آیا ایک باہر سے آئے ہوئے مولوی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ ایک جماعت جس کے خلاف تحریک بھی جاری تھی' اس کے خلاف تقریر شروع ہی کی تھی تو درویشوں نے ان کو بٹھا دیا اور ایک دیگر عالم کو کھڑا کر دیا۔ انہوں نے خطبہ شریف پڑھ کر جمعۃ المبارک کی نماز پڑھا دی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف سے تشریف لائے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بھئی جمعہ کس نے پڑھایا بیلیوں نے عرض کیا۔ جناب ایک فلاں مولوی صاحب کھڑے ہوئے تھے لیکن انہوں نے ایک جماعت کے خلاف کچھ اختلافی تقریر شروع کی تھی اس لئے ان کو بٹھا دیا گیا تھا۔ پھر ایک اور عالم کو کھڑا کیا گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دین میں اختلافی مسائل ہی رہ گئے ہیں ہور تھوڑیاں گلاں نے۔

سولہویں مجلس

حاجی محمد رحمت علی صاحب مہاجر سرانوالہ بودلہ آڑھتی غلہ منڈی بوریوالہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ان کا ایک کارندہ آہنی پیٹی سے دس ہزار روپے چرا کر کراچی چلا گیا اور وہاں سے چھ ہزار روپے کے پونڈ حاصل کر لئے۔ اور باقی کا کچھ سامان وغیرہ لیکر سمندر پار جانے کیلئے پاسپورٹ بنوانے کی کوشش کرنے لگا۔ حاجی صاحب کو مذکورہ شخص پر ذرا بھی شبہ نہ تھا اور چونکہ پیٹی کی چابیاں ان کے پاس تھیں اس لئے باقی حصہ داروں نے ان کے خلاف تھانے میں پرچہ دے دیا۔ جب پولیس مکان پر پہنچی اور ان کے بیان لئے اور تفتیش شروع کی تو تھانہ دار نے انہیں کہا کہ حاجی صاحب چابیاں اور دکان کسی اور کے حوالے کرو اور ہمارے ساتھ تھانہ چلو۔ یہ بات

حاجی صاحب کا لڑکا محمد امان اللہ بی اے سن رہا تھا' وہ فوراً گاڑی میں سوار ہو کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاک پتن شریف پہنچا' کیونکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عیدگاہ پاک پتن شریف تشریف رکھتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور میرے والد صاحب کو پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے۔ ہمارا ہی نقصان ہوا اور ہمیں ہی پکڑا جا رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ہمارے حاجی صاحب نہ چور اور نہ چوروں کے بیلی' ان کو کون پکڑ سکتا ہے' جاؤ ان سے جا کر کہہ دو کہ اصل چور پکڑا جائے گا' مگر اس کو چھڑا دینا ہوگا۔ چنانچہ حاجی محمد رحمت اللہ کو واقعی کسی پولیس افسر نے نہ بلایا۔ ان کے فرم میں ایک حصہ دار ملک بہاول شیر لنگڑیال نے پولیس افسر سے کہا کہ وہ حاجی صاحب کو تھانہ نہیں جانے دیں گے۔ اگر چور ہی ہیں تو ان کا گھر پورا ہے۔ درحقیقت یہ سب کچھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کرا رہی تھی۔ پولیس باقی حصہ داران' منیموں' کارندوں اور منشیوں کو پکڑ کر لے گئی۔ تفتیش ہوتی رہی۔ آفیسر تفتیش کنندہ نے منڈی بوریوالہ کے آڑھتیوں کی ایک میٹنگ بلائی اور صلاح مشورہ کیا۔ میٹنگ میں شریک ہونے والے افراد نے حاجی صاحب ہی کو چور گردانا کیونکہ ساری ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی

تھی۔ بالآخر حاجی صاحب نے دس ہزار روپیہ اپنی گرہ سے دے دیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ بہت عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حاجی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ خود ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حاجی صاحب پولیس والے چور کو نہیں پکڑتے تو اس ظالم کو میں ہی پکڑوں گا۔ وہ سمندر پار بھی کر گیا ہوگا''۔ یہ تھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کہ جیسے وہ خود چور کو دیکھ رہے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت چور جعلی پاسپورٹ بنوا کر جہاز پر سوار ہو چکا تھا' اور جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک سے یہ بات فرمائی تھی' جہاز کو روانہ ہوئے بس ایک ہی دن ہوا تھا کہ جعلی پاسپورٹوں کا پتہ چل گیا اور جہاز کو سمندر سے اسی روز واپس بلایا گیا' لیکن چور کسی طریقے سے وہاں سے بچ کر نکل آیا اور آ کر جڑانوالہ آباد ہو گیا جہاں اس کے رشتہ دار رہتے تھے۔

ایک روز جمعہ کے دن حاجی صاحب پاک پتن شریف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دور سے دیکھ کر فرمایا ''آج تو حاجی صاحب خراماں خراماں چور کو پکڑ کر آ رہے ہیں''۔ تین دفعہ فرمایا حاجی صاحب نے عرض کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ابھی تو

چور نہیں پکڑا گیا اور نہ ہی پتہ چل سکا کہ چور کہاں ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حاجی صاحب مجھے معلوم ہے چور پکڑا گیا' مگر اس کو پولیس کو کچھ نہ کہنے دینا اور چھڑا دینا۔ وہ حیران تھے کہ یہ کیا بات ہے۔ جب شام کی گاڑی بوریوالہ پہنچی تو ایک تار پولیس کے نام اور ایک تار ان کے نام تھا جو جڑانوالہ پولیس نے دیا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چور پکڑا گیا ہے اور مال برآمد ہو گیا ہے آ کر لے جائیں۔ جب انہوں نے گھر آ کر تار پڑھا تو معلوم ہوا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ حرف بہ حرف صحیح تھا۔ چور کو لایا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے ہی پیٹی سے دس ہزار روپیہ نکالا تھا۔ اور اس روپے سے چھ ہزار کے پونڈ طلائی کراچی میں لئے تھے اور باقی نقد روپیہ پکڑا گیا۔ چونکہ چور کے خلاف پرچہ نہ تھا اور نہ ہی کوئی ثبوت تھا' صرف دفعہ 411 کے تحت اس کا چالان ہوا' مگر پولیس پونڈوں کا کوئی ثبوت مہیا نہ کر سکی۔ تفتیش ہوتی رہی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خاموش تھے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب ہم نے چور کو چھڑانا ہے۔ عدالت میں مقدمہ گیا۔ مجسٹریٹ نے حاجی صاحب سے کہا چونکہ کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اس لئے میں صبح چور کو چھوڑ دوں گا راتوں رات وہ پاک پتن پہنچے اور صبح تہجد کے وقت سرکار کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار جس چور کو آپ رحمۃ اللہ علیہ چھوڑنا چاہتے ہیں وہ تو ہمارا دس ہزار روپیہ بھی مار رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا'

اچھا اسے سزا ہو گی اور ہمارا مال ہم کو مل جائے گا۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی فرمائی اور اس نے کہا کہ اچھا چلے جاؤ' چور کو صبح سزا ہو جائے گی اور مال ہم کو مل جائے گا۔ وہ صبح میلسی پہنچے' عدالت میں پیشی تھی۔ جب دروازہ حوالات سے گزرنے لگے تو چور نے انہیں پکارا اور کہا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اپنے پیر کے واسطے سے مجھے معافی دلوا دو۔ میں اقبالی بیان دیتا ہوں۔ صرف چھ ماہ کی سزا کرا دو۔ انہوں نے کہا ''اچھا'' جب عدالت میں پیش ہوا تو چور نے صحیح صحیح بیان دے دیا۔ مجسٹریٹ نے ایک سال کی سزا سنائی اور مال ان کو مل گیا۔ سبحان اللہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کیا شان تھی کہ جو فرمایا ویسے ہی اللہ کریم نے کیا اور یہی نشانی قطب زمانہ کی ہوتی ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز تشریف فرما تھے' ان کو اپنے پاس بلایا اور کان میں آہستہ سے فرمایا' حاجی صاحب آج دروازہ کھلا ہے جو کچھ مانگنا ہے ابھی مانگ لو وہی ملے گا جو آپ کی مرضی ہے۔ انہوں نے عرض کیا' حضور سب کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اللہ کریم نے دے رکھا ہے۔ فرمایا اچھا' آج تو دل ایسے کرتا ہے کہ حاجی صاحب کو پانچ لاکھ روپیہ دے دیویں اور تین دکانیں اور کارخانے بھی دیدیں۔ انہوں نے عرض کیا بہت اچھا سرکار، وہ گھر پہنچے تو جو دکان پہلے نصف تھی سرکار کی دعا سے اس میں تین گنا اضافہ ہو

گیا' ایک کارخانہ سوپ فیکٹری مل گئی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد کاروبار سے ملا یہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ جو زبان مبارک سے فرمادیا وہ پورا ہو گیا۔

ایک روز وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرماں والا شریف رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے ان کے ہمراہ ان کے دونوں لڑکے (محمد امان اللہ اور عثمان اللہ) تھے۔ انہوں نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ برائے لنگر پیش کیا' اور ان کے لڑکوں نے پانچ پانچ سو روپیہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "حاجی صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں بال بچوں کے لئے آپ کچھ گھر بھی چھوڑ آئے ہیں یا سب اٹھا لائے ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا' سرکار رحمۃ اللہ علیہ سب حضور کے طفیل ہے اور حضور کے طفیل سے اللہ کریم سے نے بہت کچھ دے رکھا ہے ہماری یہ نذر آپ رحمۃ اللہ علیہ قبول فرمالیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "نہ بھئی یہ تو بہت زیادہ ہے' نصف اٹھالو اور نصف رہنے دو"۔ انہوں نے عرض کیا "نہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حضور کی نذر ہے" آخر بڑی مشکل سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لنگر کیلئے قبول فرمایا۔ سبحان اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیا شان ہے' دنیا کی کوئی طمع یا لالچ نہیں تھا۔

وہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ایک روز موضع اچھے والا نزد

فیروزپور چھاؤنی حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خیمہ میں رہائش رکھتے تھے رمضان کا مہینہ تھا' حاجی صاحب حج پر جا رہے تھے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ "دو تین دن ٹھہرو اور یہاں تراویح پڑھاؤ"۔ انہوں نے وہاں تین دن نماز تراویح پڑھائی اور دو' دو کی بجائے چار کی نیت کی۔ جب انہوں نے چار تراویح پڑھ کر سلام پھیرا کسی مقتدی نے اعتراض کیا کہ دو' دو رکعت پڑھاؤ' چار چار مت پڑھاؤ۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "خبردار کوئی نہ روکے۔ جس طرح ان کی مرضی ہے پڑھائیں"۔ اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ چار چار رکعت پڑھائیں۔

ان کے علاوہ سرانوالہ بودلہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور میں 1925ء سے ایک بزرگ ان کی مسجد میں کبھی کبھی دو دو' تین تین ماہ بعد تشریف لاتے اور رات بھر ٹھہرتے اور صبح کے وقت روانہ ہو جاتے اور مجذوبانہ حالت میں رہتے تھے اور ہر گھڑی احرام باندھے رہتے' پاؤں اور سر سے ننگے رہتے۔ ان کی مسجد میں جب وہ آتے تو ان سے ہی بات چیت کرتے اور کسی سے نہ بولتے اور کھانا بھی انہیں سے منگواتے اور رات بھر عبادت میں لگے رہتے' ساری رات نوافل پڑھتے' منہ پر پردہ ڈال کر اسم ذات کا ورد فرماتے

رہتے‘ جب ان سے پوچھا گیا کہ ”کہاں کے رہنے والے ہیں“ تو فرماتے‘ ”میں ہنوں کوہاٹ کا رہنے والا ہوں‘ بال بچہ دار ہوں‘ مگر حالت مجذوبی میں بارہ سال اجمیر شریف سرکار حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ڈیوٹی پر رہا ہوں۔ اس کے بعد بارہ سال بمبئی میں ڈیوٹی دی ہے اور پھر اس کے بعد دہلی میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بارہ سال حاضر رہا ہوں۔ وہاں سے تبادلہ کے بعد ملتان سے لدھیانہ تک کی ڈیوٹی دے رہا ہوں‘ ملتان سے پیدل ہی روانہ ہوتا ہوں‘ راستے میں جہاں رات ہوتی ہے کسی مسجد میں قیام کرتا ہوں تا کہ نماز باجماعت ادا کرسکوں‘ مجھے کسی سواری پر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ عرض کیا“ ”کیا ڈیوٹی ہے“۔ اس پر چپ ہو جاتے۔ کہتے ہمیں کسی سے نذرانہ وغیرہ لینے کا بھی حکم نہیں ہے“ اور نہ ہی لیتے تھے۔ دعا کیلئے عرض کیا جاتا تو یہ ارشاد فرماتے کہ ”آج رات سرکار بغداد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کروں گا“۔

ایک روز وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں کرمونوالہ شریف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قصبہ ملوٹ منڈی پڑتا تھا وہاں انہوں نے کسی سے کچھ رقم لینی تھی۔ وہاں پر سائیں صاحب کو بیٹھے ہوئے پایا وہ جامن کھا رہے تھے۔ انہوں نے السلام علیکم عرض کیا۔ فرمایا کدھر جاتے ہو‘ انہوں نے کہا‘ پیر صاحب کی خدمت عالیہ میں۔ فرمایا‘ تھوڑی دیر ٹھہرو‘ میں اپنی ڈیوٹی

ختم کرلوں۔ دیکھا تو سائیں صاحب بازار میں جار ہے ہیں اور ایک سائڈ کی دکانوں سے یہ الفاظ پکارتے جاتے ہیں۔ ایک دکاندار سے فرماتے جار ہے ہیں "یہ میرا پتر (بیٹا) بہت نیک اور اچھا ہے۔ کسی کو گالیاں دیتے جار ہے ہیں' کسی کے چانٹا لگاتے ہیں' کسی کو کہتے ہیں کہ تجھے مزا چکھاؤں گا کیونکہ تو سودا کم تولتا ہے' تو شرابی ہے' تو بے ایمان ہے' کسی سے کہتے تجھے سیدھا کر کے چھوڑوں گا' اور اسی طرح پیچھے ہٹ کر بازار کے دوسری سائیڈ کے دکانداروں سے ایسی ہی باتیں فرماتے جاتے تھے۔

اس روز فرمایا کہ ہر شہر میں میری یہ ڈیوٹی ہے۔ اب میں فارغ ہوں۔ وہ آپ کے ہی پیر نہیں ہیں میری بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میں نے بھی ان کے پاس جانا ہے۔ مگر میرا آپ کا ساتھ نہیں ہوسکتا۔ میں نے پیدل جانا ہے اور آپ نے گاڑی پر صبح سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جب یہ بذریعہ گاڑی حضرت کرموں والا براستہ پھیرو شہر (فیروز شاہ اسٹیشن) پہنچے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ اچھے وال میں تھے۔ یہ وہاں سے شام کے وقت اچھے وال پہنچے۔ سائیں صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیمہ سے بہت دور ان کا انتظار کررہے تھے۔ فرمایا میں بہت دیر سے یہاں آیا ہوں آپ کدھر چلے گئے تھے۔ انہوں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ یہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں پہنچے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دور ہی سے دیکھ کر ارشاد فرمایا
"آج تو حکیم صاحب سرانواں والے میرے پیر صاحب کو لئے آ رہے
ہیں"۔ سائیں صاحب سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ گلے ملے۔ فرمایا بوڑھے ہو گئے ہیں
میرے پیر صاحب یہ اس راز کو نہ سمجھ سکے۔ چونکہ سائیں صاحب کا نام شیر محمد
صاحب تھا اور یہی وجہ تسمیہ تھی۔ سائیں صاحب کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی
کھانا کھلایا' اور خیمہ میں رات کو اپنے ہی پاس رکھا' انہوں نے علیحدہ مکان میں
رات بسر کی۔ صبح جب سرکار رحمۃ اللہ علیہ خیمہ سے نکلے تو فرمایا کہ آج رات
بمنظوری سرکار بغداد شریف رحمۃ اللہ علیہ سائیں صاحب کو گاڑی' بس' تانگہ اور
سواری پر چڑھنے کی اور نذر و نیاز لینے کی اجازت ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب یہ
بوڑھے ہو گئے ہیں اس لئے پیدل چلنا مشکل ہے اور خرچہ کیلئے رقم کی ضرورت
ہے۔ سو آج ہم نے بمنظوری سرکار بغداد شریف یہ بھی اجازت دے دی
ہے۔ اس کے بعد سائیں صاحب بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے خیمہ سے نکلے اور وہ
بہت خوش و خرم تھے' خوشی سے چھلانگیں لگاتے تھے کہ آج حضرت صاحب قبلہ
رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے میری تمام مشکلیں حل ہو گئیں ہیں۔ وہ حاجی صاحب کو بھی
اجازت دلوا کر اسی روز واپس لے آئے۔

وہ سائیں صاحب یہاں بھی ان کو پاک پتن شریف میں ملتے رہے۔
ان دنوں ان کا علاقہ صرف پاک پتن' قبولہ شریف سے لیکر دیپال پور براستہ

حویلی تک ہوتا تھا اور سائیں صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی ہم بھی حضرت کرمانوالہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ ہماری سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ماتحت کیسے کیسے بزرگ تھے۔

ایک دفعہ قیام پاکستان سے قبل حاجی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے ایک کلاس فیلو پیر ثناء اللہ میاں چنوں والے نے ان سے آتے ہوئے عرض کیا کہ بھئی میرے لئے بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرانا"۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کیلئے عرض کیا۔ رات وہاں ٹھہرے اور جب صبح حاضری ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "حاجی صاحب ثناء اللہ نے جس کیلئے آپ نے دعا کیلئے کل کہا تھا رات اس کی چوٹی آسمان سے دیکھتا ہوں" چونکہ ان دنوں پیر ثناء اللہ ایک گم نام آدمی تھے۔ اور اپنے علاقے میں کوئی ممبر یا زمیندار نہ تھے' مگر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جب فرمایا کہ میں اس کی چوٹی آسمان سے دیکھتا ہوں اسی روز سے ان کی ترقی ہوئی اور یہاں تک کہ وہ انکے علاقے کے ایک بڑے ممبر اور رئیس بن گئے اور آج بھی میاں چنوں میں آباد ہیں۔ سبحان اللہ کہ بیس سال پہلے ہونے والے واقعہ کی بشارت فرمادی۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پیر ثناء اللہ سے بھی کہہ دیا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

عالیہ میں پکا چک حضرت کرمانوالہ بیٹھے تھے۔سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حاجی صاحب باہر آدمی آئے ہوئے ہیں ان کو بلالاؤ تاکہ فارغ ہو جاویں مگر دیکھنا سامنے سیاہ چادر والے آدمی کو میرے پاس نہ لانا وہ بڑا ظالم ہے یہ آدمیوں کو لاتے رہے جب سب آچکے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''وہ سیاہ چادر والا کیا کہتا ہے''۔عرض کیا کہ ''سرکار رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ مجھے بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے چلو''۔فرمایا ''اچھا لے آؤ''۔مگر وہ بڑا ظالم ہے''۔اسے بھی حاضر کیا گیا۔فرمایا ''کیوں میرے پاس آئے ہو''۔ اس نے عرض کیا ''حضور کا غلام اور مرید ہوں۔میں نے اور میرے بھائی نے اپنے والد کو ایک رشتہ کے سلسلہ میں قتل کر دیا تھا۔میں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے بری ہو گیا ہوں لیکن میرے بھائی کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہے۔اس نے مجھے جیل سے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کیلئے بھیجا ہے۔فرمایا ''تم باہر نکل جاؤ۔ باپ کے قاتل کو میں معافی دوں اور اس کیلئے دعا کروں اس کو جلد ہی پھانسی ملنی چاہئے'ماں باپ کے قاتل کو کیسے معافی مل سکتی ہے۔چنانچہ ان سے فرمایا کہ اس کو وہ باہر نکال دیں۔اس کے بعد وہ بوریوالہ چلے آئے۔ان کی دکان آڑھت پر اخبار ڈیلی بزنس لائل پور آتا تھا۔اس میں پانچ سات دن کے بعد خبر پڑھی کہ اس نام کا فلاں آدمی جس نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا اسے لائل پور جیل میں پھانسی دے دی گئی ہے۔

یہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں نے تین گاڑیاں گندم قریباً (پندرہ سو من) برائے محکمہ فوڈ گرین بوریوالہ خریدی تھیں کہ محکمہ کے اے ایف سی نے اس کو اس وجہ سے اٹھانے سے انکار کر دیا کہ تم نے یہ گندم ہماری منظوری کے بغیر خریدی ہے جو بارش کے سبب خراب بھی ہوگئی ہے' دعا فرمادیں کہ محکمہ وہ گندم اٹھالے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اچھا اللہ کریم رحم فرمائیں گے اور وہ گندم اٹھالیں گے دس پندرہ دن کے بعد یہ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری گندم انہوں نے اٹھالی ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نہیں' لیت و لعل کرتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "اچھا اٹھالیں گے"۔ اس کے بعد محکمہ فوڈ کا ڈائریکٹر بوریوالہ آیا' اس کو موقعہ پر ان کی اور دوسروں کی گندم دکھائی گئی۔ اس نے اے ایف سی بوریوالا کو ہدایت کی کہ گندم کی تمام گاڑیاں فلاں جگہ بھیج دو اور ان سے چار آنے فی من کم میں سودا کر لیا' فہرست تیار ہوئی۔ اس میں ان کا بھی نام تھا۔ مگر اے ایف سی نے ان کی گندم نہ اٹھائی۔ اور دوسروں کی اٹھالی۔ یہ پھر ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "گندم اٹھ گئی یا نہیں"۔ عرض کیا "سرکار رحمۃ اللہ علیہ نہیں"۔ فرمایا اے ایف سی کو

ہم پکڑیں گے۔ اسے کہو کہ یہ گندم تمہاری نہیں بلکہ میری ہے۔ انہوں نے اے ایف سی کو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام دیا۔ اے ایف سی موقعہ پر آیا' گندم کو پاؤں تلے روندا اور یہ کہتا ہوا چلتا بنا کہ ہم آپ کے پیر صاحب کی سفارش کا کیا کریں جاؤ نہیں لیتے۔ ابھی گھر نہیں پہنچا تھا کہ اس پر فالج گرا اور وہ دھڑام سے راستے میں بائیسکل سے نیچے گر پڑا۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ واقعہ عرض کیا سرکار نے انہیں ڈائریکٹر صاحب کے پاس لاہور بھیجا' چنانچہ یہ لاہور پہنچے' ڈائریکٹر صاحب سے عرض کیا۔ انہوں نے ان کی موجودگی ہی میں بوریوالہ تار دے دیا کہ گندم فوراً اٹھالو۔ چنانچہ ان کے واپس آنے سے پہلے پہلے گندم گاڑی میں بھری جا چکی تھی اور قم انہیں مل گئی۔ اے ایف سی صاحب پانچ چھ ماہ فالج کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ ایک دن ان کے پاس ملازم کو برائے معافی بھیجا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ وہ میرے پاس تشریف لائیں" یہ ان کے پاس گئے' وہ بہت رویا اور ان سے معافی مانگی۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ بولا میں کار میں وہاں چلتا ہوں۔ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں۔ وہ حضرت کرماں والا شریف پہنچے حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ وہ اے ایف سی سلام کیلئے حاضر ہوا ہے اگر حکم ہو تو اسے پیش کیا جائے۔ فرمایا اچھا لے آؤ۔ ان سے فرمایا "بابو جی آپ وہی ہیں جو ہمارے آدمیوں کو تنگ کرتے رہتے

ہیں"۔ وہ بولے "حضور غلطی ہوئی۔ معافی چاہتا ہوں"۔ فرمایا "اچھا جاؤ معافی ہے' لنگر کا کھانا کھاؤ اور پانی پی لو اللہ کریم شفا دیں گے' اس کے سامنے مٹی کے برتنوں میں جب پانی اور سالن لایا گیا تو وہ یہ دیکھ کر بہت ہنسا کہ بھئی کیا خوب پیالے ہیں۔ بس کھانے کی دیر تھی کہ اللہ کریم نے اسے شفا کامل عطا فرمائی۔

ایک دفعہ انہیں ایک اور چوری کا واقعہ پیش آیا۔ ان کا ایک منیم جس کے پاس پیٹی کی چابیاں تھیں' سولہ ہزار روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ یہ خود تو تھانے میں پرچہ دینے چلے گئے اور اپنے چھوٹے لڑکے عثان اللہ کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کی خاطر بھیجا۔ جب ان کا لڑکا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دور سے دیکھ کر فرمایا "یہ لڑکا جو آ رہا ہے اس کو باہر نکال دو"۔ چنانچہ اس کو باہر نکال کر نیم کے نیچے دروازے کے سامنے بٹھا دیا گیا۔ کچھ دیر گزری تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "لو بھئی یہ تو حاجی رحمت علی بوریوالہ کا لڑکا ہے اس کو میرے پاس لاؤ"۔ جب اسے پیش کیا گیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کیسے آئے ہو کیا میں نے حاجی صاحب کو روکا نہیں تھا کہ آئندہ چابیاں کسی منشی کو نہ دیں"۔ پھر لڑکے سے تمام حالات پوچھے' فرمایا "جاؤ حاجی صاحب سے جا کر کہو چور مل جائے گا اور رقم بھی مل جائے گی۔ مگر وہ آئندہ کسی ملازم

کو چابیاں نہ دیا کریں۔ کیونکہ چور کو ہم نے چھوڑ دینا ہے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ان کے بیٹے سے محبت فرماتے تھے اور سنترہ کی قاشیں چھیل کر اسے دے رہے تھے۔

وہ گھر پہنچا' پرچہ آ چکا تھا' پولیس والوں نے چور کے رشتہ داروں میں جا کر تمام حالات سے آگاہی حاصل کی اور آخر کار وہ منیم بہاولپور کے علاقے سے پکڑا گیا۔ اس سے تمام رقم سوائے پنتالیس روپے کے برآمد ہو گئی۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب تھانیدار تھے۔ چور کو پکڑ کر لائے۔ اسی چوری میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے تھانیدار کو فرسٹ گریڈ ملا اور اس کی سفارش ہوئی اور وہ انسپکٹر ہو گئے۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب تھانیدار نے منیم کو مارنا چاہا لیکن انہوں نے اس سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے کہ اس کو کچھ نہیں کہنا۔ اس لئے آپ اسے زدوکوب نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی۔ اس کے بعد اس کا چالان ہوا۔ سرکار کا حکم تھا کہ اس کو چھڑانا ہے۔ جب مقدمہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا گواہان بھگتے تو مجسٹریٹ نے تین سال کی سزا کا حکم سنایا۔ مجسٹریٹ صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ اس کو سزا کا حکم سنا رہے ہیں لیکن ہمیں تو اس کی منڈی میں ضرورت ہے۔ ہمارے کاروبار کا لین دین اسی کے ہاتھ

میں ہے کوئی ایسی سزا نہ دیں بلکہ اس کو بری کر دیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے ملزم کو کہا کہ اچھا کل حکم سنائیں گے۔ رات کو انہوں نے ایک قانون دیکھا کہ اڑھائی سال کیلئے پانچ ہزار روپے کی ضمانت اگر ملزم داخل کر دے تو رہا ہو سکتا ہے۔ اس کی کسی آدمی سے آٹھ دن کی ضمانت نہ ہو سکی۔ ایک روز یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا "کیوں تمام رقم مل گئی" عرض کیا "سرکار مل گئی" کیا ملزم کو چھوڑ دیا گیا؟ عرض کیا "سرکار رحمۃ اللہ علیہ ابھی کسی نے ضمانت نہیں دی"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "تم خود ہی جا کر ضمانت دے دو۔ اگلے دن وہاڑی عدالت میں انہوں نے مطلوبہ ضمانت نامہ داخل کرا دیا۔ مجسٹریٹ صاحب ہنسے اور کہا "تمہارا ہی ملزم اور تم ہی ضامن" انہوں نے کہا' ہماری سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا یہی حکم ہے سبحان اللہ ہماری سرکار رحمۃ اللہ علیہ ملزموں پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے اور اصلاح بھی ہو جاتی تھی۔ دراصل حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی کے انداز نرالے تھے۔

ایک روز عرض کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ محمد امین صاحب شرقپوری نے جو کتاب "اولیائے نقشبند" لکھی ہے اور اس میں اعلیٰ حضرت قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے جو حالات آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہیں اس میں ایک

واقعہ ایک مرید کے پھانسی سے بچنے کا بھی درج ہے۔ یہ واقعہ امین صاحب نے حیران کن لکھا ہے۔اس کی کیا کیفیت ہے سرکار نے فرمایا' یہ کتاب میرے کمرے میں فلاں جگہ رکھی ہے اسے لے آؤ۔ اور یہ واقعہ پڑھ کر مجھے سناؤ۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ واقعہ سنایا گیا۔فرمایا'' امین صاحب نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی اور ان کی کتاب کی بہت تعریف فرماتے رہے اور فرمایا'' کہ اس کتاب کے بدلے میں اللہ کریم امین صاحب کو دین و دنیا میں بہت بہت ترقی دیں گے وہ سب اب ظہور میں آرہا ہے۔

ایک دفعہ سابقہ کرموں والہ شریف کا ذکر ہے کہ حاجی صاحب جن کو وہاں گئے ہوئے دس پندرہ دن ہو گئے تھے اور یہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ سرکار تشریف لائے۔فرمایا'' تم کو کس نے کہا ہے کہ مسجدوں میں جاکر بیٹھ جاؤ اور اللہ اللہ کرو اور تسبیح پھیرو۔فرمایا'' جاؤ بال بچوں کیلئے روزی کما کر ان کو کھلاؤ'' کیونکہ ان کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت بھی عبادت ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار شرقپور شریف عرس پر تشریف لے گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ڈیرہ شہر سے باہر ایک مسجد میں تھا جس کے پیچھے ایک باغیچہ تھا۔اس باغیچہ کے ساتھ ساتھ ایک راستہ باہر کو جاتا تھا وہاں کچھ عورتیں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بیٹھی تھیں۔انہوں نے ان کی بہت منت و سماجت کی

کہ ہم کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کراؤ۔ ان عورتوں کے بہت زیادہ اصرار پر انہوں نے ان سے کہا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ابھی ادھر سے گزریں گے تم باغیچہ میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ اس طرح تمہیں زیارت ہو جائے گی۔ یہ واپس آئے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حاجی صاحب لوٹا اٹھاؤ' باہر چلیں''۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسی راستے سے جا رہے تھے کہ وہ عورتیں سامنے آ گئیں۔ حاجی صاحب نے کہا' مائی پیچھے ہٹو' پیچھے ہٹو۔ سرکار مسکرائے' اور فرمایا کہ ''پہلے تو بٹھا گئے ہو' اواب انہیں پیچھے دھکیلتے ہو۔ اب آنے دو اور ان کی بات سنو۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ راستے میں ٹھہر گئے اور ہر عورت کی عرض پر دو تین منٹ دعا فرمائی اور پھر وہاں سے چلے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان سے پہلے ہر سال خواجہ ابو شکور رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر واقع تحصیل سرسہ (ضلع حصار) تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جماعت کرانے اور دعا مانگنے کے بعد جب مصلی سے اٹھے اور اپنی چارپائی پر تشریف لائے جو مسجد ہی میں پڑی تھی تو اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مبارک حاجی صاحب پر پڑی جو اس وقت دوسری صف میں بیٹھے ''اسم ذات'' کی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چارپائی پر بیٹھتے ہی ان کو اپنے پاس بلایا۔ یہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ فرمایا ''تجھ کو کس نے تسبیح پھیرنے کیلئے کہا ہے۔'' اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مصرع پڑھا در زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

پھر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے سوال کیا "تم تسبیح پر کیا پڑھ رہے تھے"۔ عرض کیا "حضور اسم ذات۔" فرمایا "تم کو کس نے بتایا"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور ہی سے معلوم ہوا"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور ارشاد فرمایا "مگر بھئی میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ لوگوں کے سامنے یہ تسبیح پڑھو، بلکہ یہ کہا تھا کہ دو تسبیح کے وقت اسم ذات کا تصور دل میں رکھ کر مراقبہ کرنا ہوگا۔ تسبیح تو میرے پاس بھی ہے کبھی تم نے دیکھی ہے؟"

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ جب کسی آدمی کو ظاہراً تسبیح پڑھتے دیکھتے تو ناراض ہوتے اور فرماتے کہ ہر وقت گلے یا ہاتھ میں تسبیح نہیں رکھی چاہیے۔ بلکہ تسبیح تو یوں پڑھنی چاہیے کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ آدمی تسبیح پڑھ رہا ہے۔

ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ایک آدمی نے مجھ کو لکھا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی سونا بنانا جانتے ہیں اور میں بھی سونا تیار کر سکتا ہوں۔ اس لئے ہم نسخہ جات کا تبادلہ کر لیں"۔ میں نے جواباً ان کو لکھا کہ بھئی میں تو سونا بنانا نہیں جانتا لہٰذا میں نسخہ تبادلہ کیسے کر سکتا ہوں۔ پھر وہ آدمی مجھے کیمیا گری سکھانے کیلئے خود آیا۔ مگر میں نے اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ دی آخر وہ واپس چلا گیا۔ وہ شخص واقعی سونا تیار کرنے کی اہلیت اور استعداد رکھتا تھا"۔ سبحان اللہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی کیا شان استغنا

تھی۔

ایک بار منڈی بوریوالہ کے آڑھتی چوہدری سلطان علی چیمہ کا لڑکا گم ہو گیا اور تین چار ماہ تک اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اس کے گھر والوں کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک روز لڑکے کے والد اپنے ایک دوست خان حبیب اللہ خان نیازی منیجر کوآپریٹو بینک بوریوالہ کے پاس بیٹھے بیٹھے شدت غم سے رونے لگے۔ خاں صاحب اسی وقت چوہدری صاحب کو ساتھ لیکر حاجی صاحب کے پاس پہنچے۔ اور ان سے کہا کہ حاجی صاحب آپ ہماری سفارش مانیں اور ہمارے اس دوست کے ہمراہ حضرت کرماں والا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جائیں اور ان سے دعائے خیر کرا دیں کہ ان کی پریشانی دور ہو۔ چنانچہ یہ چوہدری سلطان علی کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے لڑکے کی گمشدگی کا تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہدری صاحب کو ایک آیت بتاتے ہوئے فرمایا کہ ''گھر جا کر یہ آیت پڑھنا' لڑکا خود بخود گھر آ جائے گا''۔ چوہدری صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر عمل کیا۔ اور ساتویں دن لڑکا بالکل صحیح سالم گھر واپس لوٹ آیا۔ اس نے بتایا کہ میں فلاں شہر میں تھا اور وہاں سے ایک بزرگ مجھے یہاں تک لا کر چھوڑ گئے۔

بابا اللہ دتہ قصاب سکنہ سانگلہ ہل بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھلیر شریف عرس مبارک پر تشریف لے گئے وہ بازار میں ایک دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ برابر سے گزر گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دور گئے تھے کہ ان کے دل میں یک لخت بے چینی پیدا ہوئی اور یہ آپ کے پیچھے دوڑے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ "بابا ہم تیرا کچھ اٹھا تو نہیں لائے' تم ہمارے پیچھے کیوں بھاگتے ہو؟" عرض کیا "حضور حکم ہو تو تانگہ لے آؤں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ضرورت نہیں ہم پیدل ہی جائیں گے"۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "یہاں کوئی مسجد ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "جی ہے"۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لا کر لیٹ گئے۔ یہ وہیں بیٹھے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دو آدمی تھے انہوں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو جگا دو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ یہ اٹھ کر خود جگانے کے واسطے بڑھے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "کیا بات ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور حکم ہو تو کھانا لے آؤں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور

ساتھ ہی ان کے مکان کا نقشہ بتایا اور فرمایا کہ "تمہارے گھر دو روٹی اور دال صبح کی پڑی ہے وہی میرے لئے لے آؤ"۔ چنانچہ یہ گھر گئے تو معلوم ہوا واقعی صرف دو روٹیاں اور دال صبح کی پڑی تھی انہوں نے گھر میں اور روٹی پکوانے کے واسطے کہا اور اپنے پوتے کو لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پوتے کے ساتھ محبت فرماتے رہے۔ یہ پھر واپس گئے اور گھر سے روٹی لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو دال روٹی صبح کی تھی اس میں سے لقمہ لیا اور پھر اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "جاؤ صبح آنا۔ یہ صبح پھر گئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "رات کو دس بجے بھلیر شریف آنا۔ یہ پھر بھلیر شریف دس بجے رات کو حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح سات بجے آؤ"۔ یہ پھر صبح سات بجے گئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پھر واپس جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے گھر آ کر حضور کیلئے روٹی کا بندوست کیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ظہر کے وقت سانگلہ ہل تشریف لے آئے اور نماز ظہر ریلوے اسٹیشن پر ادا کی۔ اتنے میں گاڑی آ گئی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں سوار ہو گئے۔ انہوں نے

عرض کیا حضور روٹی لایا ہوں۔ فرمایا "لے آؤ" چنانچہ یہ روٹی لے آئے۔
حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟"۔
انہوں نے عرض کیا: جناب ایک لڑکا ہے" فرمایا" ایک سے سات ہو جائیں
گے اور ساتھ ہی فرمایا کہ لڑکے کو بلاؤ" چنانچہ یہ اپنے لڑکے کو لے آئے' اور
چوہڑ کانہ ریلوے اسٹیشن پر کھانے کے برتن لڑکے کے ہاتھ واپس کر دیئے۔
حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے ان کے ہاں اب ایک
کے پانچ لڑکے ہو گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ سات پورے ہو
جائیں گے۔

سترھویں مجلس

حاجی محمد رحمت علی صاحب مہاجر سرانوالہ بودلہ آڑھتی غلہ منڈی بوریوالہ کا بیان ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ان کا چھوٹا بھائی نواب علی جو اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا اور مولانا ظفر علی خاں کے ہاں رہتا تھا۔ گھر سے ناراض ہو کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔

اس کے گھر والوں کو اس امر کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ سمندر پار لڑائی پر جا رہا تھا۔ اس کی والدہ کو بہت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ فوری طور پر فوج کے اعلیٰ افسران سے رجوع کیا گیا مگر جب تک جنگ جاری رہی کسی نے توجہ نہ

دی۔

اسی غم میں ان کی والدہ صاحبہ بھی داغ مفارقت دے گئیں کہ اب میرا بیٹا محاذ جنگ سے زندہ واپس نہیں آئے گا۔ ان دنوں نواب علی اٹلی میں تھا' جہاں پر زوروں کی جنگ ہو رہی تھی۔ حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور عرض کیا کہ ہمارا بھائی ابھی تک واپس نہیں آیا' جب کہ والدہ صاحبہ اسی غم میں وفات پا گئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ وہ صحیح سلامت گھر واپس آ جائے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' اچھا اللہ کریم اس کو سات دن کے اندر اندر یہاں لے آئیں گے''۔

جب حاجی صاحب گھر پہنچے تو معلوم ہوا' کہ رانا آفتاب احمد خاں سول لائنز آفیسران کے گھر موقع پر یہ دیکھنے آ رہے ہیں کہ واقعی نواب علی فوجی کلرک حوالدار کی والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کا چہلم ہے۔ جب وہ افسر موقع پر تشریف لائے' انہوں نے رات کو ایک تار سمندر پار ایک ہیڈ کوارٹر آفس کو اور ایک تار اس کے فوجی افسر کو دیا کہ نواب علی کو فوراً بھیج دیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ان تاروں کا جواب رات ہی کو وصول ہو گیا کہ اس کی چھٹی منظور ہو گئی ہے اور ہم اس کو اٹلی سے بذریعہ ہوائی جہاز واپس وطن بھیج رہے ہیں۔ اس طرح حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد مبارک کے مطابق سات دن کے اندر اندر ان کا بھائی گھر واپس پہنچ گیا۔

حاجی صاحب کے لڑکے امان اللہ کو درد گردہ کی بہت سخت تکلیف رہتی تھی' کیونکہ اس کے گردے میں پتھریاں تھیں انہوں نے اسے 1950 میں ڈاکٹر محمد یار'ڈاکٹر ملک صاحب' ڈاکٹر امیر دین اور ڈاکٹر الٰہی بخش وغیرہ کو لاہور جا کر دکھایا۔ سب نے آپریشن کی تجویز پیش کی۔ حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''ہم آپریشن نہیں کراتے' صرف خربوزے کے بیج گھوٹ گھوٹ کر پلاؤ انشاء اللہ اسے شفا ہوگی''۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر عمل کیا گیا تو پانچ سات روز ہی میں سیاہ رنگ کی نوک دار پتھریاں برآمد ہوئیں اور کافی عرصے تک افاقہ رہا۔

مگر چونکہ ان کا بیٹا سلیٹی پینسل کھانے سے باز نہیں آتا تھا۔ اس لئے چند برس بعد اس کے پیٹ میں دوبارہ درد گردہ اٹھا بہتیرے علاج معالجے کئے گئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخرکار دوبارہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا گیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہم آپریشن نہیں کرائیں گے۔ اگر خربوزہ کے بیجوں سے آرام نہیں آتا تو خدا پر بھروسہ رکھو اللہ کریم رحم فرمائیں گے''۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ نشتر کالج ملتان کے ڈاکٹروں کا یہ متفقہ مشورہ ہے لڑکے کا فوراً آپریشن ہونا چاہئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''آپریشن نہیں کرانا''۔

کچھ ہی عرصے بعد جب خود سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میو ہسپتال میں آپریشن ہونے والا تھا اور دو تین روز پہلے ہی حاجی صاحب ہسپتال گئے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "حضور آپریشن کی اجازت دے دیں"۔ اس بار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ چونکہ امان اللہ ملتان ہی میں زیر تعلیم تھا اور وہاں ڈاکٹر اس کے دوست تھے۔ محمد امان اللہ خاں بمطابق حکم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپریشن سے انکاری تھا۔

سات آٹھ دن بعد ڈاکٹروں نے اسے کہا کہ آج آپ کو فارغ کر دیا جائے گا۔ صرف بڑے ڈاکٹر صاحب سے آپریشن روم میں جا کر ایک بار مل لیں۔ جب وہ آپریشن روم میں بڑے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کیلئے گیا تو انہوں نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا آپریشن شروع کر دیا۔ ان کا لڑکا گھبرایا اور بہت بے چین ہوا کہ میرے ساتھ یہ کیا دھوکا ہوا ہے۔ محمد امان اللہ کا بیان ہے کہ اسی بے چینی کے عالم میں اس کے روبرو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرماں والے تشریف لائے اور اس کے بازو کو پکڑ کر ارشاد فرمایا"۔ امان اللہ کیوں گھبراتے ہو جب کہ تم نے میری اجازت سے آپریشن کرایا ہے فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم فرمائیں گے"۔

اس کا آپریشن قریباً تین گھنٹے جاری رہا۔ اس عرصے میں سرکار

رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بازو تھامے رکھا اس کا عقیدہ ہے کہ وہ حضرت کرماں والے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی امداد اور دعا سے زندہ بچا ہے۔ اس لئے وہ کبھی گاؤں پکا چک کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوتا اور نہ ہی قضائے حاجت کیلئے اس طرف منہ کرتا۔ یا تھوکتا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے نیک بندوں کی جس وقت پکارا امداد کو پہنچ گئے۔

ایک بار حاجی رحمت اللہ صاحب جب شرقپور شریف سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی میں موہنی روڈ (لاہور) سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ دوسرے دن صبح حاجی صاحب نے انکم ٹیکس کے سلسلے میں ملتان ایک اپیل کرنی تھی' کیونکہ ان کو پانچ چھ ہزار روپے ٹیکس لگ گیا تھا۔

انہوں نے مغرب کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ صبح انکم ٹیکس کے سلسلے میں اپیل کرنے ملتان جانا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ٹیکس سے نجات دلائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "اللہ کریم معاف فرمائیں گے"۔ پوچھا "کب جانا ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور سندھ ایکسپریس سے" فرمایا "اس کے بعد بھی لاہور سے کوئی گاڑی ملتان جاتی ہے جو صبح پہنچا دے"۔ انہوں نے عرض کیا

''سرکار رحمۃ اللہ علیہ یہی آخری گاڑی ہے جو رات کو چلتی ہے''۔ فرمایا ''جاؤ پہلے کھانا کھاؤ' اس کے بعد میرے پاس آؤ''۔ عرض کیا گیا ''کھانا کھاتے ہوئے دیر ہو جائے گی اور گاڑی چھوٹ جائے گی''۔ فرمایا ''پھر کیا ہو۔ نکل جانے دو''۔ کھانا کھا کر میرے پاس آؤ۔ پھر بات کریں گے''۔

ان کو سیٹھ صاحب نے کھانا کھلا دیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت چھت پر تشریف فرما تھے۔ جب یہ کھانا کھا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اوپر پہنچے تو وہ ابھی کھانا تناول فرما رہے تھے' ارشاد فرمایا ''کھانا کھالیا''۔ انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں سرکار!'' فرمایا ''سندھ ایکسپریس تو اب نکل چکی ہوگی'' عرض کیا ''سرکار ی وہ تو کافی دیر کی نکل چکی ہے''۔ فرمایا ''اچھا اب کسی بس کے اڈے پر جاؤ اور بس پکڑ کر ملتان چلے جاؤ''۔

یہ وہاڑی بس کے اڈے پر پہنچے وہاں سے پتا چلا کہ وہاڑی بس ساڑھے بارہ بجے رات چلے گی۔ یہ اسی پر سوار ہو گئے۔ وہاڑی سے آگے ملتان تک قریباً دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ انہوں نے سوچا وہاں سے ملتان چلا جاؤں گا۔ مگر جب بس چوکی کے ریلوے پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک بند تھا۔ ہارن دیئے گئے لیکن پھاٹک نہ کھلا آخر پھاٹک والا آیا' اس سے کہا گیا کہ پھاٹک کھولو اس نے کہا ''ہمارے افسروں کی گاڑیاں لاہور سے آرہی ہیں' وہ دیکھیے روشنی ہو رہی

ہے۔ گیمبر ریلوے اسٹیشن پر ایکسپریس کو حادثہ پیش آ گیا ہے۔ اور وہ جل رہی ہے۔ بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔

کچھ دیر کے بعد جب پھاٹک کھلا اور ان کی بس گیمبر پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ سندھ ایکسپریس کی ایک مال گاڑی سے جس میں تیل بھرا ہوا تھا ٹکر ہو گئی ہے اور پوری گاڑی کو آگ لگی ہے۔ گاڑی کے ڈبے نیچے اتر کر چکنا چور ہو گئے تھے اور انجن جل رہا تھا۔ ڈبوں کے ملبے سے لاشیں نکال کر باہر میدان میں جان پہچان کیلئے رکھی جا رہی تھیں۔

یہ حادثہ بہت بڑا اور انتہائی ہیبت ناک تھا۔ اس وقت حاجی صاحب کی سمجھ میں آیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سندھ ایکسپریس پر سوار ہونے کی اجازت نہ دینے میں کیا مصلحت تھی۔ جب حاجی صاحب صبح ملتان پہنچے مقدمہ اپیلانٹ کمشنر انکم ٹیکس کے روبرو پیش ہوا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ٹیکس ختم ہو گیا۔

چار پانچ روز بعد جب یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں گئے تو دوسرے بہت سے آدمیوں کی موجودگی میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ "حاجی صاحب ٹیکس چھڑا کر آ رہے ہیں اور سندھ ایکسپریس پر جانا چاہتے تھے لیکن میں نے اجازت نہ دی"۔ سبحان اللہ۔ اللہ کریم کے نیک

بندوں کی فراست کے قربان جایئے۔

(ایڈیٹر آئینہ مولوی امین شرقپوری کو ایک مرتبہ انکم ٹیکس افسر نے ضد میں آ کر بہت ٹیکس لگا دیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا "اپیل کر دو"۔ چنانچہ اپیل دائر کر دی گئی اور ٹریبونل نے وہ زائد ٹیکس سارا کا سارا معاف کر دیا۔ حالانکہ انکم ٹیکس کے اسسٹنٹ کمشنر نے بھی انکم ٹیکس افسر کے حق ہی میں فیصلہ دیا تھا۔)

قیام پاکستان سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک روز حاجی صاحب چار آدمیوں کو بیعت کرنے کیلئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ ان کو بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معمول کے مطابق تلقین فرمائی پھر انہیں علیحدگی میں ہدایت فرمائی۔ "حاجی صاحب ایسے مت کیا کریں۔ ہر ایک آدمی کو اپنے ساتھ نہیں لانا چاہیے۔" "کملے بیلیو" پیری مریدی کوئی ایسی ویسی شے نہیں ہے۔ یہ تو قیامت کی ضمانت ہے جن کو مرید کیا جاتا ہے ان کا بار ہمارے اوپر ہوتا ہے اور ہم ان کی ضمانت لیتے ہیں۔ آپ ہر برے بھلے کے ساتھ چل کر انہیں یہاں لے آتے ہیں۔ اگر میں مرید نہ کروں تو آپ ناراض ہوں گے کہ ہمارے آدمیوں کو قبول نہ کیا۔ ہاں البتہ

جس سے بہت محبت ہو اور کوئی خاص آدمی ہو اس کو بے شک لے آیا کریں"۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت کرمانوالہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ پکا چک اپنی اقامت گاہ پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اچانک ایک مجذوب اندر داخل ہوا اور بولا "آپ یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ واہگہ سرحد پر نہیں جانا' میں جا رہا ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے بھی حکم ہے"۔ یہ کہہ کر وہ ایک روٹی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آگے سے اٹھا کر کھانے لگا۔

حاجی صاحب نے اس کو روکنا چاہا' مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اسے مت روکو" اس کے بعد ایک سیب کھایا اور پھر واپس جاتے ہوئے سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوا۔ "میں جا رہا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی جلد باڈر پر پہنچ جائیے"۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "دیکھو یہ مست کس طرف جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں"۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ مست لاہور کی سڑک پر بھاگا جا رہا ہے چنانچہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے آکر عرض کر دیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ایک مست کا واقعہ ہے کہ کرمانوالہ میں مسجد میں اللہ اللہ کرتا تھا کہ ایک اور مست صبح کے وقت وہاں آگیا اور مجھ سے ریشم سے کاڑھا ہوا دوپٹہ مانگا۔ ہمارے علاقے میں رواج تھا کہ کھدر کا سرخ رنگ کرنے کے بعد اس پر ریشم کے تاگے سے

لڑکیاں دوپٹے شادی وغیرہ کیلئے پھول دار بنایا کرتی تھیں۔ میں چپ رہا۔ انہوں نے بہت اصرار کیا' آخر وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور مجھ سے کہا کہ آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت کچھ دینے آیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قسمت! جب وہ چلے گئے تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے سینے میں جو نور اور برکت تھی وہ چلی گئی ہے ہم فوراً اٹھے اور گھر گئے۔ گھر سے ایک چادر جیسی کہ وہ طلب کرتے تھے لی اور ان کے پیچھے ہو لئے۔ بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ میری حالت بہت دن دگرگوں رہی۔ آخر ایک دن پھر وہی مست صاحب آ گئے۔ میں نے کاڑھی ہوئی چادر پیش کی نہ لی۔ مگر راضی ہو گئے ہم نے ان کی خوب تواضع کی اور ہماری حالت پہلے جیسی ہو گئی۔

ایک دفعہ حاجی صاحب کے ساتھ چند احباب ملازمین کو آپریٹو بینک بوریوالہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے گئے۔ ان کو انہوں نے کہا کہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کریں کہ بوریوالہ ضلع بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ وہاڑی کو ضلع بنایا جا رہا ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ ہمارا بوریوالہ بھی ضلع بن جائے"۔ ارشاد فرمایا۔ "بھئی وہاڑی تو ضلع نہیں ہونا چاہیے"۔ کچھ دن گزرے تو گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ فلاں تاریخ سے وہاڑی ضلع شروع کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دفاتر

ضلع وہاڑی میں قائم ہو گئے۔ صرف ایک ڈی سی صاحب کے آنے کی کسر باقی تھی کہ ان کو بینک کے ملازمین نے بطور مذاق کہا کہ "لو حاجی صاحب آپ کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی دعا تو منظور ہو گئی۔ کہ وہاڑی ضلع نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ وہاڑی ضلع نہیں ہو گا۔ لیکن صورت حال اس سے مختلف ہے"۔ انہوں نے احباب سے عرض کیا کہ یہ حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں جا کر عرض کریں گے چنانچہ جب یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی "سرکار رحمۃ اللہ علیہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہاڑی ضلع نہیں ہو گا' اگر ہو گا تو بورے والا ہو گا"۔ دو تین روز بعد گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ وہاڑی ضلع کی تجویز مسترد کر دی گئی ہے جب کو آپریٹو بینک کے اہلکاروں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان ولایت دیکھی تو وہ سب مان گئے کہ واقعی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ ہیں رب تعالیٰ کے بندے جو منہ سے نکالتے ہیں رب کریم ویسا ہی کر دیتے ہیں۔

کئی سال پہلے کا ذکر ہے جب کہ ڈاکٹر خاں صاحب مغربی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ ان دنوں حاجی صاحب کے پاس ایک ڈی سی تشریف لائے کہ مجھے ڈاکٹر صاحب نے معطل کر دیا ہے۔ سرکار کرمانوالے میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ میں اپنے عہدے پر بحال ہو جاؤں"۔ یہ انہیں لیکر حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "چوہدری صاحب اللہ کریم رحم فرمائیں گے۔ آپ ہر نماز کے بعد قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف کے 12 بار پڑھ کر حضور کی روح کو پیش کر دیا کریں"۔ قریباً مہینہ ڈیڑھ مہینہ گزرا ہوگا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پکا چک حاضر ہوئے تو وہاں وہی ڈی سی صاحب بھی بذریعہ کار پہنچ گئے۔ ابھی وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دور ہی تھے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "چوہدری صاحب آپ کا کام اللہ کریم نے کر دیا ہے اور آپ بحال ہو گئے ہیں انہوں نے عرض کیا۔ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھے تو کوئی علم نہیں ہے"۔ فرمایا "آپ بحال، بحال" اور پھر ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تھپکی دی۔ انہیں آئے ہوئے نصف گھنٹہ ہی گزرا ہوگا کہ ایک اور آدمی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا "یہ ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا "سرکار رحمۃ اللہ علیہ اخبار ہے" فرمایا "کون سا" کہا "نوائے وقت ہے"۔ فرمایا "مجھے دکھاؤ"۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار لیا اس میں پہلے صفحہ پر ایک خبر درج تھی کہ ڈاکٹر خان وزیر اعلیٰ نے فلاں ڈی سی صاحب کی فائل منگوا کر ان کو بحال کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار دیکھ کر ارشاد فرمایا "لو چوہدری صاحب اخبار میں آپ کی خبر آ گئی ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "سرکار مجھے تو علم نہیں تھا"۔ فرمایا "میں جو کہتا ہوں کہ اللہ کریم نے

آپ کو بحال کر دیا ہے ہم نے دعا کر دی تھی۔" سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کریم کے ولیوں کی!

ایک روز ارشاد فرمایا کہ "ہر پھل کو چاقو سے چیرتے وقت یا کاٹتے وقت "بسم اللہ، اللہ اکبر" تین دفعہ تکبیر پڑھنی چاہیے خواہ خربوزہ ہی کیوں نہ ہو"۔

ایک روز ارشاد فرمایا "حاجی صاحب کوئی نعت سناؤ"۔ عرض کیا۔ "سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھے تو نہیں آتی 'البتہ ایک عالم فاضل شخص میرے ساتھ ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بڑی نعتیں آتی ہیں"۔ فرمایا نہیں اس کو میرے پاس نہ لانا"۔ یہ سمجھے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "اسے لانا"۔ یہ اس کو اندر لے آئے۔ یہ واقعہ پاک پتن شریف کے عرس کا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وہیں تشریف فرما تھے' فرمایا "اچھا لے آئے"۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ نعت خوانی کرتے اپنا رونا دھونا شعروں میں شروع کر دیا' جسمیں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ میں نے اللہ الصمد کا وظیفہ دس کروڑ بار اور درود شریف پندرہ کروڑ بار' کلمہ شریف سات کروڑ بار پڑھا ہے۔ مگر ہنوز تڑپتا اور بلکتا ہوں اور میری منزل نہیں کھلتی۔ خدارا میری مدد فرمائیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور ارشاد فرمایا "ابھی تو آپ مبتدی بھی نہیں ہیں اور منتہی بنے پھرتے ہیں"۔ آپ سے تمام بزرگ ناراض ہیں کہ آپ ان تمام رازوں کو جو اللہ کریم اپنے نیک بندوں پر عطا فرماتے ہیں ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ کبھی بھی کامیاب و

کامران نہیں ہو سکتے۔ جس نے خاموشی اختیار کر لی وہ اللہ کا نیک بندہ بن گیا اور جس نے قدرت کے رازہائے پوشیدہ کو ظاہر کیا وہ خود خراب اور خستہ حال ہوا"۔ فرمایا "آج دوسری رات ہے بابا صاحب کے بہشتی دروازے سے ہو کر آئے ہو"؟۔ انہوں نے عرض کیا "سرکار دو دن تک کوشش کی مگر کسی نے اندر نہیں جانے دیا"۔ فرمایا "یہی ان کی ناراضگی کی وجہ ہے کہ آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔" "آپ استغفار کیا کریں" حاجی صاحب ان کو باہر لے آئے۔ وہ صاحب اپنے خوابوں کی کیفیت یوں بیان کرتے تھے کہ "مجھے آج حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کی زیارت ہوئی' نیز فلاں فلاں بزرگ ہستی کی بھی زیارت ہوئی وغیرہ وغیرہ" یہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اندر آئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مجھے تو ایک دفعہ حضرت خواجہ خضر کی زیارت ہوئی تھی' انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ راز کی بات کسی سے مت کہنا اور دل میں رکھنا اور یہ ہیں کہ اپنی شان بیان کرتے پھرتے ہیں"۔ سبحان اللہ ظرف ہو تو ایسا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ "مجھے فلاں کیمیاگر کے دو تین خط آ چکے ہیں کہ میں سونا بنانا جانتا ہوں اگر حکم ہو تو حاضر ہو جاؤں' اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو نسخہ بتا دوں"۔ فرمایا "میں نے ان کو لکھا کہ مجھے تو سونا بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس نیت پر آپ میرے پاس آئیں"۔ لیکن ایک روز وہ آ گیا۔ اس

نے تمام واقعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مجھے تو اللہ کریم نے یہی کیمیا دی ہے کہ ایک دفعہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہوں تو ایک مربع اراضی کی آمدنی کے برابر رقم اللہ کریم ہمارے لنگر کیلئے بھیج دیتا ہے پھر مجھے سونا بنانے کی کیا ضرورت ہے"۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "واقعی وہ آدمی سونا بنانا جانتا ہے اور مشہور کیمیا گر ہے۔ چونکہ وہ نسخہ بتانے آیا تھا۔ ہم نے اس کیطرف کوئی توجہ ہی نہ دی اور وہ چلا گیا۔"

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمول میں یہ بھی تھا کہ اگر رحمۃ اللہ علیہ کسی جگہ عرس پر تشریف لے گئے ہوتے یا گھر پر ہی ہوتے اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نذر و نیاز کے سینکڑوں روپوں کے ڈھیر لگا دیتے تو سرکار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے "تم بیٹھو میں ذرا باہر جاتا ہوں' روپوں کو چھوڑا' لوگوں کو چھوڑا اور دو دو دن اس جگہ پر نہ آتے۔ اور فرماتے یہ آدمی ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور اللہ اللہ بھی نہیں کرنے دیتے۔ یہاں تک کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ باہر جنگلوں میں جا کر چھپ جاتے کہ لوگ پیچھے نہ آئیں' مگر پروانے شمع کو کب چھوڑتے ہیں۔ سبحان اللہ شب و روز آنے والوں کا ایک تانتا سا بندھا رہتا تھا۔

لاہور سے جناب ملک گل نواز احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں کہ "ان کے بہنوئی ملک محمد اکبر خاں صاحب جو مائن اونر اور اپنے علاقے کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ ایک زمانے میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے منسلک رہے ہیں اور وہاں کورٹ آف وارڈ میں گورنمنٹ کی طرف سے منیجر مقرر تھے حضرت قبلہ بھی وہاں عرس مبارک میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ملک صاحب موصوف کو ان سے وہاں دلی محبت اور ارادت ہوگئی۔ وہ ان سے اکثر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے تھے اور انہیں غائبانہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلوص عقیدت پیدا ہو گیا اور انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو زندہ پیر شمار کرتے ہوئے حاضری کی آرزو دل میں بسالی۔ اتفاقیہ انہیں 51-1950ء میں ایک خاندانی تنازع میں سخت پریشانی' اخراجات کی زیر باری اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر طرف سے ناامید ہوگئے۔ مقدمے کا ان کے خلاف فیصلہ ہوا اور نوبت ہائیکورٹ تک پہنچ گئی۔ مخالفین بہت بااثر اور معزز تھے وکلاء بھی سابق جج ہائیکورٹ واٹارنی جنرل تھے ___ چیف جسٹس صاحب نے مقدمے کی اہمیت کے مدنظر مقدمہ اپنے پاس رکھا۔ مگر ان کے وکیل کو عدالت میں کہہ دیا کہ "آپ کا معاملہ ناممکن نظر آتا ہے"۔ یہ گھبرائے ہوئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس زمانے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پرانے

ڈیرے میں مردانہ بیٹھک میں تشریف رکھتے تھے جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو باہر دھوپ میں ہی عقیدت مندوں کے درمیان تشریف رکھی۔ باری باری پر ضرورت مند اپنی دقت اور ضرورت کا اظہار کرتے' کوئی بیمار ہوتا تو شفا کیلئے عرض کرتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کمال شفقت سے دعا فرماتے' اور بیمار کیلئے دوائی بھی تجویز کرتے' جس میں اکثر گلقند' شہد اور مکھن کا ذکر ہوتا تھا۔ چونکہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے تنہائی میں ملنا چاہتے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سب سے آخر میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشان کا اظہار کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ "بابو جا اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔

ان کی دلی تسلی نہ ہوئی۔ یہ سمجھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے معمول کے مطابق سب کیلئے جس طرح دعا کی ہے ویسے ہی میرے لئے دعا فرما دی ہے۔ اور خصوصی طور پر مجھے دعا سے نہیں نوازا۔ چنانچہ پژمردہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فارغ ہو کر مردانہ بیٹھک سے باغ کی جانب آخری طرف جو ایک کمرہ بنا ہوا تھا وہاں خادم کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ یہ کھڑے ہو کر دیکھتے رہے۔ اچانک نصف فاصلے سے زائد طے کرنے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو اشارہ کیا کہ وہ بابو جو کھڑا ہے اس کو بلاؤ۔ خادم ان کے پاس آیا حضرت صاحب قبلہ

رحمۃ اللہ علیہ نے یاد فرمایا ہے۔ وہاں موجود اشخاص نے تعجب کیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آج تک وہاں کسی اجنبی کو طلب نہیں کیا' ان کا معاملہ خاص ہی نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ دل میں بہت خوش ہوئے کہ ان کا کام حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو پسند ہے۔ ان کے حاضر ہونے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "بابو تم بہت پریشان ہو"۔ انہوں نے جواباً عرض خدمت کیا' حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جی ہاں' تین بار اسی طرح فرمایا اور انہوں نے بھی اسی طرح عرض خدمت کیا کہ دفعتاً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آ گیا۔ روئے مبارک نہایت تابناک ہو گیا اور ان کی پشت پر تین مرتبہ زور سے ہاتھ مار کر اشارہ فرمایا کہ "جا بابا اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ یہ مسرت سے پھولے نہ سمائے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ ان کا کام ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہ کمال شفقت سے فرمایا کہ "اب بے فکر ہو جاؤ"۔ چنانچہ واپس لاہور آ گئے۔

قربان جائیے! حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت اور دست گیری کے کہ وہ فریق جوان سے پچیس ہزار روپے لیکر راضی نامہ نہ کرتا تھا اور ہر طرح در پے آزار تھا اس کو چیف جسٹس صاحب نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ تم راضی نامہ کر لو۔ دونوں پارٹیاں باعزت ہیں ورنہ میں پھر فیصلہ اپنی مرضی سے کروں گا۔ چنانچہ ان کی مخالف پارٹی نے بغیر کسی مطالبے کے ان سے راضی نامہ کر لیا' جو

لکھ کر داخل عدالت کر دیا گیا اور جسے منظور کرتے ہوئے انہیں باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ ان کے بہنوئی ڈاکٹر رضا جو ولایت اور امریکہ میں کافی عرصہ رہے تھے اور وہاں سے انہوں نے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی' کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی اور اگر ہوتی تھی تو ضائع ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی جناب سے لڑکا عطا کیا۔ لڑکا ہونے سے تین ماہ پہلے ان کی اہلیہ لاہور میں آ کر ڈاکٹر کرنل سمیع کے زیر علاج رہیں۔ بچہ ہونے کے ایک ڈیڑھ ماہ بعد تک بھی ہسپتال میں بطور احتیاط داخل رہیں۔ بچہ چھ ماہ کا ہو جانے پر انہوں نے کراچی واپس جانے کا ارادہ کیا کہ بچہ یک لخت بیمار ہو گیا اور شدید بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گیا۔

ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش مرحوم' ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ' ڈاکٹر واسطی وغیرہ ان سب کا علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہر دوا نے الٹا ہی اثر کیا۔ انہی دنوں ان کے دوسرے بہنوئی ملک اکبر صاحب نے پاک پتن شریف جانا تھا۔ وہ لاہور سے اپنی کار میں روانہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت صاحب کرمانوالہ کی خدمت میں حاضری کی خواہش کی اور ان کے ہمراہ ہوئے تو ڈاکٹر صاحب سے بھی عرض کیا کہ آپ بھی ہمراہ چلئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ''میں پیروں فقیروں کا قائل نہیں ہوں' ان کی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ نے اصرار کیا

کہ وہ ضرور جائیں اور چونکہ وہ کسی پیر ولی کو نہیں مانتے اس لئے گردش اور آفتاب میں گھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے سننے پر وہ رضامند ہو گئے کہ چلو میں سیر کر لوں گا اور آپ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے لیجئے۔ یہ عصر کے قریب حاضر خدمت ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ "منیجر صاحب (ملک صاحب کو ہمیشہ اسی لقب سے پکارا کرتے تھے) اور مہمانوں کو چائے پلاؤ اور جو لڈو ان کیلئے رکھے ہیں وہ کھلاؤ" وہاں موجود حاضرین نے بتایا کہ کسی مرید نے لڈو پیش کئے تھے' جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین میں تقسیم کر دیئے' مگر چند لڈو بچا لئے اور کہا کہ لاہور سے مہمان آ رہے ہیں یہ ان کیلئے رکھ دو۔ ان کے چائے پینے کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام توجہ ڈاکٹر صاحب کی طرف فرمائی اور ڈاکٹر صاحب بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ سر پر رومال باندھ کر باادب دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ دریافت فرماتے رہے' کہ " کہاں کہاں پھرے ہو' تعلیم کہاں حاصل کی ہے اور آپ بہت قابل ڈاکٹر ہیں' مری نبض دیکھیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان دنوں سخت زکام تھا اور ناک سے بھی پانی جاری تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "ایسا نسخہ لکھ دو کہ بس دن کو بھی تارے نظر آئیں۔ اتنے میں خادم لسی لے کر آیا۔ سردیوں کے دن اور

زکام سخت تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لسی نہ پئیں" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "فقیروں کیلئے ہر چیز برابر ہے"۔ اور لسی نوش فرمالی۔

ڈاکٹر صاحب سے ان کا ایڈریس اپنی بیاض پر درج کرایا اور محبت کی باتیں فرماتے رہے۔ فرمانے لگے کہ "پنجابی سمجھتے ہو۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ سمجھتا ہوں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہ ڈیگر ویلہ ہے"۔ (یعنی عصر کا وقت ہے) اس وقت کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اور قرآن پاک میں بھی عصر کی نماز کو فضیلت کا درجہ دیا گیا ہے۔ نیز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت والعصر انا الانسان لفی خسر تلاوت فرمائی۔ ایڈووکیٹ صاحب نے عرض کیا کہ "ڈاکٹر صاحب کا بچہ سخت بیمار ہے دعا فرمائیں"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آئے ہو"۔ (یعنی خوب وقت پر پہنچ گئے ہو) پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر جلالی کیفیت طاری ہو گئی۔ روئے مبارک روشن تر ہو گیا' جس پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ زبان مبارک سے تین مرتبہ یہی دہرایا کہ "ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آ گئے ہو"۔ اور پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "جاؤ رب خیر کرسی" (یعنی اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دے گا) اور پھر سابقہ حالت میں بکمال شفقت ان سب سے فرمایا' کہ اب شام ہونے لگی ہے سردیوں کے دن ہیں

راستہ خراب ہے اور تم لوگوں کو لاہور جاتے ہوئے دیر ہو جائے گی۔ اس لئے جلدی واپس چلے جاؤ۔ ڈرائیور سے ارشاد فرمایا "کار کو زیادہ تیز نہ چلانا اور جہاں سڑک خراب ہو ایک پہیہ پکی سڑک پر اور ایک کچے پر رکھنا"۔

چنانچہ یہ سب واپس لاہور آئے تو کوٹھی پر آ کر دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب کا بچہ بالکل تندرست ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا' تو معلوم ہوا کہ "عصر کے وقت بچے کی حالت سخت خراب ہو گئی' تمام دوائیاں دی گئیں۔ بچے کی والدہ جو ان کی ہمشیرہ ہیں خود ڈاکٹر ہونے کے باوجود رونے لگیں اور بچے کو کار میں ڈال کر ہسپتال لے جانے لگیں۔ لیکن کار جو اس سے پہلے بالکل ٹھیک تھی چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ ڈرائیور نے بہتیرا سر پٹکا مگر کچھ نہ بنا۔ بچے کی حالت بالکل قریب المرگ تھی۔ چنانچہ یہ سب ڈرائیور کو ساتھ لیکر گلبرگ بس سٹاپ تک پیدل گئے تو کوئی بس' تانگہ یا ٹیکسی نہ ملی۔ اسی حالت میں روتے پیٹتے سب واپس گھر آ گئے۔ ناامید ہو کر بچے کو گود میں لیا کہ دفعتاً بچے نے آنکھیں کھول دیں' اور مسکرانے لگا ــــــ اور جو وہ ایک ماہ سے ماں کا دودھ تک نہ پیتا تھا دودھ پینے لگا۔ وہ اس دن سے بالکل تندرست ہے۔ جب وقت دریافت کیا تو بالکل یہ وہی وقت تھا جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر صاحب کو فرمایا تھا کہ "تسی بڑے چنگے ویلے آئے ہو' رب خیر کرسی"۔ قربان جایئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور فیض عام

کے کہ یہ بچہ بالکل تندرست ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو دو فرزند اور بھی عطا کیے ہیں جو بالکل تندرست ہیں۔

اس واقعہ کے تقریباً تین سال بعد یہ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں سڑک کے کنارے زیر تعمیر مسجد میں لے گئے۔ وہاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چارپائی بچھوائی اور تشریف رکھی اور انہیں بھی بٹھایا۔ اس وقت تک صرف چبوترے کی جگہ پر بھرتی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہاں مسجد تعمیر ہوگی۔ اور یہیں پر میرا دفن ہوگا۔ اولیا اللہ زندگی میں ہی اپنی آئندہ رہائش کی نشانی دہی کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ نصیحتیں فرمائیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد ازاں یہ سب لاہور واپس ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک پر الوداعی نظر ڈالی تو ایک نور دنیا سے نرالا اور ایک کیفیت عجیب وجدانی محسوس ہوئی۔ باوجود کہ کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ سانولا تھا مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے روئے مبارک پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ ایک چکا چوند کرنے والی روشنی نظروں کو خیرہ کرتی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نورانی ظہور اپنے مقبول بندوں میں رہتا ہے اور ان کے ذریعہ فانی انسان اللہ تعالیٰ کی قربت اور

رسائی حاصل کرتے ہیں۔

ایک بار انہوں نے اوران کے بہنوئی ملک صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں مرید کرلیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا "ملک جی! میرا مرید ہونا بہت مشکل کام ہے میں بغیر داڑھی کسی شخص کو مرید نہیں کرتا۔ میرے مرید کیلئے پانچوں وقت پابند نماز و تہجد ہونا شرط ہے"۔

ملک صاحب نے کہا کہ ان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ "ملک جی آپ بخشے بخشائے ہیں آپ میرے لئے دعا فرمائیں"۔ پھر تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا دنیا میں دولت کی فراوانی انسان کو گناہوں اور برائیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ خوف خدا رکھتے ہوئے برائی سے باز رہیں اور اللہ کریں تو آپ بخشے بخشائے ہیں۔ جس روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اسی شب ایڈووکیٹ صاحب نے خواب میں اشارہ محسوس کیا اور ملک صاحب کو عرض کردیا تھا اور اس سے اگلے روز اخبار میں خبر شائع ہوگئی تھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار تا ابد مرجع خاص و عام رہے گا اور خلق خدا کو فیض جاری رہے گا۔

اٹھارویں مجلس

حضرت صاحب قبلہ سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کا کامل نمونہ تھے۔ گفتار و کردار میں اتباع سنت پر زور دیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ہر قسم و ہر خیال کے لوگ آتے تھے۔ بعض لوگ اپنی دنیاوی تکالیف کے تحت دعا کرانے کیلئے آتے اور بعض حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سب کو نماز پنجگانہ باقاعدگی سے پڑھنے' داڑھی رکھنے اور نیک اعمال کرنے کی ہدایت فرماتے۔ نماز کے وقت منڈی داڑھی و کتری داڑھی والے کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ دیتے۔ پوری داڑھی والے کو بڑی محبت سے پہلی صف میں کھڑا کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خاص کرامت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدین پوری داڑھی

رکھتے ہیں۔ مکمل داڑھی رکھنا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا امتیازی نشان ہے۔

خدمت اقدس میں حاضر ہونے والوں سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف مکمل داڑھی والے کی ہی عزت کرتے۔ دوسرں سے بے اعتنائی برتتے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ حضور داڑھی منڈوں سے زیادہ محبت سے پیش آتے اورانہیں انبیائے کرام واولیائے عظام کے حالات و حکایات سنا کراس قدر متاثر فرماتے کہ خدمت عالیہ میں پہلی دفعہ حاضر ہونے والا آدمی دل ہی دل میں یہ عہد کر لیتا کہ آئندہ انشاء اللہ جب حاضر خدمت ہوں گا تو نماز پنجگانہ کا پابند اور داڑھی رکھ کر آؤں گا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت کرنے کا طریقہ نہایت آسان و سادہ تھا' حلقہ ارادت میں داخل ہونے والوں کو سب کے سامنے درود شریف ''صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم'' کی تلقین فرماتے اور نماز تہجد کے بعد اسے پانچ صد بار درود شریف روزانہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ درود شریف کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار مع بسم اللہ شریف کا وظیفہ بتلاتے۔ ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ ونماز تہجد وداڑھی رکھنے' حقہ نہ پینے اور راست بازی و نیک اعمال کی پابندی اور امرونواہی پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ سبحان اللہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی صحبت بڑے بڑے بدکرداروں اور سرکشوں کا نقشہ بدل دیتی تھی۔ عاجز کے بیعت ہونے سے قبل ہمارے گاؤں میں صرف چند ایک معمر آدمیوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ بھی پوری نہ تھی۔ مگر اب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے موضع باجڑہ گڑھی سیالکوٹ وملحقہ دیہات میں اکثر نوجوان پوری داڑھی والے نظر آتے ہیں شروع شروع میں اس پر مذاق ہوئے اور پھبتیاں اڑائی جاتی تھیں۔ مگر اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ داڑھی والے کی طرف بری نظر سے دیکھ سکے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک زبردست کرامت ہے۔

شہر سیالکوٹ سے مشرقی جانب قریباً دو میل کے فاصلے پر موضع سیڈانوالی شریف واقع ہے، جس میں حضرت سید پیر کا کا شاہ صاحب مقیم تھے۔ پیر کا کا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ اور مجذوب بزرگ تھے۔ ۱۹۳۵ء ماہ دسمبر میں بندے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چلو آج پیر کا کا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک کا پتہ لیتے ہیں۔ بندہ اس خیال کے ماتحت موضع سیڈانوالی شریف میں پہنچا۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاؤں سے نکل کر باہر ایک کھیت میں کھڑے تھے۔ بے شمار مرد و زن حضور کے پاس کھڑے تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے

مجذوبانہ رنگ میں ہر ایک کے خیال کے مطابق باتیں کر رہے تھے۔ جب بندہ حاضر ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگوں سے علیحدہ دور جا کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نزدیک نہ آنے کا حکم دے دیا۔ مگر بندہ ان کے قریب چلا گیا۔ تو مسکراتے ہوئے فرمانے لگے۔ ''بہت بڑے پیر ہیں' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہمارے عقل و فہم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک بہت بلند ہے۔'' یہ فقرے پنجابی زبان میں بیان فرمائے۔ بندہ یہ الفاظ سن کر از حد خوش ہوا اور آگے بڑھ کر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا بوسہ لے لیا حالانکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ کسی سے مصافحہ کرتے اور نہ اپنے ہاتھ چومنے دیتے تھے۔

یہ عاجز (مولوی مقصود احمد، سیالکوٹ) مڈل سکول رسول پور میں طلبائے جماعت ہشتم کو پڑھاتا رہا ہے' جس کا نتیجہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے ہمیشہ سو فیصد نکلتا رہا ہے۔ عاجز اکثر اپنے زیر تعلیم طلباء کے سامنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کیا کرتا ہے۔ پاکستان قائم ہونے سے چار پانچ سال قبل موضع اور امتصل سیالکوٹ کا ایک طالب علم سید محمد یوسف شاہ جماعت ہشتم میں داخل تھا۔ جب میں اپنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک سناتا تو متعلم مذکورہ کہتا کہ جناب میرے تایا جی سید حافظ پیر باغ

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بڑے بزرگ ہیں جو عموماً محکمہ پولیس کے ملازمین کو بیعت کرتے ہیں تو بندہ معلم مذکورہ سے کہتا کہ اچھا میری طرف سے اپنے تایا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں تو اس طرح پیر باغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بن دیکھے بندے کو سلام بھیج دیا کرتے۔ایک دن قبل از دوپہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ممدوح اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر بندے کے سکول رسول پور میں جماعت ہشتم کے کمرے کے پاس آ کھڑے ہوئے۔بندہ کمرے کے اندر دریچے کے پاس کھڑا تھا۔فرمانے لگے' مولوی مقصود احمد صاحب کہاں ہیں۔میں نے کہا جناب حاضر ہوتا ہوں۔اتنے میں ایک لڑکے نے مجھے بتایا کہ ماسٹر صاحب یہ بزرگ موضع اوراوالے کے پیر باغ شاہ صاحب ہیں۔بندہ یہ سن کر جلدی سے کمرے سے نکل کر ان کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی گھوڑی پر ہی بیٹھے تھے۔مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ بھائی مقصود احمد تم اتنے بلند پایہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کیسے پہنچ گئے۔میں نے عرض کیا گھوڑی سے نیچے تشریف لائیے' سب کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔نیچے اترتے ہی فرمانے لگے بھائی مقصود احمد میں تو آپ کی زیارت کرنے کے لئے آیا ہوں۔بندے نے جواب دیا' جناب میں تو ایک غافل آدمی ہوں۔رات بھر سویا رہتا ہوں۔فرمانے لگے تم بے شک سوئے رہو' تمہارے آقا و مالک

قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں سوتے، وہ تو ہر وقت جاگتے رہتے ہیں جس کا سائیں اور خصم جاگے اسے کیا فکر؟"

پھر فرمایا "پتہ ہے میں کس لئے آیا ہوں۔ بات یہ ہے کہ مجھے اکثر رات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں حضوری ہوا کرتی ہے۔ آج رات بھی یہ مبارک گھڑی نصیب ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار مبارک قائم ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زریں تخت پر تشریف فرما ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اولیائے عظام اپنے اپنے مرتبے کے مطابق صفیں باندھے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ فلاں قتل کا مقدمہ آپ کے سپرد کیا گیا تھا اس کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ جواباً امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے آقا و مولا، میں نے اس قتل کے مقدمے کی تمام مثل حضرت صاحب کرماں والا شریف کے سپرد کی ہوئی ہے، ان سے دریافت کیجیے۔

حافظ پیر باغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی زبان مبارک سے حضرت صاحب

کرماں والاشریف کا نام مبارک سنا تو فوراً میرے دل میں خیال پیدا ہوا
کہ یہ تو ہمارے ہی ملک کے بزرگ ہیں۔اور مولوی مقصود احمد کے پیر ہیں
اور یہ اتنے عظیم المرتبت و بلند پایہ شان کے مالک ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ جیسی ذات پاک جناب کے سپرد قتل کے مقدمات فیصلے کے لئے کر رہی
ہے تو میں کتنا بدنصیب اور نادان ہوں کہ اس سرکار کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ
شریف کی زیارت بھی نہیں کرسکا۔ پھر خیال آیا کہ اچھا اب تو حضرت
صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب
دینے کیلئے ضرور کھڑے ہوں گے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرلوں گا۔
اتنے میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صاحب کرماں والا کا نام
پکارا تو جناب اگلی صف میں سے (جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر
صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے) اٹھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں
آگے بڑھ کر جناب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک چوم لوں مگر
وہاں پہنچنا میری طاقت سے باہر تھا کیونکہ ہم پچھلی صفوں میں بیٹھے تھے اور
جناب اگلی صفوں میں تھے۔ اتنے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جناب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس قتل والے مقدمے کا کیا فیصلہ کیا
ہے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرماں والے نے مسکراتے ہوئے عرض کیا

"حضور انور ﷺ میں نے مقدمے کی مثل مکمل کر لی ہے۔ انشاء اللہ فیصلہ بھی جلدی لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا تو جناب سرور کائنات ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا۔ شاباش تشریف رکھیں۔ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خوش ہیں۔ اب پیر باغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مولوی مقصود احمد صاحب سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں' کیوں نہ ان کی زیارت کر لوں۔ تو بھائی مقصود احمد صاحب جی میں دراصل آپ کو دیکھ کر آپ کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے آیا ہوں اور بس!!!

عاجز (مولوی مقصود احمد سکنہ باجرہ گڑھی سیالکوٹ) نے جناب پیر باغ علی شاہ صاحب سے کہا کہ پیر صاحب میں کس لائق ہوں؟" آپکو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے پھر فرمانے لگے۔ بھائی مقصود احمد صاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں آپکے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ روئے زمین پر بے مثل شان کے مالک ہیں۔

اس کے دو تین سال بعد ہی جناب حافظ سید باغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ جناب کا مزار مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں موضع اوراہیں مرجع خلائق ہے۔ راقم الحروف نے پاکستان قائم ہونے کے بعد موجودہ مقام حضرت کرماں والا شریف میں ایک دن جرأت کر کے یہ تمام مبارک قصہ

جناب کی خدمت عالیہ میں من وعن عرض کردیا۔ تو جناب بہت خوش ہوئے اور فرمایا مولوی مقصود احمد مجھے یہ تمام بات تحریر کردینا اور تم بھی جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر زیارت کے لئے جایا کرو اور میری طرف سے بھی سلام پیش کردو۔

بندے کا لڑکا مختار احمد بی ایس سی کے امتحان میں دوبارہ ناکام ہوگیا تو اس نے حوصلہ ہار دیا اور کہا کہ میں کبھی بھی اس امتحان میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میں آئندہ امتحان دینے کی بے فائدہ کوشش نہیں کروں گا۔ تھوڑے دنوں بعد بندہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرماں والا شریف حاضر ہوگیا تو جناب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مختار احمد کے متعلق خود بخود ہی دریافت فرمایا کہ اس کے نتیجے کا کیا رہا۔ بندے نے عرض کیا کہ "وہ اس بار بھی ناکام رہا ہے۔" تو فوراً ہی جناب رحمۃ اللہ علیہ نے جوش میں آکر فرمایا کہ "کوئی فکر نہیں ہے۔ اس سال پھر امتحان میں شامل ہو جائے' انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ بندے نے عرض کیا" "جناب اس نے تو کتابیں ہی ادھر ادھر پھینک دی ہیں اور امتحان سے بالکل متنفر اور مایوس ہوگیا ہے۔" تو جناب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں کبھی کبھار ایک آدھ کتاب دیکھ لیا کرے اور داخلہ بھیج دے اللہ کریم کامیاب کردیں

گے۔ مختار احمد نے بندے کے کہنے پر پھر ارادہ قائم کر لیا اور پرائیویٹ امتحان دے دیا۔ نتیجہ نکلنے پر میں نے مختار احمد کو نتیجہ کا پتہ کرنے کیلئے سیالکوٹ نہ آنے دیا۔ اور خود ہی سیالکوٹ پہنچا۔ اخبار میں دیکھا تو وہ پاس نکلا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کا خیال کر کے رقت طاری ہو گئی۔ اسی حالت میں خیال پیدا ہوا کہ یہاں شہر سیالکوٹ میں قادری سلسلے کے سائیں مستری محمد دین صاحب (جن کا گھر قلعہ سے شمالی جانب گندی نالی پر واقعہ ہے) بڑے پایہ کے بزرگ ہیں چلو آج اس خوشی میں ان کی زیارت کریں۔ پھر خیال آیا کہ جناب حضرت صاحب سرکار کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ شریف ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں اس لئے دوسرے بزرگ کے پاس جانے کا کیا مطلب ہے؟ پھر خیال آیا کہ ہمارے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے سب کے لئے دریائے رحمت جاری ہے۔ اس لئے وہ کوئی غیر نہیں ہیں وہاں ضرور جانا چاہیے بالآخر بندہ وضو کر کے سائیں صاحب کی خدمت میں چلا گیا۔ آپ اپنی دکان میں اکیلے ہی بھٹی میں لوہا گرم کر کے کوٹ رہے تھے۔ میرے حاضر خدمت ہوتے ہی سائیں صاحب نے فوراً کام چھوڑ دیا' مصافحہ کیا اور ساتھ ہی فرمانے لگے۔ مولوی جی کوئی حرج نہیں ہے سرکار کرماں والا شریف کی جانب سے ہی مجھے اور آپ کو فیض پہنچ رہا ہے اور تمام جہان کے لئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے دریائے رحمت موجزن ہے۔ پھر بولے مولوی مقصود احمد

صاحب جی! آپ کے پیرو مرشد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سرکار کرمانوالہ بہت بڑی سرکار ہیں۔"

سائیں نور محمد صاحب ساکن بٹالہ شریف عرف سائیں بلیاں والا ایک مشہور و معروف مست سالک درویش تھے۔ قبلہ حضرت بڑے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار شرقپوری سے شرف بیعت رکھتے تھے' سرکار شرقپوری کے وصال کے بعد قبلہ حضرت سرکار کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔ سائیں نور محمد صاحب شہر سیالکوٹ سے متصل شمالی جانب آبادی سے بالکل الگ تھلگ حصہ میں بالکل خاموش اور مجذوبانہ حالت میں مقیم رہے۔ قریباً دو تین سال منزل میں رہ کر پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت محبت سے پیش آتے۔ سائیں صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن بندہ اکیلا ہی قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سائیں نور محمد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' نور محمد! تمہیں معلوم ہے کہ قبلہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری اپنے زمانہ مبارکہ میں ہفت اقلیم یعنی تمام روئے زمین کے شہنشاہ اور غوث الاغیاث یعنی جملہ اولیاء کرام زمانہ حاضر کے سردار اور آقا و مالک تھے۔ نور محمد جی! آپ کو بھی

اللہ رسول نے بہت کچھ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اچھا اب بتاؤ کہ موجودہ زمانے میں تمام روئے زمین کا شہنشاہ اور منتظم اور تمام اولیاء کرام سردار و آقا مالک کون ہے۔ سائیں نور محمد صاحب کا بیان ہے میں نے فوراً ہی اپنی عقل و ہوش کو قائم رکھتے ہوئے عرض کیا کہ حضور انور عین الیقین اور حق الیقین میرا یہ ایمان ہے کہ پہلے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار شرقپور تمام جہانوں کے بادشاہ اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے غوث الاغیاث تھے اور اب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور انور ہیں۔ سائیں نور محمد کہتے ہیں کہ میری یہ بات سنتے ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مراقبے میں چلے گئے اور کافی دیر تک بالکل خاموش بیٹھے رہے۔

سیٹھ محمد شفیع صاحب کی معرفت یا کسی دوسرے دوست کی معرفت یہ بات سننے میں آئی ہے کہ ایک بزرگ صاحب کشف تھے جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مراقبہ کیا کرتے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ آج مراقبہ کر کے حضرت داتا ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ تمام دنیا کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ میں سب سے زیادہ بزرگ اور سب کے شہنشاہ کون ہیں۔ چنانچہ جب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا گیا' داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ دنیا سے وصال پائے ہوئے تمام بزرگان دین و اولیائے کرام کے شہنشاہ اور سردار حضرت غوث پاک سیّد

عبدالقادر جیلانی ہیں اور موجودہ دنیا میں زندہ بزرگان میں سب کے شہنشاہ اور آقا و مالک حضرت سیّد سرکار کرماں والا شریف ہیں۔ سبحان اللہ۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے راقم الحروف کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا ضیاء احمد ہے۔ اس کی پیدائش سے قریباً آٹھ ماہ پہلے بندہ اپنے دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ حضرت کرماں والا شریف میں بعد نماز مغرب پہنچا ہمارے قافلے میں عاجز کا ایک لڑکا مختار احمد بھی تھا۔ رات کو ہم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکے۔ صبح سویرے بندے کے سوا تمام ساتھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول ہر ایک کا حال دریافت فرمانے لگے جب عزیزم مختار احمد پر پہنچے تو اس سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کتنے بھائی ہو۔ مختار احمد نے جواباً عرض کیا' حضور رحمۃ اللہ علیہ ہم چار بھائی ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی فرمایا کہ تم پانچ بھائی ہو' پانچواں کہاں چھوڑ آئے ہو؟ مختار احمد بوجہ کم عقلی کچھ کہنے لگا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آ گئے۔ دوسرے قریب بیٹھے ہوئے دوست سے فرمایا۔ بھائی محمد دین چھوہر کو کیوں نہیں سمجھاتے کہ چپ رہے' یہ پانچ بھائی ہیں اللہ کریم نے جب ان کو پانچ بنا دیا ہے تو یہ چار کیسے کہتا ہے' سبحان اللہ۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے پورے آٹھ ماہ کے بعد عزیزم مختار احمد پیدا ہوا۔

ہمارے گاؤں باجرہ گڑھی کے دو اشخاص دل محمد اور محمد رمضان حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ بندہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ دونوں نے مشورہ کر کے عرض کیا۔ حضرت صاحب ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلام ہیں، مگر ہمارے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے بچے پیدا ہوتے ہیں اور فوت ہو جاتے ہیں۔ ہمیں لوگ طعنے دیتے ہیں۔ تم اتنے بڑے پیر کے مرید ہو کر نرینہ اولاد سے محروم ہو اس لئے ہم پر بھی نظر کرم فرمائیے۔ تو ان کی یہ سیدھی سادی بات سن کر حضرت صاحب ہنس پڑے اور فوراً فرمایا کہ ''اچھا تم دونوں کو اللہ کریم لڑکے عطا فرمائیں گے۔ جو زندہ رہیں گے۔'' چنانچہ دونوں کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بھائی دل محمد کے لڑکے نصر اللہ خاں کی اولاد محمد سمیع اللہ نوری، ثناء اللہ طیبی حضرت کرمانوالہ شریف کے خادم ہیں۔

پاکستان کے قیام سے قریباً چودہ سال قبل کا ذکر ہے کہ راقم الحروف کے ایک رشتہ دار چودھری عنایت اللہ نے جو ضلع منٹگمری متصل پاک پتن شریف کے کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ بیان کیا ایک دفعہ حضرت صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کرماں والا عرس پاک پتن پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ واپسی پر راستے میں ایک بڑھیا اپنی بہو کے ساتھ کھڑی تھی۔ آپ کے غلاموں نے دور سے اس بڑھیا کو راستہ چھوڑ کر کھڑا ہونے کا اشارہ کیا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ میری ایک عرض ہے جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیں تو میں چلی جاتی ہوں۔ وہ بولی کہ میری اس بہو کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' بڑھیا سے کہہ دیں کہ اللہ کریم اسے لڑکا عطا فرمائیں گے۔ اتنے میں قریب ہی ایک دوسری عورت کھڑی تھی۔ اس نے اس بڑھیا سے طنزاً کہا' پیروں اور بزرگوں سے کیوں مانگتی ہو'اللہ سے مانگ جو سب کا مالک ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی یہ بات سن لی تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا ''بی بی تم دکھ نہ کرو' تمہیں بھی اللہ کریم لڑکا عطا کریں گے۔'' وہ عورت کہنے لگی۔ میرے ہاں لڑکا ہوگا تو میرے خاوند کا ہوگا۔ آپ کا اس سے کیا تعلق تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آگئے اور ارشاد فرمایا ''بی بی اگر محض تمہارے خاوند کا ہوگا تو نو ماہ کے بعد پیدا ہوگا اور اگر ہماری دعا سے اللہ کریم نے دینا ہوگا تو پورے ایک سال کے بعد پیدا ہوگا۔ چنانچہ جب نو ماہ پورے ہوگئے تو اس عورت کو دردزہ شروع ہوگئی۔ بہت بے قراری تھی۔ بچہ پیدا نہ ہوا۔ لیڈی ڈاکٹروں نے ملاحظہ کر کے کہا کہ ابھی بچہ پیدا

ہونے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی' پھر دردِ زہ کیوں ہو رہی ہے۔عورت ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔آخر چند دن اس تکلیف میں رہ کر عورت مذکور یہ سمجھ گئی کہ ایک مرتبہ اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کر ماں والا سے بحث کی تھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ بچہ بارہ ماہ کے بعد پیدا ہوگا اس نے اپنے آدمیوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔گاؤں کے چند شریف آدمی اکٹھے ہو کر (جن میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی تھے) جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم نہ آتے تو اس عورت کو بقایا تین ماہ بھی اسی طرح تکلیف رہتی۔اچھا اب یہ درد نہ ہوگا مگر بچہ بارہ ماہ کے بعد ہی پیدا ہوگا۔چنانچہ اس کے بعد درد بند ہو گیا اور پورے بارہ ماہ کے بعد لڑکا تولد ہوا۔سبحان اللہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر رحمت سے سینکڑوں نہیں ہزاروں مریدوں کے ہاں نرینہ بچے پیدا ہوئے جن کے نام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نصر اللہ' فتح اللہ' ظفر اللہ' ضیا اللہ' لطف اللہ وغیرہ رکھے۔حضور زیادہ تر اسی قسم کے نام پسند فرماتے تھے۔

انیسویں مجلس

کئی سال قبل کا ذکر ہے کہ بندے (مولوی مقصود احمد سکنہ باجرہ گڑھی سیالکوٹ) کا پیار سائیں نور محمد صاحب سے بہت زیادہ ہو گیا مگر یہ پیار محض اس لئے تھا کہ یہ بھی ہماری سرکار حضرت صاحب کرماں والا شریف سے دلی عقیدت رکھتے ہیں اور اکثر حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ہیں۔ سائیں صاحب شروع سے ہی مجذوبانہ حالت میں رہے ہیں۔ ان کی یہ عادت تھی کہ اکثر ہمارے گاؤں باجرہ گڑھی میں جاتے رہتے اور مجھے اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ انہی دنوں بندہ اپنے دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ بمقام کرموں والا شریف ضلع فیروزپور حاضر ہوا' سائیں نور محمد صاحب بھی اتفاقاً وہاں پہنچ گئے۔ اب سائیں صاحب نے بندے کو وہاں بھی اپنے ساتھ کھینچنا شروع کر دیا۔ مجھے پکڑ کر باہر دور کھیتوں میں لے جاتے اور ہم دونوں کئی کئی گھنٹے وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے' مگر حقیقتاً یہ عاجز اس حرکت سے اپنے

دل میں بہت پریشان اور تنگ تھا' اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا کہ میں تو محض حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس لئے جب تک حضرت صاحب منع نہ فرما دیں میں ان کے ساتھ ہی رہوں گا' مگر بہتر یہی ہے کہ حضور جلدی ان سے رہائی دلا دیں۔ آخر ایک دن ہم دونوں بارہ بجے کے قریب باہر دور آبادی سے بالکل الگ تھلگ چھپ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور سائیں نور محمد صاحب سگریٹ نوشی کر رہے تھے کہ نور محمد صاحب ادھر چلے گئے اور جلدی واپس آ گئے۔ ہم دونوں قریباً ایک گھنٹہ کے بعد مسجد میں آئے اس وقت لنگر کھل چکا تھا' تمام مہمان بیٹھے کھانا کھا رہے تھے نور محمد صاحب لنگر تقسیم کر رہے تھے۔ سائیں صاحب تو ہاتھ دھو کر لنگر میں شامل ہو گئے مگر جب بندہ وہاں بیٹھنے کے لئے گیا تو خلیفہ صاحب لاٹھی لے کر میرے آگے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگ دیر سے کیوں آئے ہو' میں کھانا نہیں کھانے دوں گا۔ اب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ وہی آپ کو کھانا کھلائیں گے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے اندر ایک طرف پلنگ پر لیٹے کتاب پڑھ رہے تھے۔ بندہ بھی مسجد کے اندر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھوڑے فاصلے پر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اتنے میں حاجی پیر عبداللہ صاحب کو پتہ چلا کہ مولوی مقصود احمد نے کھانا نہیں کھایا۔ وہ اندر تشریف لائے اور کہنے لگے بھائی مقصود احمد اٹھو چلو کھانا کھاؤ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا حاجی صاحب کیا بات ہے۔ حاجی

صاحب نے عرض کیا کہ حضور نور محمد صاحب نے مقصود احمد کو لنگر میں بیٹھ کر کھانا نہیں کھانے دیا۔ اس لئے میں اسے باہر لے جا کر روٹی کھلانا چاہتا ہوں۔ آپ باہر جانے کی اجازت دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصود احمد کو یہیں بیٹھنے دیں اور گھر سے کھانا لانے کے لئے کسی کو کہہ دیں۔ نیز فرمایا جس قدر آدمی باہر بیٹھے ہوئے ہیں سب کو یہاں لے آئیں۔ تمام آدمی اندر آ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ بابا بالا اور خلیفہ نور محمد کو بھی بلائیں جب اس طرح تمام دربار آراستہ ہو گیا تو بابا بالا اور نور محمد کو حضرت صاحب نے اپنے سامنے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا وہ دونوں سامنے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں میرے لئے گھر سے کئی نعمتیں منگوا کر میرے سامنے کھانے کے لئے رکھ دی گئیں۔ ادھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ نور محمد صاحب سے کہا کہ تم نے مقصود احمد کو روٹی کیوں نہیں کھانے دی۔ جبکہ میرا یہ اعلان ہے کہ اگر کوئی میرا دشمن بھی یہاں آ جائے تو اسے بھی ضرور کھانا کھلا کر روانہ کریں اور مقصود احمد تو میرا بیلی ہے بلکہ خاص بیلیوں میں سے ہے۔ تم نے اسے کھانا کیوں نہیں کھانے دیا۔ پھر فرمایا' مقصود احمد تو فقیر آدمی ہے۔ اس قسم کے کئی ایک انعامات عطا فرمائے۔ حضور انور کی یہ شفقت اور عنایات دیکھ کر بندے پر رقت طاری ہو گئی۔ خلیفہ نور محمد نے جواباً کہا کہ حضور یہ دونوں (مقصود احمد اور سائیں نور محمد) باہر جا کر سگریٹ اور چرس پیتے ہیں۔ تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غصے میں آ کر فرمایا' میں تم سے یہ کب پوچھتا ہوں' میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ تم نے مقصود احمد کو کھانے سے کیوں

روکا۔ بس تم جولاہے کے جولاہے ہی رہ گئے۔ خلیفہ نور محمد کانپنے لگا۔ اس کے بعد بابا بالا سے فرمایا کہ تم بھی کل سائیں نور محمد کو گالیاں دے رہے تھے' تم نے ایسا کیوں کیا' بالآخر دونوں (نور محمد و بابا بالا) نے اپنی اس حرکت پر حضور سے معافی مانگی۔ حضور انور نے تمام حاضرین کو اپنی پند و نصائح سے مستفید فرما کر پھر خلیفہ نور محمد و بابا بالا سے فرمایا اچھا میں تم دونوں سے راضی ہو گیا تم بھی میرے ساتھ راضی ہو جاؤ۔ پھر تمام حاضرین کو باہر بیٹھنے کا ارشاد فرما کر مجلس کو ختم کیا۔

دن کو مذکورہ بالا واقعہ پیش آیا تھا۔ رات کو پھر سائیں نور محمد صاحب مجھے پکڑ کر اپنے ہمراہ باہر لے گئے' مگر بندہ دل ہی دل میں حضرت صاحب ؒ کی خدمت میں التماس کر رہا تھا کہ حضور آپ ؒ سب کچھ جانتے ہیں' اس لئے جب تک آپ ؒ خود منع نہ فرمائیں گے۔ بندہ اپنا نقصان دیکھ کر بھی ان سے پیچھے نہ ہٹے گا۔ چنانچہ قبلہ حضرت صاحب ؒ نے برادرم محمد دین سے دریافت فرمایا کہ مقصود احمد کہاں ہے؟ محمد دین نے عرض کی کہ وہ سائیں صاحب کے ہمراہ باہر گیا ہوا ہے۔ آپ ؒ نے فرمایا کہ اسی وقت باہر جا کر مقصود احمد کو بلا لاؤ۔ مگر سائیں نور محمد کو ہمراہ نہ لانا برادرم محمد دین دوڑ کر باہر گیا اور بندے کو حضرت صاحب ؒ کا حکم سنایا۔ ہم دونوں مسجد کی طرف دوڑے۔ سائیں صاحب بھی ہمارے ساتھ دوڑنے لگے۔ مگر محمد دین نے منع کر دیا کہ آپ ہمارے ساتھ نہ جائیں۔ بندہ وضو کر کے حضرت صاحب

کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ بندے کے حاضر ہوتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصود احمد ہمیشہ اولاد کو باپ کی وراثت سے حصہ ملتا ہے چچا کی وراثت سے کبھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمہیں تو میری ذات سے حصہ ملے گا۔ راقم الحروف کو حضرت صاحب کے اس ارشاد مبارک پر وجد آ گیا اور اس کے بعد سائیں نور محمد صاحب کے ہمراہ غلاموں کی طرح چلنے پھرنے سے توبہ کی۔ بعد میں بھی میری ان سے محبت رہی مگر اتنی جتنی دو پیر بھائیوں میں ہونی چاہیے اور بس۔

مندرجہ بالا ذکر مبارک سے قریباً چار پانچ سال قبل کا ذکر ہے جبکہ حضرت صاحب کے بازو مبارک پر چوٹ آئی ہوئی تھی۔ فروری کا مہینہ تھا یہ عاجز طلباء ہشتم کا امتحان دلانے کے سلسلے میں ان کے ہمراہ شہر سیالکوٹ رہا کرتا تھا۔ ایک دن بندہ نماز ظہر کے بعد حضرت امام علی حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مبارک پر حاضر ہوا۔ بڑا پُر لطف نظارہ تھا۔ بڑا کچھ پڑھا دل اپنے حال پر قائم نہ ہو سکا۔ پھر خیال کیا کہ میں اپنے حضرت صاحب کے پاس ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ حضور رحمۃ اللہ علیہ ہی سبز چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے اور تشریف فرما ہیں۔ جب میرے دل میں پختہ یقین ہو گیا کہ بندہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہے تو دل اپنے حال پر قائم ہو گیا۔ اور اتنی رقت و سرور پیدا ہوا جو تحریر میں نہیں آ سکتا۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مبارک سے اٹھ کر بندہ پھر دوسرے صاحب کمال بزرگ کے روضہ مبارک پر

حاضر ہوا۔ وہاں جاتے ہی اپنے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نقشہ اور تصور قائم ہو گیا جس سے پورا پورا لطف حاصل ہوا' وہاں سے اٹھ کر بندہ اپنے ڈیرے پر آیا تو وہاں پر گاؤں باجرہ گڑھی سے آئے ہوئے چند دوستوں سے ملاقات ہوئی ان میں ڈاکٹر محمد اظہر کے والد حاجی عبدالکریم صاحب بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر آباد سے تحصیل دار محمد شفیع صاحب کا خط آیا ہے کہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج رات میرے غریب خانہ پر تشریف لا رہے ہیں' اس لئے مولوی مقصود احمد صاحب باقی دوستوں کے ہمراہ ضرور آئیں۔ بندہ اسی وقت ان کے ہمراہ بذریعہ ریل گاڑی چل دیا' سورج غروب ہو چکا تھا۔ راستے میں بابا شیخ محمد دین خوش ہو کر کہنے لگے۔ منشی جی آپ لوگ تو خوش ہوں گے ہی مگر مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور زیارت کرنے کی بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے میں بوڑھا آدمی ہوں' مدت سے میرے دل میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق تھا' جو آج اللہ کریم نے پورا فرما دیا ہے۔ رات کے آٹھ بجے کے قریب ہم لوگ تحصیل دار صاحب کے مکان پر جا پہنچے' کھانا کھایا پھر حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وضو کرنے کے لئے اٹھے۔ آگے راستے میں بابا محمد دین مذکور تمام دوستوں میں مل کر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ دیگر دوست بھی تو خوش ہیں۔ مگر یہ بابا ہمارے پاس آنے سے بہت خوش ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔

جب واپس آ کر حضرت تشریف فرما ہوئے تو حاجی عبدالکریم صاحب (جو کہ فاضل دیوبند ہیں اور پہلی دفعہ ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی جی لفظ حبیب و خلیل میں کیا فرق ہے۔ (حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت سے سمجھ لیا کہ ان سب میں یہی عالم دین ہیں) انہوں نے جواب دیا حضور دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی دوست کے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں بھائی جلدی نہ کریں غور و خوض کر کے بتلائیں۔ بہت دیر تک بڑی پر لطف علمی بحث ہوتی رہی۔ آخر حاجی صاحب کو خاموش ہونا پڑا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلیل وہ ہے جو اللہ کریم کی راہ کا طالب ہے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ کریم طالب ہے۔ سبحان اللہ۔ اس کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے سوال کیا کہ کرہ ارض پر سمندر کتنے ہیں۔ ایک جغرافیہ دان دوست نے عرض کیا کہ قریباً سات سمندر ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کون کون سے ہیں نام بتلائیں۔ دوست مذکورہ نے عرض کیا۔ بحر منجمد شمالی' بحر منجمد جنوبی' بحرالکاہل' بحر اوقیانوس' بحر ہند' بحیرہ عرب' بحر روم۔ جب وہ دوست تمام سمندروں کے نام لے چکا تو حضرت صاحب نے بڑی متانت و آہستگی سے فرمایا کہ حقیقت میں تو سمندر ایک ہی ہے۔

جس جس ملک کے ساتھ واقع ہے اس کی مناسبت سے اس کا نام علیحدہ رکھ دیا گیا ہے ورنہ ہے ایک ہی اور بس۔ یہ عاجز فوراً اس راز کو سمجھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے میرے حضرت امام علی حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضر ہونے کے خیال کی تصدیق فرما دی ہے۔ ادھر میں نے اپنے دل میں خیال کیا ادھر فوراً حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشاد مبارک کی تصدیق کے لئے فرمایا کہ کیوں مقصود احمد ٹھیک ہے کہ سمندر ایک ہی ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا فرمایا۔ واقعی سمندر ایک ہی ہے۔ اس ارشاد مبارک کا مطلب یہ ہے کہ مرید اپنے پیر و مرشد کے علاوہ جب کسی دوسری جگہ جائے خواہ وہ بزرگ زندہ ہو یا وصال فرما چکے ہوں مرید کو اپنے دل میں یہی سمجھنا چاہیے میں اپنے ہی پیر کی خدمت میں حاضر ہوں تو پھر اسے اپنے پیر مرشد جیسا ہی روحانی فیض حاصل ہوگا اور اس طرح اپنے پیر سے عقیدت بھی رہے گی۔

بابو عبدالرحمٰن صاحب ریلوے کیشیر لاہور کا بیان ہے کہ سات آٹھ سال کا ذکر ہے جب کہ بندہ حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا تو اس وقت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے دوستوں میں ایک نیا آدمی تھا اس نے عرض کیا کہ حضور میرے ہاں کوئی بچہ نہیں ہے۔ شادی

کئے کئی سال ہو گئے ہیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اچھا اللہ کریم تمہیں ایک لڑکا دیں گے۔ سائل خاموش رہا' ایک منٹ کے بعد فرمایا اچھا اللہ کریم تمہیں دولڑکے دے دیں گے۔ وہ پھر بھی نہ بولا پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اچھا تین لڑکے ہوں گے' پھر فرمایا چار لڑکے ہوں گے۔ سائل کے دوسرے دوست جو حضرت صاحب کے پرانے خادم تھے' اشارہ کنایہ سے تنگ کر رہے تھے کہ تم کیوں خاموش ہو۔ تم بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ جواب دو۔ خیر پھر جلدی ہی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اچھا پانچ لڑکے ہوں گے' مگر اب دوسرے دوستوں نے سائل کو بہت ہی مجبور کر دیا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غصہ اور جوش آ گیا کہ تم کون ہو' اس کو کیوں تنگ کرتے ہو اللہ کریم کی عنایت اور رحمت میں مخل ہوتے ہو' اٹھو سب یہاں سے باہر چلے جاؤ۔

حاجی مہر الدین گھڑی ساز و دندان ساز ملتان سے لکھتے ہیں کہ شہر سرسہ میں شب برات کے روز سے خواجہ شکور رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوتا ہے اور تین دن تک رہتا ہے۔ اس عرس میں شرکت کیلئے حضرت صاحب سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حاجی صاحب مذکور کے گھر قیام فرماتے تھے۔

حاجی صاحب حضرت سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت سے قبل

ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا تھے۔ سرسہ ہی میں ایک بابا باگڑ شاہ مست مشہور تھے۔ سرکار حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بابا باگڑ شاہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور حاجی صاحب کو بھی تاکید کی کہ روزانہ بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں اور بابا صاحب کے چونکہ دانت نہیں ہیں اس لئے کوئی نرم چیز ان کو لے جا کر کھلایا کریں۔ چنانچہ یہ حسب فرمان بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں روزانہ حاضری دیتے رہے۔ حاضری کے باجود آتش عشق بدستور ان کے نہاں خانہ دل میں سلگتی رہی اور ایک دن یہ اپنی محبوبہ سے ملے تو گناہ بھی سرزد ہو گیا۔ اس لغزش کے بعد دوسرے دن ہی بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بابا صاحب انہیں دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور ان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ اشارے کی دیر تھی کہ یہ چکرا کر گر پڑے پھر بابا صاحب نے ان کی پٹائی شروع کر دی۔ وہ پٹائی کرتے جاتے اور فرماتے جاتے "توبہ کر' توبہ کر" یہ توبہ توبہ پکارتے رہے آخر انہیں اپنی لغزش پر ندامت ہوئی۔ ہمیشہ کے لئے سچے دل سے توبہ کی اور پھر کبھی اس طرف کا خیال نہ کیا' بلکہ محبوبہ سے بھی نفرت ہو گئی۔ بعد ازاں انہیں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت باطنی اور اصلاح نفس کے لئے بابا صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔

ایک دفعہ عرس شریف خواجہ ابو شکور رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ حاجی صاحب کے گھر پر رونق افروز تھے۔ انکے محلے میں ایک نائی کے لڑکے نے کسی کو قتل کر دیا تھا اور سیشن سپرد ہو گیا تھا لڑکے کے وارثوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ لڑکے کو پھانسی نہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کریگا اور پھانسی نہ ہوگی۔ چنانچہ عدالت نے پھانسی کی بجائے سزائے قید کا حکم سنایا۔

ایک دفعہ پھر محلہ والوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ ہمارے محلے کی فلاں لڑکی کا چال چلن خراب ہے۔ ہم کو شرم آتی ہے۔ دعا کریں۔ آپ نے فرمایا' اس لڑکی کا آخر اچھا ہوگا۔ پھر وہ لڑکی حج کو گئی۔ حج کرنے کے بعد گھر آ کر بیمار ہو گئی اور سفر آخرت کر گئی۔

ایک دفعہ حاجی صاحب الیکشن میں ممبری کیلئے کھڑے ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فیروز پور گئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ممبری کیلئے دعا فرمادیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مہر دینا! اس ممبری میں پیسے چلیں گے اساں غریب آدمی ہوئے اساں ممبری دا کی کرنا۔ اللہ تعالیٰ مکروہات توں بچاوے۔" چنانچہ یہ بیٹھ گئے اور اس وارڈ میں جس نے پیسے خرچ کئے وہ ممبر بنا۔

بیسویں مجلس

سید محمد قاسم شاہ خطیب درگاہ حضرت امام بری نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ بندہ ناچیز کو تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں جامعہ محمدیہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں تقریباً تین سال رہنے کا اتفاق ہوا۔ حسن اتفاق سے مولانا جلال الدین شاہ صاحب مہتمم جامعہ محمدیہ اور مولانا محمد نواز صاحب صدر مدرس، حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالی سرکار کے مرید تھے اور اکثر طلباء بھی حضرت موصوف کے معتقد تھے۔ بدیں وجہ حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید محمد اسماعیل شاہ

صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر تذکرہ ہوتا' اور ان کے حالات و
کرامات بیان کیے جاتے۔ جن کے سننے سے بندہ حضرت قبلہ میاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ صاحب کا کافی معتقد ہو گیا خیال تھا کہ حضرت میاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ تو انتقال فرما گئے ہیں لیکن حضرت شاہ صاحب کیلیانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ
کا دیدار حاصل کرلوں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
انتقال کی خبر موصول ہوئی تو نہایت حسرت ہوئی کہ مجھے دیدار حاصل نہ ہوا۔
پھر لوگوں سے پوچھا کہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے
بقید حیات کون کون ہیں؟ تو پتہ چلا کہ خلفاء کرام کے علاوہ حضرت میاں
صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجمل و اعظم خلیفہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کرماں والے بقید حیات ہیں تو بندہ ان کی زیارت کیلئے حضرت کرمانوالہ
شریف نزد اوکاڑہ حاضر ہوا۔

اس وقت بندہ جامعہ محمدیہ بھکھی تحصیل پھالیہ میں زیر تعلیم تھا۔ آپ
رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "تو بڑا محبت خور اایں تینوں تے قیامت تک
نہیں چھوڑنا"۔ پھر آپ نے اپنے پاس بٹھا کر کچھ علمی باتیں فرمائیں اور بڑی
پیاری پیاری باتیں کیں۔ بندہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو حاضر تھا۔ دو
تین آدمی اور بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر باہر دھوپ میں تشریف فرما

تھے۔ اسی اثناء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا خادم نے حاضر کیا۔ برتن امیرانہ تھے۔ بندے نے وہاں بیٹھتے ہی دل میں خیال کیا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا تھا کہ وہ مٹی کے برتنوں میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے لیکن اس کے برعکس ان کے یعنی کرماں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے برتن امیرانہ ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً میرے باطنی خیال سے مطلع ہو کر فرمانے لگے "پیر جی ساریاں نوں اک تے قیاس نہ کریا کرو"۔ اپنی اپنی ڈیوٹی ہوندی اے" تو بندہ کو اطمینان قلب حاصل ہوا۔ کہ فی الواقع بزرگوں کے اپنے اپنے رنگ ہوتے ہیں۔ اور ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ اس واقعہ کے بعد بندہ اجازت لیکر واپس آ گیا۔

دو تین سال کے بعد تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے لاہور کی ایک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا کہ پھر خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی جائے لیکن اس دفعہ پروگرام طے کیا کہ تقریباً ایک ہفتہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر دیکھوں گا' اگر اطمینان قلب حاصل ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت حاصل کروں گا ورنہ نہیں۔

چنانچہ اسی پروگرام کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا "لاہور سے آیا ہوں اور امامت و خطابت کرتا ہوں"۔ تیسرا سوال جو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر نوارد سے پوچھتے تھے کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ مجھ سے نہ کیا' کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فراست قلبی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ ایک ہفتہ یہاں رہنا چاہتا ہے۔ اگر میں نے پوچھا تو اس کا راز فاش ہوگا اور مقصد حاصل نہ ہو گا۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سوال ہی نہ فرمایا۔ بندہ وہاں ہی دربار شریف میں قیام پذیر ہو گیا۔

کھانا کھانے اور نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھ جاتا۔ آنے والوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو مبارک اور تمام حالات کو بچشم خود دیکھتا۔ اسی اثناء میں جمعہ کا دن آ گیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک خادم آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ چلو جمعہ کے لئے صفیں بچھائیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنتے ہی فرمایا "نہیں نہیں، اے تے میرا پیر ہے۔ عالم فاضل ہے اس نوں نہیں لے جانا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذرہ نوازی تھی ورنہ من آنم کہ من دانم۔ پھر بندۂ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تقریباً پانچ ماہ حاضر رہا اور سینکڑوں کرامات دیکھنے کا موقع حاصل ہوا۔ صرف تبرکاً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دو واقعات عرض کر دیے ہیں۔

غلام حسین جنجوعہ بھلی وال تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم بیان کرتے ہیں کہ 1956ء مطابق رمضان المبارک 1377ھ کا ذکر ہے کہ مجھے کسی ذاتی کاروبار کی وجہ سے ضلع میانوالی غلہ منڈی کی مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔

بندہ پھر نماز تہجد کی ادائیگی کیلئے مسجد مذکور میں حاضر ہوا' تو وہاں دو بزرگ تشریف فرما تھے۔ تقریباً رات کے دو بج چکے تھے۔ میں نماز تہجد سے فارغ ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا کہ ایک بزرگ نے اپنے دوسرے ساتھی سے سوال کیا کہ چند دنوں سے یہاں ایک اجنبی درویش نظر آ رہا ہے جو بازاروں میں چکر لگاتا رہتا ہے اور کسی سے بھی کوئی خیرات طلب نہیں کرتا۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ کوئی جاسوس ہے اور سکھ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ بات سن کر دوسرے بزرگ نے کہا' یہ سکھ نہیں ہے یہ مالاکنڈ کا رہنے والا ہے اور پٹھان قوم سے تعلق رکھتا ہے اور اس دور کا قلندر ہے جسے کچھ دنوں کے لئے روحانی فرائض انجام دینے کیلئے متعین کیا گیا ہے۔

میں نے جب یہ باتیں سنیں تو ان بزرگوں کی گفتگو میں اور دلچسپی لینے لگا اور ان کے قریب ہو بیٹھا۔ میرے قریب ہونے پر ایک بزرگ نے مجھ سے استفسار کیا کہ ''تم یہاں رہتے ہو؟'' میں نے جواباً عرض کیا' میں منٹگمری میں رہتا ہوں''۔ انہوں نے فرمایا کہ ''خاص منٹگمری؟'' بندہ نے کہا ''نہیں اوکاڑہ

پھر انہوں نے پوچھا'' کیا تم خاص اوکاڑہ شہر میں رہتے ہو''۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں چک نمبر 23/2.L تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری کا ہوں۔

تو پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ'' پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ '' کی جائے مقام آپ سے کتنے فاصلے پر ہے تو میں نے عرض کیا کہ تقریباً چھ سات میل۔ پھر دوسرا سوال یہ کیا گیا آپ کبھی ان کے دربار عالیہ پر جاتے ہیں'' تو میں نے عرض کیا کہ اکثر جمعہ کیلئے حاضر ہوا کرتا ہوں اور نماز جمعہ وہیں ادا کرتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے کہ وہاں ضرور جایا کریں۔ دوسرے ان کے بزرگ ساتھی نے پوچھا حضرت وہ پیر صاحب کون ہیں تو آپ نے فرمایا کہ'' وہ اس زمانے کے قطب ہیں''۔

قصور سے اشرف علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مجھے بخار ہوگیا جس کا میں نے کافی علاج کرایا لیکن کوئی آرام نہ آیا جب میں بالکل کمزور ہو کر رہ گیا' تو میرے دادا مجھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے' آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک مالٹا تناول فرما رہے تھے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو عدد پھانکیں مجھے بھی عطا کیں۔

پھر میرے دادا نے میرے بخار کے متعلق عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا'' دل محمد، جا تیرا چھوہر راضی ہو جائے گا اور تو کیا کہتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب میں وہاں گاڑی میں بیٹھا تو میری حالت ہی

کچھ اور تھی اور بخار کا نام ونشان نہ رہا اور میں آہستہ آہستہ طاقتور ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حج کو گئے۔ جب وہ واپس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ اور مکہ شریف میں پیش آنے والے تمام واقعات اسے سنائے۔ جسے سن کر وہ حیران ششدر رہ گئے۔

جب درویش حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مکان یا کمرہ وغیرہ بناتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود نہ ہوتے ہوئے بھی ان کی تمام غلطی ان کو سمجھا دیا کرتے۔

اگر کسی آدمی کو پیٹ میں کوئی تکلیف ہوتی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرما دیتے کہ "جا میرے کنوئیں کا پانی پی لے اللہ خیر کر دیگا"۔

ایک دفعہ ایک ہندو ملنگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کرموں والے شریف میں حاضر ہوا' جس نے لنگوٹ باندھا ہوا تھا' درویشوں نے بہت روکا کہ تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہیں جا سکتا' کیونکہ اس کا شرعی جسم ڈھکا ہوا نہیں تھا' لیکن اس نے ضد کرتے ہوئے کہا' چاہے مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں ضرور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر رہوں گا۔

جب آپ سے شکایت کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنے کا حکم دیا' درویشوں نے اسے تہبند باندھ کر بھیج دیا۔ جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر

ہوا تو کہنے لگا۔ کہ حضور پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک ملنگنی دلوائی تھی جو کہ مر گئی ہے اور اب ایک اور ملنگنی لے کر جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جا بھی مل جائے گی۔"

ایک دفعہ قصور کے صدیق کمہار کا ایک جوان بیٹا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شادی کی دعا کیلئے آیا جو کہ شادی سے بالکل ناامید ہو چکا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی رشتہ دار تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں دیہات' فلاں کے گھر' فلاں نامی لڑکی کے ساتھ تیری شادی ہو جائے گی۔ یہ ارشاد سن کر وہ بہت حیران ہوا' کیونکہ اس دیہات کی لڑکی کو وہ جانتا بھی نہیں تھا' لیکن یہی لڑکی اس کی بیوی بن گئی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ شوگر کی بیماری کا مریض آ گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا سوال سن کر فرمایا "گرم گرم گڑ کھایا تھا ناں"۔ وہ کہنے لگا ہاں حضور کھایا تھا' تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اب گرم گڑ نہ کھانا"۔ یہ آدمی چند دنوں بعد بالکل صحت یاب ہو گیا۔

قصور کا ایک شخص حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ ہجیروں کا مریض تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ خیر کرے گا اور ساتھ ہی اس کا دل ٹھہرانے کیلئے ایک دوائی بھی بتا دی کیونکہ وہ لوگوں کے اصرار پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا

اور اس کا دل اس چیز سے منکر تھا۔ اس لئے اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی دوا استعمال نہ کی لیکن چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے شفاء کا لفظ نکل چکا تھا' جس کی وجہ سے چند دنوں کے بعد وہ صحت یاب ہو گیا اور بعد میں اس کو یقین آ گیا۔

ایک دفعہ احمدیہ فرقہ کے دو افراد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ لنگر سے ہم کھانا کھالیں۔ لیکن ان کے پاس ایک چوری کا پستول تھا' جو کہ انہوں نے باہر زمین میں دفن کر دیا تھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ" جاؤ بھئی کوئی چوری کا پستول نہ نکال کرلے جائے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہو گئے۔

ایک دن قصور کا ایک سمندہ نامی موچی اور اس کا ایک ساتھی چوری کا چارہ کاٹنے جا رہے تھے' انہوں نے سوچا کہ اس آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے جائیں' انہوں نے اپنی درانتی کہیں چھپا دی۔ جب وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری سے فارغ ہو کر آنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" کہ جاؤ بھئی کوئی چوری کا چارہ کاٹنے والی درانتی نکال کر نہ لے جائے۔ یہ بات سن کر انہوں نے چوری کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک دفعہ تین چور' چوری کرنے جا رہے تھے۔ جب وہ حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے گزرے تو انہوں نے سوچا کہ یہاں لنگر کا کھانا کھاتے جائیں۔ جب وہ لنگر کا کھانا کھا رہے تھے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انکو ارشاد فرمایا کہ "بھئی روٹی خوب اچھی طرح کھالو۔ کیا پتہ رات کو کب کھانا ملے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی اور نیک بن گئے۔

حضرت کرموں والے (قیام پاکستان سے قبل حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں) کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ آپ اجمیر شریف تشریف لائیں کیونکہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ہم جس وقت آئیں تو مزار میں سے تمام بندے نکال دیئے جائیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف گئے تو مزار سے تمام لوگوں کو نکال دیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ قبر سے باہر نکلے اور گفتگو کے بعد حضرت قبلہ کو پکڑ کر خوب اچھی طرح جھنجوڑا مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہم ڈرے نہیں" یہ کام صرف حضرت غریب نواز معین الدین چشتی نے

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی طاقت کو مستحکم کرنے کیلئے کیا تھا۔

جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال نزدیک تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ مزار والی جگہ پہلے سے ہی بالکل صاف کرادی تھی۔ وہاں پر جو لکڑیاں وغیرہ پڑی ہوئی تھیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اٹھوا دیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی وہاں پر دیا جلانا شروع کروادیا تھا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تو حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ "آپ کے آنے سے یہاں رحمت کا مینہ برسے گا"۔

ایک دفعہ قصور کا ایک آدمی شیخ سراج دین' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' جو کہ سفر میں اپنے پاس تھوڑا سا تمبا کو بھی رکھتا تھا تا کہ اگر کسی کے ہاں حقہ پینا پڑے اور دوسرا حقے والا تمبا کو مانگ لے تو اس کو دے دیا جائے۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مع تمبا کو (جو کہ تہبند کے پلو میں بندھا ہوا تھا) کے حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "بھئی ہم کو تمبا کو کا پتہ تو چل جاتا ہے' بھلا مریدوں کی نماز پڑھنے کا علم کیوں نہیں ہوتا۔ یہ بات سن کر وہ حیران رہ گیا۔

ایک مرتبہ اس کی چچی کو ٹی بی ہوگئی' چونکہ بہت ہی مہلک مرض ہے۔ تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا' بہت سے ٹیکے لگوائے لیکن بے سود رہے آخر کار اس کے چچا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ اور ان کے متعلق عرض کیا' تو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''اللہ خیر کرے گا۔ بعد میں وہ بالکل تندرست ہوگئی۔

کیونکہ ولی کا تعلق ہر وقت اس کے رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہتا ہے لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان عبادت کرتا ہے۔ عبادت کرتے کرتے وہ بہت نیک اور متقی ہو جاتا ہے اور آخر کار اس کا دل بھی عبادت کو لگ جاتا ہے' یعنی ظاہر کام کوئی اور ہو رہا ہوتا ہے اور باطن مصروف عبادت ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ولی کامل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے جسم کا ہر بال اور رونگٹا عبادت کرے''۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے کئی دفعہ یہ بھی سنا ___ کہ ''جو دم غافل سو دم کافر'' ظاہر کچھ لیکن باطن میں خدا ہو اور یہی مقام ہے کہ جسے للّٰہیت کہتے ہیں یعنی ولی کامل یہاں تک پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے ___ وہ اللہ کی للّٰہیت میں اپنے جسم کو فنا کر دیتا ہے۔ جس طرح ہم لوہے کو گرم کریں' حتیٰ کہ وہ آگ سے سرخ ہو جائے تو پھر وہ لوہا ہی کہے کہ میں آگ ہوں تو اس میں کوئی شک ہو سکتا

ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہم اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا آگے بڑھیں تو حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہماری آنکھوں کے سامنے تیرنے لگتا ہے۔ مندرجہ بالا چیز کو مدنظر رکھ کر ہی انہوں نے اپنے آپ سے کہا تھا، انا الحق کہ میں خدا ہوں۔ کیونکہ لوہا جب گرم ہو کر سرخ ہو جائے تو وہ آگ ہی ہوتا ہے' آگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو خدا کہا تھا کیونکہ وہ خدائی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور للّٰہیت میں فنا تھے اور صرف خدا ہی ان کے اندر موجود تھا اور اپنا جسم انہوں نے للّٰہیت کی خاطر فنا کر دیا تھا۔ کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ہاتھ بن جاتا ہے' کان بن جاتا ہے' پاؤں بن جاتا ہے' آنکھیں بن جاتا ہے۔ یعنی جب خدا ہی اندر ہو تو پھر جسم کی حرکت خدا کی حرکت۔ اس کا بولنا خدا کا بولنا ہو جاتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی ارشاد فرماتے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے اور کبھی کبھی فرماتے کہ اللہ کی بڑی شان ہے۔ اس موضوع پر مولوی محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جیسے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انا الحق اس لئے کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ خدا کی بڑی شان ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بڑی شان ہے۔ یہ الفاظ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے بیساختہ کئی بار نکل جایا کرتے تھے۔ یہ اس وقت نکلتے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خدا یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ تھلگ تعلق ہوتا تھا اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر خدائی جلوہ موجزن ہوتا تھا۔

اکیسویں مجلس

صوفی محمد بشیر صاحب برگنزا کوارٹر گڑھی شاہو لاہور بیان کرتے ہیں کہ احقر عرصہ سے ایک پیر کامل کی تلاش میں تھا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا جس کا نام آفتاب ولایت ہے۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وقت ضائع کئے بغیر فوراً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ لہٰذا اللہ کا نام لیکر صبح چار بجے ہی گھر سے روانہ ہو گیا اور گاڑی میں بیٹھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ جیسے گنہگار کو سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ اور نماز پنجگانہ کے بعد گیارہ دفعہ قل شریف اول و آخر درود شریف سوتے وقت قبر کا تصور اور دل پر کلمہ طیبہ کا نقش جمانے کی نصیحت کی اور داڑھی رکھنے کی ہدایت

فرمائی۔ اللہ کریم کی مہربانی سے اور حضور کی دعا کی برکت سے مجھے اس کے بعد داڑھی منڈوانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور غیر شرعی کاموں سے زبردست نفرت ہوگئی' جن کو میں پہلے دل و جان سے عزیز رکھتا تھا ___ اور اللہ اللہ کرنے میں وہ لذت نصیب ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ میں ابھی پچیس سال کا ماڈرن جوان تھا' اسلئے جب داڑھی رکھی تو بعض لوگوں نے شروع شروع میں کہنا شروع کر دیا کہ جب بوڑھے ہوگے تو پھر داڑھی رکھنا' مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے جب داڑھی شریعت کے مطابق پوری ہوگئی تو وہی لوگ جو مشورہ دیتے تھے اب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ خدا کی قسم بشیر تمہیں داڑھی بہت خوبصورت لگتی ہے اور تمہارے چہرے پر حسن برستا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ یہ داڑھی کسی اللہ والے نے رکھوائی ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کی ہے خوبصورت کیوں نہ لگے۔

میں بڑے سگریٹ پیتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمادیا۔ مگر باوجود منع کرنے کے پھر بھی نہ چھوڑے۔ حضور نے پھر دو دن لگاتار خواب میں فرمایا کہ تمہیں کہا تھا کہ سگریٹ چھوڑ دو' آخر چھوڑنے پڑے۔

یہ خاص واقعہ بھی پڑھ لیں۔ میرے گھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا بچہ دیا جس

کا نام محمد اقبال ہے اس کے پیر پیدائشی جڑے ہوئے تھے جس کو ہر دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ یہ کبھی بھی سیدھے نہیں ہو سکتے۔ میں نے لاہور امریکن ہسپتال میں چھ ماہ لگاتار علاج کرایا۔ جس پر تقریباً چھ سو روپیہ خرچ ہو گیا اور چھ ماہ کے بعد ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اس کا آپریشن کر کے پھر پیر سیدھے کئے جا سکتے ہیں۔ مگر میری بیوی نے کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے معصوم بچہ ہے اس کا کبھی بھی آپریشن نہیں کراؤں گی اور پھر آپریشن کے بعد بھی پیر پھر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ آخر ہم دونوں میاں بیوی بہت پریشان تھے۔ سوچا کہ چلو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائیں۔ ڈاکٹر نے تو لاعلاج کر ہی دیا ہے اور پھر ہم نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور نے دعا فرمائی۔ میں بیوی اور بچوں کو گھر آزاد کشمیر موضع بٹر جنگ تحصیل بھمبر میں چھوڑ آیا۔ ایک ماہ کے بعد جب گھر گیا تو وہی بچہ گلی میں بالکل صحیح حالت میں کھیل رہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت حیرانگی ہوئی کہ بغیر کسی علاج کے بچے کے پاؤں بالکل سیدھے ہو چکے تھے۔ میں لاہور ریلوے میں ملازمت کرتا ہوں اور میرا اصلی وطن موضع بٹر جنگ تحصیل بھمبر ضلع فیروز پور آزاد کشمیر ہے۔

محمد مفتی صاحب ضلع اٹک فتح جنگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کرماں والے کی خدمت میں دربار عالیہ کرموں والہ شریف میں ایک دفعہ اپنے ایک قریبی بھائی کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ میں نے تو کہا تھا کہ جو بڑے بے قرار ہوں ان کو پہلے لاؤ' ہمارے متعلق سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو اپنے گھر کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا۔ کچھ پانی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے نوش فرمایا' باقی پانی میرے قریبی بھائی کو عطا فرمایا' باقی جو رہا اس کے متعلق بندے کو فرمایا کہ تم پی لو۔ وہ بندے نے پی لیا۔ یہ جنگ جرمنی سے پہلے کی بات ہے۔ حضور کی کرم بخشی کی انتہا نہیں ہے۔ ہر ملنے والے کا یہی دعویٰ تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر زیادہ کرم فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میرے دل میں بھی یہی خیال آیا۔ جب دربار شریف میں حاضر خدمت ہوا' تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بندے کا حال پہلے کی طرح دریافت نہ فرمایا۔ جب کہ دو تین دفعہ بندہ صبح کو قبل دوپہر اور بعد دوپہر حاضر خدمت ہوتا رہا آخر دوسری یا تیسری دفعہ بندہ واپس باہر آنے لگا۔ دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مولویا تیرے نال محبت ای اے"۔

ایک دفعہ کرموں والا شریف میں بندہ ایک کیک بنوا کر لے گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بڑے اہتمام سے پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہ کیا ہے؟" بندے نے عرض کیا کہ "جناب اس کو کیک کہتے ہیں۔" سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "روٹی ہوئی نا" میں نے عرض کیا "نہیں جناب یہ کیک ہے"۔ بھئی روٹی ہوئی نا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا۔

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب بیلیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "مولوی جی اسیں جدوں مدینہ شریف چلے تے ایہو جیاں روٹیاں نال لے چلے تے اک سڑک ایتھوں بنوایئے سنگ مرمر دی۔ دسو مولوی جی انج ناں کریئے؟ آپاں سارے اکھاں میٹ لئے فیر کھولدیئے تے مدینہ شریف پہنچے ہوییئے۔"

فرمایا "مولوی جی! نبی ﷺ دا بڑا شان ایں۔ مولوی جی جس نوں حضرت نبی کریم ﷺ بخش دین گے اوہ بندہ اگوں اٹھ بندیاں نوں بخش سکدا اے آؤ بھئی کوئی حسابی بندہ ایتھے موجود اے تے ذرا حساب تے کردیؤ، اگوں جیہڑے اٹھ بندے بخشے گئے اوہ فیر اٹھ اٹھ بندیاں نوں بخشاون دی توفیق والے ہو جاون گے۔ اچھا بھئی حساب کرو۔ ایہہ زمین تے ای حساب کری جاؤ"۔

چنانچہ دو چار پڑھے لکھے زمین پر ضرب دینے لگے جب حاصل ضرب آتا حضور فرماتے کہ اب اس کے بعد پھر آٹھ سے ضرب دو کہ یہ سلسلہ روز محشر تک چلے گا۔ آگے چل کر ضرب دینے والے حاصل ضرب نکالنے سے عاجز آگئے اور حساب نہ ہو سکا۔ کسی نے عرض کر دیا کہ جناب آگے ضرب نہیں دی جا رہی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت بے حساب ہے۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ مولوی جی م کے معنی تو کئی

لوگوں نے کہتے ہیں' کبھی کسی نے (دال) کے معنی بھی کہتے ہیں؟ مولوی جی ایہہ (دال) دی طفیل ای سانوں دال روٹی مل دی اے ناں۔

پاک پتن شریف عیدگاہ میں جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے تو بندہ کیمبل پور سے پاک پتن شریف سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوا جب اسٹیشن پر اترا جس تانگے نے عید گاہ کی طرف جانا ہوتا وہ پہلے ہی بھر کر شہر پاک پتن شریف کو روانہ ہو جاتا۔ اسی طرح پانچ سات تانگے اسی ٹرین کی سواریاں لیکر سٹیشن سے چلے گئے۔ چنانچہ اب پیدل جانے کیلئے ارادہ ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اعلیٰ درجے کا نیا چمکتا ہوا تانگہ جس کا گھوڑا اور ساز چمک رہے تھے۔ وہ خالی اسٹیشن کی طرف آ رہا ہے اور میرے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا۔ ہمت تو نہ پڑی تھی' ان تانگہ بان کو کہوں کہ مجھ کو عیدگاہ کی جانب لے چل' کیونکہ یہ تانگہ کوئی رئیسی تانگہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ خالی ہی واپس جانے لگا تو بندہ نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا کہ بھئی میں نے عیدگاہ جانا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ فوراً اس تانگہ بان نے کہا، جی بیٹھو۔ بندہ بیٹھ گیا اور وہ چل پڑا۔ میں نے کہا بھائی کرایہ چکا لو پھر بعد میں جھگڑا نہ کرنا۔ کہا جو مرضی ہے دے دینا ____ میں نے کہا بھائی میں نے سالم تانگہ نہیں لیا۔ اجی کیا ہے آپ کے پاس؟ میں نے کہا بھائی ٹوٹے ہوئے تین آنے ہیں۔ اگر کچھ زیادہ لینا ہے تو روپے سے باقی دے دو۔ اس نے تین

آنے ہی لے لئے اور عید گاہ پاک پتن شریف چھوڑ کر چلا گیا۔

پاک پتن شریف میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک لکڑی کے پھاوڑے سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے اور بیلی بھی ساتھ مصروف عمل تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی جی وہ بیلوں والے اپنے بیلوں کو کیا کہا کرتے ہیں؟ اس کا کیا مطلب ہے تتا تتا تتا کہ تتاہی روٹھنڈا نہ ہوئیں میری ریس نہ کریو ____

وہاں پاک پتن شریف عید گاہ میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص موٹے منکوں کی مالا گلے میں ڈالے ایک موٹی ڈانگ بھی لئے ہوئے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”بھئی ہم تو سبز کپڑے سے اپنے قرآن شریف کے جزدان بناتے ہیں۔ اور یہ مالا بھی بڑے موٹے منکوں کی گلے میں ڈال رکھی ہے۔ بھئی تم نے یہ ڈنڈا بھی بڑا موٹا اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ پھر تو بھئی تم لوگوں کو ڈراتے ہو گے۔ بھئی سائیں جی تم کام کیا کرتے ہو۔ سبز رنگ کے کپڑے والے نو وارد سائیں نے عرض کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کام کیا کرنا ہے۔ سڑک پر دھواں ڈالا ہوا ہے۔ آتے جاتے مسافروں کو حقہ تمبا کو پلاتا ہوں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دھواں پاؤ ناتے رب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دے ناں دا پاؤ ایہہ کی دھواں اے ____

ایک پہلوان حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا'

عرض کیا سرکار رحمۃ اللہ علیہ میری کشتی باندھی گئی ہے۔ میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اس پہلوان کو پچھاڑ دوں۔

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ڈاھ لیا تے تد کی ___ جے کشتی کرنی اے تے اپنے نال کر"۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا "اچھا جا ڈاھ لیں گا"۔

ایک دفعہ فرمایا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کرماں والے نے کہ پہلوں آپ شمع سڑدی اے تاں لوکاں نوں چانن کردی اے۔

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ "جیسی محبت اللہ والے کردے نیں ماں تے ناں پیو کردے نیں"۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "بھئی کوئی برا کام کسی کے سامنے کیا جاسکتا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ جناب ایسا نہیں ہوسکتا۔ ارشاد فرمایا "اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر جب کہ اللہ دیکھ رہا ہو پھر تو بالکل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ کوئی بھی کام کرتے وقت یقین کرنا چاہئے کہ اللہ میتوں وہندا پیا اے"۔ (اللہ مجھے دیکھ رہا ہے)

1941 ء میں ایک دفعہ بندہ امرتسر سے اپنے ہیڈ کوارٹر لاہور این ڈبلیو آر ہسپتال میں ایک دو ماہ کی رخصت حاصل کرنے آیا۔ کاغذات ایل ایم او لاہور مسٹر ہاورتھ ایچ کو بھجوا دیے اور خود باہر آ کر انتظار میں بیٹھ گیا۔ چھٹی ملنے کی امید کم تھی۔ انتہائی غمگین ہو کر بیٹھ رہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار پانچ خدام آ رہے ہیں۔ میں آگے بڑھ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے خدام کو ملا۔ دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے اور کہاں سے تشریف آوری ہوئی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ' میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر شرقپور شریف جا رہے ہیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پیچھے پیچھے ہیں ____ چنانچہ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شاہو کی گڑھی کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کالی گرم چادر اوڑھ رکھی تھی۔ چہرہ مبارک بھی تقریباً چھپا ہوا تھا۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ آگے نکل گئے تو میں پیچھے پیچھے چل پڑا' تاکہ جب حضور والا آسٹریلین مسجد کے اندر قیام فرمائیں تو قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چلتے چلتے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ زیادہ ہی قریب پہنچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً ہی بندے کی طرف متوجہ ہوئے اور بندے کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ "ایہہ بابو میرا کتھوں آیا اے"۔ عرض کیا سرکار "چھٹی حاصل کرنے آیا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جاؤ اللہ خیر کردے گا" اور مجھے وہاں سے ہی واپس کر دیا جب واپس ہسپتال پہنچا تو چھٹی منظور ہو چکی تھی۔ اس طرح بندہ کی غمگینی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے راحت اور مسرت میں بدل گئی۔

صوفی محمد بشیر صاحب برگنزا کوارٹر گڑھی شاہو لاہور بیان کرتے ہیں آخری زیارت مبارک 1965ء میں حضرت کرماں والا شریف میں ہوئی۔ صبح کو اجازت دینے سے پہلے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "او جی تسی چاہ وی پیندے او۔ عرض کیا کہ ہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ضلع کیمبل پور میں چائے کا رواج کچھ زیادہ ہی ہے۔ لوگ کثرت سے چائے پیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم خاص کو حکم دیا کہ "بھئی اینہاں لئی چائے لے آ" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر حسب معمول تشریف فرما تھے۔ حاضرین خدمت عالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بیلی نعت پڑھ رہا تھا۔ فوراً ہی ایک بہت بڑی چینک چائے کی اور کچھ رس ٹرے میں رکھے ہوئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے کے پچھلے کمرے میں رکھ کر بندے کو حضور کے خادم خاص اٹھا کر لے گئے کہ جا کر چائے پی لو جی۔ اس خاص کرم نوازی کی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی۔

1965ء میں آخری زیارت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی میو ہسپتال میں ہوئی۔ وہ بھی صرف کھڑکی سے۔ اس کے بعد جب دوبارہ فتح جنگ سے لاہور میو ہسپتال حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ صحت یاب ہو کر کرماں والا شریف تشریف لے گئے ہیں۔

ایک دفعہ بندہ حضرت کرماں والا شریف میں حاضر ہوا تو کئی دن یہ

سلسلہ جاری رہا۔ کہ بندے سے دوسری طرف جس قدر بھی بیلی بیٹھے ہوئے تھے سب کا احوال دریافت فرما کر دعا برکت کے ساتھ رخصت کر دیتے۔ اور جب بندے کی باری آتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما دیتے اچھا بھئی چلو نماز پڑھ لیں۔ یا روٹی کے متعلق فرماتے کہ بھئی اپنے بیلیاں نوں روٹی راتی کھواؤ ناں۔ جب اس طرح کئی دن گزر گئے تو ــــــ ایک دن بندہ سامنے ہو کر عرض کرنے گیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ابھی اتنا ہی عرض کرنے پایا تھا تو سرکار فرمانے لگے "تہانوں کی لوڑ اے گل کرن دی تسیں تے روز دے آون جان والے او۔ ہور کوئی گل کرو بھئی گل کیوں نہیں کر دے"۔ سب بیلی اپنا اپنا مدعا بیان کرنے لگے اور باری باری رخصت ہو گئے۔

ایک دفعہ 1953 میں بندہ حضرت کرمانوالہ شریف میں حسب معمول حاضر ہوا تو بتایا گیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف تشریف لے گئے ہیں اور جناب صاحبزادہ عثمان علی شاہ صاحب مدظلہٗ نے فرمایا کہ جب تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہ لائیں آپ یہاں رہیں۔ تمام آنے والوں کو صاحبزادہ صاحب موصوف واپس کرتے رہے۔ صرف ایک بندے کو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ یہیں رہیں۔ انہی ایام 1953ء میں بندہ متواتر نو دن آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف قیام پذیر رہا۔ جب نو دن کے بعد حضور تشریف لائے تو اپنے کمرے کے عقب

میں کھڑے تھے وہیں حاضری اور زیارت مبارک ہوئی واپسی کی اجازت ابھی تک نہ ہوئی تھی۔ ایک درویش حضرت کے خدام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کو اور مجھ کو اجازت ہو چکی ہے۔ آپ چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ اجازت نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اجازت ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ چلئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کمرے کے باہر سامنے دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حاضرین موجود تھے۔ بندے نے خود ہی بڑھ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور ___ بندہ کس گاڑی سے واپس جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''چلے جانا ہے چلے جانا ہے۔'' اپنے بیلی تے جناں چہ مرضی پئے رہن اس پر خدام کو تسلی ہو گئی کہ واقعی ___ ابھی اجازت نہیں ہوئی۔

کرموں والہ شریف میں ایک دفعہ عشا کے بعد ذرا لیٹے ہی تھے کہ خدام میں سے بابا بالا رحمۃ اللہ علیہ صاحب' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص باہر صحن میں آئے کہ چلو بھئی کوئی قرآن پڑھنے والا' کوئی نعت پڑھنے والا' ہے تو چلو' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بلا رہے ہیں۔ بندہ سمیت اور بیلی اٹھے اور حضور کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے۔ نعت کے بعد بندہ کی باری آئی تو بندہ کو زبانی اس وقت صرف ایک دو شعر یاد تھے۔

رخ حبیب ﷺ سے اپنی نظر ہٹا نہ سکے

وہ رعب حسن تھا غالب بوقت دید جمال

لبوں پہ دم تھا مگر آنکھ ہم چرا نہ سکے

ہم اپنا حال اشاروں سے بھی سنا نہ سکے

آگے کچھ نہ آتا تھا ــــ شعر ختم ہوتے ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین میں سے ایک دوسرے کو حکم دیا کہ بھئی اب تم پڑھو۔ اسی طرح یہ محفل مبارک آدھی رات کو ختم ہوئی اور ابھی آ کر لیٹے ہی تھے تہجد کے وقت کی اطلاع دینے والے خدام آ کر جگانے لگے اور نوافل پڑھنے شروع ہو گئے' اس کے بعد فجر کی اذان ہوئی اور نماز فجر کی جماعت میں شامل ہوئے۔

محمد طفیل چوہان صاحب اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ میرا کلیم جائیداد شہری نامنظور ہو گیا تھا' میں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلیم پاس نہ ہونے کی پریشانی بیان کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "اللہ خیر کر دے گا اور کلیم پاس ہو جاوے گا' تمہیں مکان بھی مل جاوے گا، کوشش کرتے رہو"۔ چنانچہ بحکم سرکار رحمۃ اللہ علیہ' خارج شدہ کلیم کی نقل لیکر جناب ڈپٹی کلیمز آفیسر منٹگمری میں اپیل دائر کر دی۔ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا تو پتہ چلا

کہ میری اپیل فائل گم ہو چکی ہے۔ آخر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ اپیل کرنے کی ہدایت فرمائی' کیونکہ اپیل رجسٹر پر درج تھی، حسب الحکم اپیل دفتر میں دائر کر دی گئی۔ پندرہ دن بعد تاریخ پر حاضر ہوا تو اپیل فائل پھر گم ہو گئی۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالات عرض کیے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اپیل دائر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے مغربی پاکستان کلیم کمشنر جناب ایم اے بھٹی صاحب کے سامنے حاضر ہو کر درخواست گزاری اور واقعات گزشتہ بیان کیے۔ انہوں نے اپیل کرنے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ آپ کے دفتر واقع مال روڈ لاہور حاضر ہو کر میں نے اپیل دائر کر دی۔ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا تو اپیل فائل پھر گم ہو گئی۔ میں سخت پریشان ہوا۔ کلیم کمشنر نے بیان حلفی کے ساتھ پھر اپیل دائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ پھر اپیل دائر کر دی۔ تاریخ لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "کوشش کرتے رہو منشی جی"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے زیادہ تر منشی جی کے نام سے پکارتے تھے۔ مقررہ تاریخ پر بعدالت کمشنر لاہور حاضر ہوا۔ سماعت شروع ہوئی۔ کلیم کمشنر صاحب نے کہا کہ کلیم پاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارے سرکاری ریکارڈ میں جس جگہ مشرقی پنجاب میں تمہاری رہائش تھی' شہر یا قصبہ کا گزٹ نہیں ہے' کلیم نامنظور کر رہا ہوں۔ تمہاری کوشش کو

دیکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ اگر تم سرکاری گزٹ لے آؤ اور ثابت کرو کہ واقعی تمہارا قصبہ ٹاؤن کمیٹی میں تھا تو کلیم پاس کردوں گا۔ میری اس وقت بری حالت تھی' بے اختیار آنسو بہہ رہے تھے۔ دل ہی دل میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اگر گزٹ مل جاوے تو کلیم پاس ہو سکتا ہے چنانچہ میں گزٹ کی تلاش کیلئے پنجاب لائبریری مال روڈ پر پہنچ گیا۔ دل میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتا جا رہا تھا۔ دفتر میں انچارج لائبریری کو ملا کہ یہ گزٹ چاہیے اُس نے گزٹ کی تاریخ اور نمبر دریافت کیا اور پوچھا کہ کس سن کا گزٹ ہے۔ مجھے کسی قسم کا کوئی بھی علم نہیں تھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ارشارہ ہوا کہ 1914ء کا گزٹ لے لو۔ چنانچہ 1914ء کا گزٹ لے لیا۔ منیجر صاحب کہنے لگے لوگ مہینوں وقت خرچ کر کے گزٹ تلاش کرتے ہیں لیکن نہیں ملتا۔ مگر تلاش کرنے سے 1914 کا گزٹ مل گیا ہے۔ گزٹ کو درمیان سے کھولا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اسی صفحہ پر ہمارے سابقہ نمبر کا گزٹ درج تھا جس کو مغربی پنجاب کے گورنر نے 14 فروری 1914ء کو منظور فرمایا تھا۔ میں فوراً گزٹ کی تصدیق شدہ نقل لیکر کلیم کمشنر کی عدالت میں خوشی خوشی حاضر ہوا۔ اُس نے میرے مطلوبہ کلیم سے زیادہ کلیم پاس کر کے اسی وقت نقل کی کاپی دے دی۔ علاوہ ازیں اُنہوں نے تقریباً دس وکلاء جو اس وقت سماعت کیلئے ان کی عدالت میں حاضر تھے کہا کہ

مجھے یہ کلیم پاس کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے واقعی بہت کوشش کی ہے۔ میرے کلیم پاس ہونے اور گزٹ مل جانے کی وجہ سے میرے علاقے کے سینکڑوں لوگوں نے جو بالکل مایوس ہو چکے تھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مہربانی سے اسی گزٹ کی نقل مجھ سے لیکر اپنے اپنے منسوخ شدہ کلیم پاس کرائے۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاص مجھ پر ہی نہیں میرے پورے علاقے پر بھی بڑا احسان ہے۔

بائیسویں مجلس

جناب احسان قریشی صابری صاحب ایم اے سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ 1959ء میں انکے بڑے لڑکے اقبال احمد قریشی صابری متعلم بی اے کلاس کا عین عالم جوانی میں بقضائے الٰہی انتقال ہوگیا۔ اس صدمہ جانکاہ کے بعد انکی طبیعت بجھی بجھی سی رہنے لگی اور اتنا حال سے بے حال ہوئے کہ سرکاری کام بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ انکے مرشدان دنوں پاکستان سے باہر طویل سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اسی دوران پاک پتن شریف میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا زمانہ آگیا۔ وہ حسب

دستور سابق وہاں حاضری دینے چلے گئے۔ وفورِ غم سے انکو بواسیر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور خون جاری رہنے کی وجہ سے سفر میں بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جوں توں کر کے وہ پاک پتن شریف پہنچے۔ ان دنوں گرمی اپنے پورے عروج پر تھی۔ انہوں نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ' چشتیہ نظامیہ' قادریہ اور سہروردیہ کے بزرگان کرام اور صوفیائے عظام کی زیارت مزار اقدس کے حجروں میں کی' کیونکہ تمام صوفیائے کرام انہی حجروں میں مقیم ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی صحت اور تسکین قلب کیلئے دعا کرائی بعد میں خیال آیا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کسی بزرگ سے بھی دعا کرائی چاہیے۔ اس سلسلے کے بزرگ بھی کہیں پاک پتن شریف میں مل جائیں تو ان سے بھی دعا کرالی جائے' تاکہ ہر چہار سلسلہ ہائے تصوف کے مشائخ کی دعائیں اور برکات حاصل ہو جائیں۔ اسی نیت سے انہوں نے ایک دوست سے دریافت کیا کہ کیا بابا جی کے عرس پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کوئی بزرگ بھی تشریف لایا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دو بزرگ بابا جی کے عرس سراپا اقدس پر ہر سال باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے ہیں۔ بلکہ خانقاہ کی مجالس سماع اور ختم شریف میں بھی شرکت کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ان دو بزرگوں کے نام پوچھے تو ان کے دوست نے ان دو ہستیوں کے نام بتائے۔

اول، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب نقشبندی مجددی المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ اعظم حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

دوم، حضرت صوفی عبدالمجید صاحب نقشبندی مجددی مصری شاہ لاہور والے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ تواب الدین صاحب نقشبندی مجددی۔

انہوں نے حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے قیام گاہ کے متعلق استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عیدگاہ میں مقیم ہیں وہ وہاں پہنچے تو عصر کی نماز ہو چکی تھی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وظیفے میں مشغول تھے۔ چنانچہ یہ قریب ہی مؤدب بیٹھ گئے۔ ان کو پاس بیٹھے دیکھ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی سوال کیا۔ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ سیالکوٹ سے آیا ہوں۔ مصائب اور غم واندوہ کا مارا ہوا ہوں۔ بواسیر کا مریض بن چکا ہوں زندگی وبال بن چکی ہے دعا کی درخواست کیلئے آیا ہوں۔ بلکہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ عرض کرتا ہوں۔

توآں شاہے کہ برا ایوان قصرت
فقیرے مستمندے بر درے آمد
کبوتر گر نشیند باز گردد
بیاید اندروں یا باز گردد؟

انہوں نے جب امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رباعی ترنم سے پڑھی تو حضرت صاحب جلال میں آ گئے اور فرمایا "خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو بواسیر معمولی سی ہے۔ حق تعالیٰ شفا بخشیں گے۔ گلقند اور مکھن باہم ملا کر کھالیا کرو۔ سکون قلب بھی نصیب ہو جائے گا"۔ انہوں نے عرض کی کہ گلقند تو میں عرصہ ایک ماہ سے کھا رہا ہوں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ فرمایا "تم گلقند میں مکھن کی بجائے بادام روغن ڈالتے ہو گے اس لئے فائدہ نہیں ہوا۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقرہ (مبنی بر کشف) سن کر سخت حیران ہوئے۔ واقعی انہوں نے گلقند میں بادام روغن ڈال کر کھایا تھا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام صوفیاء کرام متعصب نہیں ہوا کرتے۔ یہ خیال دل سے نکال دو۔ مجھے ہی دیکھو۔ ہر سال باقاعدگی سے باباجی کے عرس پر ہم لوگ حاضری دیا کرتے ہیں' بلکہ مجالس سماع میں شرکت کیا کرتے ہیں۔ تمام سلسلوں کی منزل آخر ایک ہے۔ دیکھو کئی لوگ لاہور سے کراچی پسنجر ٹرین پر جاتے ہیں' کئی تیز گام پکڑتے ہیں۔ کئی خیبر میل میں سفر کرتے ہیں' کوئی خوش نصیب کار پر چلا جاتا ہے' کوئی ہوائی جہاز پر ایک روز پہلے کراچی جا پہنچتا ہے۔ لیکن منزل مقصود سب کی کراچی ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر چہار سلسلہ کی منزل مقصود اسی کی ذات سے وصل ہے۔ سفر کے طریقے البتہ مختلف ہیں۔ اصل درویش دوسروں کے

سلسلے کے متعلق کبھی تعصب کے خیالات نہیں رکھتا۔ میں ان کو کج فہم سمجھتا ہوں جو وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثوں میں پڑ کر قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں"۔

بعد میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ کلیر شریف جایا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا' تقسیم سے پہلے اپنے والد صاحب کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ اب تو عرصے سے وہاں نہیں گیا۔ فرمانے لگے کہ ہر سال کلیر شریف کی حاضری دیا کرو' اور راستے میں جب سرہند شریف کا اسٹیشن آئے تو ٹرین سے اتر کر حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ ضرور پڑھنا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! موقعہ ملا تو وہاں سرہند شریف میں مزار اقدس پر جا کر ہی فاتحہ پڑھوں گا۔ فرمایا "نہیں ریلوے اسٹیشن سرہند پر فاتحہ پڑھنا اور قصبہ سرہند میں نہ جانا"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایسا فرمانے کا مقصد وہ اس وقت نہ سمجھ سکے اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی انہیں ہوم سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے حکم مل گیا کہ دو صد پاکستانی زائرین کی ایک پارٹی لیکر کلیر شریف (بھارت) میں حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضری دینی ہے۔ چنانچہ انہیں امیر قافلہ بنایا اور ملک محمد رفیع صاحب مالک ہجویری اینڈ کمپنی شاہ عالم مارکیٹ کو نائب امیر قافلہ مقرر کیا گیا۔

رات کے نو بجے ڈیرہ دون میل امرتسر ریلوے اسٹیشن سے چلی۔ دس زائرین کے پاس درجہ اول کی ٹکٹیں تھیں باقی زائرین جن کے پاس درجہ سوم کی

ٹکٹیں تھیں) اپنی ریزرو بوگیوں میں بیٹھے تھے جو لاہور سے ہی اس مقصد کیلئے ٹرین کے ساتھ لگائی گئی تھیں۔ یہ صاحب اور ان کے باقی نو دوست درجہ اول کی ریزرو بوگی میں سوار تھے ان کی نشستیں ریزرو تھیں' بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ امرتسر سے جالندھر تک تو وہ زائرین کی دیکھ بھال کے سلسلے میں بھارتی سی آئی ڈی کے افسران اعلیٰ سے عرس کے انتظامات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ گاڑی جب جالندھر سے چلی تو انہیں تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آ گئی۔ بطور امیر قافلہ وہ سونا نہیں چاہتے تھے بلکہ یہ رات ٹرین میں جاگ کر گزارنا چاہتے تھے لیکن نیند نے غلبہ حاصل کر لیا۔

وہ سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر فاتحہ پڑھنے کی ہدایت (جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی بالکل بھول چکے تھے) سرہند شریف کا ریلوے اسٹیشن آنے میں ابھی پانچ منٹ باقی ہوں گے۔ رات کا ایک بجا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ انہیں خواب میں ملے اور فرمایا' "ریلوے اسٹیشن سرہند شریف پر حضرت قطب ربانی کا فاتحہ ضرور پڑھنا" اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گاڑی سرہند شریف کے اسٹیشن پر کھڑی ہے۔ انہوں نے جلدی سے صوفی منظور احمد صاحب صابری سجادہ نشین دربار اوکاڑہ' امور الحسن صاحب صابری راولپنڈی والے سید محمد حسن شاہ صاحب اور دیگر احباب کو جو ان کے ڈبے میں سو رہے تھے' جگایا پھر یہ تمام سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر اترے۔ بھارتی سی آئی ڈی کے آفیسر جو ساتھ کے ڈبے میں

ان کی رکھوالی کیلئے مقرر تھے اور باری باری جاگ رہے تھے فوراً ان کے پاس آئے اور کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ لوگ سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر اتر گئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھنا ہے اس لئے گاڑی صرف پانچ منٹ کیلئے ضرور یہاں ٹھہرائی جائے۔ وہ مان گئے اور پھر انہوں نے دوستوں سمیت رات کے ایک بجے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح پر فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد انہیں ہر سال کلیر شریف (بھارت) میں حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے سلسلے میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور ہر سال وہ سرہند کے ریلوے اسٹیشن پر فاتحہ رات کے وقت باقاعدگی سے پڑھتے رہے۔ آخری بار وہ پاک بھارت کی جنگ سے ڈیڑھ ماہ پہلے جولائی 1965ء میں پاکستانی زائرین کی ایک پارٹی لیکر کلیر شریف گئے تھے۔ تمام عرس کی رسوم میں شریک ہوئے تھے۔ 1966ء میں کوئی پارٹی کلیر شریف نہیں گئی۔ آئندہ کا حال حق تعالیٰ جانتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق انہوں نے گلقند اور مکھن (سیالکوٹ واپس آکر) کھانا شروع کر دیا تھا جس سے بواسیر کا عارضہ بالکل ختم ہو گیا۔

غلام نبی اشرفی الجیلانی موضع ڈھلیاں ضلع کیمبل پور بیان کرتے ہیں کہ انہیں سید محمد اسماعیل شاہ معروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ

عقیدت تھی اور وہ اکثر آستانہ پاک پر حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ فرماتے ہیں' میں جب بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا کوئی نہ کوئی کرامت ظہور میں آتی۔ سب سے بڑی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ جو بھی اپنی زبان مبارک سے فرماتے وہ پورا ہو جاتا اور ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات کے خزانے لیکر واپس لوٹتے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ماموں کی ٹانگوں میں کچھ تکلیف ہوگئی اور باوجود علاج معالجے کے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر ان کے بھائی انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پاک پر لے گئے اور ان کی تکلیف کے متعلق عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "محمد لطیف بیلیا! داڑھی رکھ لے اللہ رحم کردے گا"۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے لطیف نے داڑھی رکھ لی اور وہ بالکل صحت یاب ہوگیا۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دوسرے ماموں کے لڑکے معراج دین جو کہ حضرت عالی کے مرید ہیں اور سوئی بورنگ کمپنی میں ملازم ہیں' کسی بنا پر اپنے انگریز افسر سے جھگڑا کر آئے اور ملازمت چھوڑ دی اور بعد ازاں انتہائی کوشش کے باوجود انہیں ملازمت نہ مل سکی۔ چنانچہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "جاؤ تم خود افسر بن جاؤ گے"۔ چنانچہ

معراج دین پھر اسی ملازمت پر دوبارہ لگ گیا اور ترقی کر کے افسر بن گیا۔

جان محمد اور احمد دین موضع میر پور اور کانوانوالی نمبر 166 ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں آدمیوں کو بی اے پاس کرنے پر انگریزی حکومت نے موضع دھونی والا (اختر آباد) ضلع منٹگمری میں مربع جات دیئے تھے اور یہ دونوں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گاہے بگاہے کرموں والا ضلع فیروز پور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسمی جان محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک کاغذ پنسل اور ربڑ لاؤ۔ جب لایا گیا تو آپ نے فرمایا بابو جی ہم آپ کو ایک نقشہ بنا کر دکھاتے ہیں۔ پھر کاغذ کو سٹول پر رکھ کر اس پر تین لکیریں پنسل کے ساتھ لگائیں جو کہ تقریباً ایک دوسرے کے متوازی تھیں' پھر فرمایا' کہ ایک بہت بڑی نہر ہو' اس کے برابر ریلوے لائن ہو اور پھر اس کے برابر ایک پکی سڑک ہو۔ پکی سڑک پر ایک گاؤں ہو اور پختہ سڑک اور گاؤں کے ساتھ ایک بہت بڑی مسجد ہو' جیسی کہ شاہی مسجد لاہور کی ہے۔ پھر لطف آتا ہے۔ اب یہ حیران تھے کہ جو بات آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں یہ نقشہ تو علاقہ دھونی والا یا اوکاڑا کی طرف کا ہے۔ لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان بننے کے بعد یہاں موجود جائے مسکن میں پکا چک 56/2L المعروف حضرت کرمانوالہ میں ڈیرہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو بات پاکستان بننے سے تقریباً تیس سال پہلے فرمایا کرتے تھے اب ظاہر ہوئی ہے۔ سبحان اللہ۔

ایک دفعہ ایک افسر مال حضرت کرمانوالے آیا اور خدام سے اندر جانے کی اجازت مانگی' لیکن خدام نے حضور کے فرمان کے مطابق ان کو کہا۔ آپ ذرا ٹھہر جائیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دیتے ہیں پھر اندر تشریف لے جائیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ یہاں ایک شاہ صاحب آئے ہیں انہوں نے یہ زمین جو میں الاٹ کرانی چاہتا تھا خود الاٹ کروالی ہے میں ان سے بات کرتا ہوں۔ غرض جھگڑا کرنے کی تھی اور وہ زبردستی اندر چلا گیا۔ جب کوٹھی کے تھڑے پر چڑھا اور کمرے کی جانب آگے بڑھنے لگا تو سامنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی پر ایک ببر شیر نظر آیا اور ڈر کے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن دھڑام سے وہیں گر پڑا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین نے کپڑے وغیرہ جھاڑ کر اٹھایا اور وہ اسی وقت توبہ کر کے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہم چند مریدین کوٹھی کے صحن میں جہاں پھولوں کی کیاریاں تھیں، بیٹھ گئے۔ پاس ہی درختوں کے نیچے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی تھی اور وہ صف پر نیچے ادب سے بیٹھے تھے۔ پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے جو نقشے تیار کروائے تھے وہ منگوا کر دکھائے۔ پھر فرمایا کہ کتنی بڑی مسجد تیار کروانی چاہئے پہلے چھوٹا نقشہ۔ پھر اس سے بڑا۔ پھر

تیسرا نقشہ جو دونوں سے بڑا تھا اور لاہور کی شاہی مسجد سے ملتا تھا۔ وہ سٹول پر کھولا۔ ان سے فرمایا کہ مولوی جی یہ نقشہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں جناب۔ پھر فرمایا کہ کتنی بڑی مسجد ہونی چاہیے؟ اور اس کے ارد گرد جو برآمدے ہیں یہ کتنے ہونے چاہئیں۔ ذرا انگلی پھیر کر بتاؤ۔ پھر ایک اور مولوی صاحب سے جو ان کے دائیں جانب بیٹھے تھے ان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی جی آپ بھی بتائیں۔ تو وہ دونوں انگلی پھیر کر عرض کرنے لگے۔ سبحان اللہ۔ دوسرے نے بھی عرض کیا سبحان اللہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ تو ہے ہی لیکن میں آپ سے مشورہ پوچھ رہا ہوں۔ پھر ان کی طرف مخاطب ہوئے تو انہوں نے عرض کیا۔ جناب ایک طرف تو ایک سو دس برآمدے ہیں اور دوسری طرف بتیس ہیں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ بھئی کمی بیشی بھی کر لیں گے۔ پھر نقشہ کھولا تو اس میں دکن کی جانب مزار مبارک کا نقشہ بھی نظر آیا۔ جلدی سے دوسرے مولوی صاحب نے انگلی کا اشارہ کیا اور عرض کیا کہ جناب یہ کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ ایک مکان ہے اس کو ابھی رہنے دیں اور نقشہ لپیٹ دیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا جناب راموآنا 180 شیخوپورہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے' مولوی جی ادھر کوٹلہ شریف بھی ہے

انہوں نے عرض کیا' ہاں جناب کوٹلہ پنجو بیگ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے کوٹلہ پنجو بیگ کیوں کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے' جناب اس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ وہاں کس کا مزار ہے۔ عرض کیا جناب بابا امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موجود ہے۔ فرمایا' زمین کس کی ہے عرض کیا جناب وہاں پیروں کی زمین ہے اور بابا امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رتڑ چھتڑ مکان شریف والوں کی ہے۔ فرمایا' کتنی ہے۔ فرمایا' بیس مربع ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ 9-10 ذیقعد کو بابا امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس پاک ہے۔ وہاں ہم جانا چاہتے ہیں' تم بھی جاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں جناب۔ تو فرمایا کہ ہم کو راہ سمجھائیں۔ انہوں نے بتایا کہ کھاریاں والا (شیخوپورہ سے پانچ میل لائل پور روڈ پر) سے سڑک نکلتی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیلیا کوئی اس سے سیدھا راستہ بتاؤ۔ کوٹ روشن دین سے راستہ سیدھا تھا لیکن ان کو علم نہیں تھا کیونکہ وہ بھی عرس پر کوٹلہ شریف حاضر نہیں ہوئے تھے اس لئے آپ جاتی دفعہ تو کھاریاں والا سے گئے اور آتے وقت کوٹ روشن دین سے پکی سڑک پر آئے وہ صاحب بھی کوٹلہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے گرلز سکول خالی کروایا گیا تھا اور سکول میں بچوں کو دو تین چھٹیاں کر دی گئی

تھیں۔ جس کمرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرماتے وہاں وہ صاحب بھی حاضر ہوئے اور کمرہ لوگوں سے بھر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر بیٹھنے کی بجائے نیچے دری پر دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ایک مولوی ہے وہ ایسی ویسی باتیں کرتا ہے کہ انسان پہلے جانور یا مینڈک کی طرح تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے۔ یہ باتیں غیر مسلم اور دہریئے وغیرہ کیا کرتے ہیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب خاموش بیٹھیں اب ہم نے اللہ والوں کی باتیں کرنی ہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور شہزادی بلقیس کا واقعہ جو قرآن پاک میں ہے بیان فرمایا اور مجلس پر عجیب وغریب سماں بندھ گیا اور لوگ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت بخشی ہے کہ ایک وزیر جن تخت بلقیس کو پندرہ سو میل کی مسافت سے کئی گھڑیوں یا گھنٹوں میں لانا چاہتا تھا جس کا نام آفریت تھا اور آصف جو کہ آپ کا وزیر تھا ایک آنکھ جھپکنے میں لے آیا۔

ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جمعہ پڑھا۔ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

سب آدمیوں کو ایک نظر سے دیکھا اور پیچھے صف میں اس آدمی کی طرف اشارہ فرما کر حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو اس نے میری مسجد پلید کر دی ہے۔ مریدوں نے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ وہ شخص اسٹیشن پر جا کر زارو قطار رونے لگا۔ اور شام تک وہاں ہی روتا رہا۔ شام کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ اسے بلا کر لاؤ' جس کو مسجد سے نکال دیا گیا تھا جب اسے بلایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ کرو اور آئندہ ایسا کام نہ کرنا۔ وہ آدمی قاتل تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے برا اور ظلم کیا ہے اب توبہ کرو اور جاؤ۔ جب تم کو پولیس گرفتار کر کے لے جائے اور جس عدالت میں بھی جاؤ مان جانا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہی کہنا کہ میں نے کیا ہے' بری ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں وہ شخص ہر عدالت میں اقبال جرم کرتا رہا اور مانتا گیا حالانکہ وکیل اسے کہتے رہے کہ ایک دفعہ کہہ دو کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں میں نے تو کیا ہے۔ وہ ہائی کورٹ میں جا کر بری ہو گیا۔

ایک دفعہ ان کو جناب قبلہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری نصیب ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سارے آدمی باغ میں چلے جاؤ اور وہاں امرودوں کے پودوں کو گوڈی دو۔ یہ سب وہاں باغ میں چلے گئے اور امرود کے پودے کسی کے ساتھ گوڈ رہے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جو کہ چشتیاں کے نزدیک چک نمبر 42-41 کا رہنے والا تھا' اس نے ایک گرا ہوا امرود

اٹھا کر کھالیا اور اسی وقت اس کے پیٹ میں سخت درد شروع ہو گیا۔ وہ دوڑ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوٹھی میں چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت پیٹ میں بہت درد ہے مر رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ امرود اور کھالو۔ پھر اس نے معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' جاؤ اللہ تعالیٰ رحم کردے گا۔ جونہی اس نے کوٹھی سے باہر قدم رکھا درد ختم ہو گیا۔ اسی دوران یہ لوگ تھک کر ایک امرود کے پاس سائے میں بیٹھ گئے۔ ایک مولوی صاحب جو کہ کراچی سے آئے تھے اور کسی دفتر میں ملازم تھے' بیان کرنے لگے کہ میں کراچی میں دفتر جاتا تھا یا ہوٹل پر چائے پیتا تھا یا گھر کو جاتا تو ایک مست فقیر میرے پیچھے دوڑتا اور سرخ سرخ آنکھیں نکال کر میری طرف دیکھا کرتا اور کبھی غائب ہو جاتا مجھے اس سے دہشت آنے لگی۔ اب وہ ہر وقت میرے سامنے آنے لگا۔ یہاں تک کہ کمرے میں خواہ دروازے بند بھی ہوں تو وہ نظر آتا۔ ایک دن میں ہوٹل سے گھر کو آرہا تھا کہ وہ میرے پیچھے دوڑنے لگا اور مجھے بہت خوف محسوس ہوا۔ جب میں ڈر کر گھر کی طرف بھاگا تو دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کرماں والے پاس کھڑے ہیں اور اس فقیر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب اس فقیر نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو وہ الٹے پاؤں پیچھے کو ہو گیا اور پھر نظر نہ آیا۔ اب جب کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری ہوئی تو

میرے بیان کرنے سے پہلے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابو جی! گھبرانا نہیں چاہیے ایسی باتیں ہو ہی جاتی ہیں' کئی ایسے فقیر پیچھا کرتے ہیں۔ ہم نے اس کو بھگا دیا ہے ناں؟

کوٹلہ شریف کے عرس مبارک پر ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب یہ بوڑھا آدمی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داہنے ہاتھ بیٹھا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیر بھائی ہے یعنی اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کا مرید ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا بڈھیا تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کتنی مرتبہ گیا ہے۔ وہ سوچ میں پڑ گیا' تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ پانچ چھ مرتبہ گیا ہوگا کہنے لگا ہاں جناب پانچ مرتبہ گیا ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کیسے چلتے پھرتے تھے۔ وہ بوڑھا خاموش تھا اور سامنے مولوی صاحب بیٹھے تھے۔ ان کو پوچھا کہ مولوی جی آپ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے' کہنے لگے ہاں جناب۔ پھر فرمایا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیسے چلتے تھے؟ پھر کوئی جواب نہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا میں نے بھی نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری عمر میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔

انبالہ اور جالندھر کے ریکروٹنگ آفیسر (جنہوں نے اپنا نام تحریر

نہیں کیا) بیان کرتے ہیں کہ جب وہ انبالہ اور جالندھر ڈویژنوں کیلئے ریکروٹنگ آفیسر مقرر تھے اور ایک دو ڈویژنوں میں دورہ کر کے جگہ جگہ بغرض بھرتی کیلئے جایا کرتے تھے۔ 1945ء میں فروری کے آخر میں انہیں انبالہ چھاؤنی سے دورے پر لدھیانہ، جگراؤں موگا اور فیروز پور کیلئے روانہ ہوئے لدھیانہ میں معلوم ہوا کہ ان کے بڑے بھائی رائے محمد اقبال احمد خاں صاحب فراش ہیں اور نمونیہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کی ان عیادت کیلئے رائیکوٹ کا سفر اختیار کیا۔ جب رائیکوٹ پہنچے تو ان کے بھائی صاحب پہلے سے کچھ روبہ صحت تھے۔ خدا کا شکر ادا کیا، مگر ابھی ان کو کمزوری اور قدرے تکلیف باقی تھی چنانچہ ان کی مزاج پرسی کے بعد جب وہ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو رائے نیاز خاں صاحب نے پوچھا کہ کہاں کہاں جاؤ گے۔ فرمایا کہ موگا سے کرموں والا شریف سرکار کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہونے کا ارادہ ہے۔ وہاں سے پھر موگا آ کر دوسرے دن فیروز پور جاؤں گا اور پھر وہاں سے سیدھا انبالہ چلا جاؤں گا۔ یہ سن کر آپ نے فوراً کہا کہ میں نے ایک کارڈ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرض دعا لکھا تھا۔ تم بھی ان کی خدمت میں جاؤ تو میری صحت کیلئے دعا کرانا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاددہانی کرا دینا، وہ ان سے وعدہ کر کے موگا چلے گئے۔ وہاں پر ان کے ایک عزیز نائب تحصیلدار کے عہدے پر فائز تھے ان کے ہاں قیام کیا اور خالصہ ہائی سکول میں اپنے فرائض انجام دیئے۔ کیونکہ اسی اسکول میں بھرتی کیلئے جگہ تجویز کی گئی

تھی۔ رات کو نائب تحصیلدار صاحب نے باتوں باتوں میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری دوں۔

چنانچہ دوسرے ہی دن وہ نائب تحصیلدار صاحب اور دیگر ___ ایک مرحوم عزیز جن کو عموماً بابا فضل کہا جاتا تھا' بذریعہ بس وہاں پہنچے ___ بر لب سڑک اتر گئے وہاں سے ریلوے اسٹیشن گئے اور ریلوے اسٹیشن عبور کر کے کرمونوالہ شریف پہنچ گئے۔ (ریلوے اسٹیشن سڑک اور موضع کے درمیان واقع ہے)۔

موضع کرمونوالا میں پہنچ کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ والی مسجد کے اندر اپنا سب سامان رکھ دیا اور مسجد سے گزر کر آگے آستانہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ کیا دیکھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک زراعتی آلے کو اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں اور پتلون کوٹ والے صاحب اس کی آگے سے رسی پکڑے ہوئے آستانہ عالیہ کے صحن (جو بہت فراخ تھا) کو ہموار کر رہے ہیں۔ پاس جا کر شرف قدم بوسی حاصل کیا اور کھڑے ہو گئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ سامنے کونے میں چبوترے پر صفیں بچھی ہوئی ہیں۔ بیلیو وہاں جا کر بیٹھو' میں اس کام سے فارغ ہو کر آتا ہوں۔ یہ صاحب انجینئر ہیں۔ کبھی کبھی آتے ہیں۔ آج دیر سے پھنسے ہیں ان سے یہ کام لے لوں اور مسکرا کر ہمیں رخصت

کیا۔ ہم چبوترے پر بیٹھ گئے۔ سورج ہمارے سامنے تھا۔ آدھ گھنٹہ دھوپ میں بیٹھنے سے جب کہ سورج بھی بالکل سامنے تھا۔ نائب تحصیلدار صاحب کچھ گھبرا گئے۔ وہ پسینے میں شرابور ہو گئے۔ انہوں نے آہستہ سے کہا کہ بابا جی پتہ نہیں کب فارغ ہوں' یہاں ہمارا تیل نکل رہا ہے۔ ابھی یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ کافی فاصلہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز آئی۔ 'میلیو آرام سے سورج کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جاؤ۔'' نائب تحصیلدار صاحب اور ہم سب حیران و ششدر رہ گئے۔ نائب تحصیلدار صاحب کچھ شرمندہ سے ہوئے۔ ہم سب نے سورج کی طرف پیٹھ کرلی۔ کچھ دیر بعد بابا فضل مرحوم نے کہا' یار پیاس سے جان نکل رہی ہے میں جا کر کنوئیں پر پانی پی آؤں اور اپنے سامان کو دیکھ آؤں جو مسجد میں پڑا ہے' ایسا نہ ہو کوئی لے کر چلتا بنے۔ فوراً پھر آواز آئی 'میلیو ٹھنڈی لسی آ رہی ہے فکر مت کرو۔ یہاں انشاء اللہ سامان کی کوئی چوری نہیں کرتا''۔ پھر کیا تھا میں نے کہا' خاموش ہو جاؤ۔ بھائی یہاں دم مارنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فوراً لسی آ گئی۔ ہم سب نے پی لی۔ ابھی خادم برتن لے کر جا ہی رہا تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لے آئے۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اپنے پاس جگہ دی اور باقی سامنے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا' آپ تو خیر فوجی معلوم ہوتے ہیں یہ بھرتی والے صاحب۔ یہ تحصیل کے مالک ہیں اور بابا فضل

کو کہا۔ یہ بجلی ملنگ ہے نہ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا ہے نہ ماں نہ باپ نہ بہن نہ بھائی نہ اولاد (واقعی مرحوم ایسے ہی تھے اور مرتے دم تک اکیلے اور آزاد ہی رہے) یہ بات سنی تو بابا فضل قدموں پر پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا اور کہا۔ بیلیا ٹھیک ہے نا۔ (حالانکہ انہوں نے ابھی تعارف بھی نہیں کرایا تھا) پھر اپنی واسکٹ سے جو خاکی زین کی تھی' میاں نیاز احمد خاں صاحب کا کارڈ نکال کران کے سامنے کر دیا اور کہا دیکھو یہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور بندے کے بھائی ہیں اور انہوں نے مجھے تاکید کی ہے کہ ان کی صحت کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کراؤں۔ فرمایا "اللہ خیر کرے گا۔ دعا کر چکا ہوں آؤ اب مل کر دعا کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھائے سب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کیا' دعا فرمائی اور کہا' اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ حالانکہ ان کا ارادہ تھا کہ وہ فیروز پور سے سیدھے انبالہ چلے جائیں' مگر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اور خود بھی ان کا دل چاہا کہ وہی راستہ اختیار کر کے جائیں۔ جب وہ رائے کوٹ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کے بھائی صاحب کو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے صحت کاملہ عنایت فرمائی۔ بلکہ وہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگے۔ اس روز سے ہی گاہے گاہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے۔

1947ء میں پاکستان بن گیا۔ وہ پہلے منٹگمری اور پھر جھنگ میں آ کر آباد ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ادھر ادھر ہو کر چک پکا نزد اوکاڑہ تشریف لے آئے۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا مگر وہ 1961ء تک شرف زیارت سے محروم رہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کریں مگر مشیت ایزدی کے تحت یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ آخر 1961ء میں ان پر منٹگمری میں ایک دیوانی مقدمہ چل پڑا اور وہ جھنگ سے لاہور آئے وہاں سے ہائی کورٹ کے ایک وکیل صاحب کو ساتھ لیکر بذریعہ کار منٹگمری روانہ ہوئے تقریباً بارہ بجے وہ حضرت کرماں والا پہنچے۔ جب مسجد کے قریب گئے (جو بر لب سڑک ہے اور اس کے آگے وسیع چبوترہ ہے) تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ صحن میں درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چند احباب پاس بیٹھے ہیں انہوں نے کار رکوائی، وکیل صاحب کہنے لگے کیوں خیریت تو ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سامنے تشریف فرما ہوں اور میں گزر جاؤں یہ ناممکن ہے۔ وکیل صاحب کہنے لگے سنا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈوں کو پسند نہیں فرماتے۔ (اس وقت تک انہوں نے داڑھی نہیں رکھی تھی) بولے "خیر میں آپ کا پرانا نیاز

مند ہوں اور پاکستان بننے کے بعد آج پہلی مرتبہ حاضر ہو رہا ہوں"۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گئے (وکیل صاحب گاڑی میں ہی بیٹھے رہے) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک جب ان پر پڑی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر بیٹھ گئے مگر بڑی تکلیف سے۔ معاً انہیں خیال آیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ تکلیف ہے (واقعی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت بخار تھا) انہوں نے جلدی سے شرف قدم بوسی حاصل کر کے عرض کیا" حضرت صاحب قبلہ! آپ آرام فرمائیں کیوں تکلیف فرماتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بخار ہے"۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے" اتنی دیر کے بعد آج ہاتھ آیا"۔ پھر گھور کران کی جانب دیکھا اور مسکرا کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا" کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے' آج کل کہاں ہو؟" انہوں نے عرض کیا" حضرت جھنگ میں آباد ہو گیا ہوں' اس وقت لاہور سے آیا ہوں اور منٹگمری جا رہا ہوں"۔ فرمایا" اچھا وقت ضائع نہ کرو اللہ تعالیٰ خیر کریگا جاؤ کہیں حاکم نہ اٹھ کھڑا ہو"۔ اللہ اللہ یہ کشف حالانکہ انہوں نے مقدمہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ پھر فرمایا" جا تیرا ساتھی باہر منتظر ہوگا"۔ اور ایک بار پھر گھور کران کے چہرے کو دیکھا اور مسکرائے۔ انہوں نے کہا" حضرت انشاء اللہ یہ غلطی نہیں ہوگی۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور

کمر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے بعد جب رخصت ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چار پائی پر لیٹ گئے۔ اور وہ الٹے پاؤں سڑک تک گئے اور دور تک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے لطف اندوز ہوتے رہے اور واقعی جب عدالت میں پہنچے تو حاکم اٹھ کر جا ہی رہا تھا وکیل نے فوراً درخواست پیش کی جس میں حکم امتناہی کے متعلق لکھا گیا تھا۔ یہ درخواست فوراً ہی منظور ہوگئی اور اس طرح حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور توجہ سے ان کا کام ہوگیا اس کے بعد انہوں نے کبھی داڑھی نہ منڈوائی اور کہنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گھور کر دیکھنا مجھے شرمندہ کر گیا تھا۔

تیسویں مجلس

ضلع لاہور میں مقیم ایک طالب علم بیان کرتے ہیں' کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کے بعد ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' اور بی اے (پارٹ اول) کے امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی اس سے پہلے ایک اور طالب علم جوان ہی کے کالج میں زیر تعلیم تھے لیکن دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کر چکے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا' اللہ پاک رحم فرمائے گا اور اول الذکر کی درخواست پر ارشاد فرمایا ''اللہ پاک چودھویں میں کامیابی عطا فرمائے گا''۔

وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے' اور

دوبارہ عرض کرنے کی جسارت نہ ہوئی۔ لیکن بعد میں دوسرے طالب علم (جن کا نام عبدالعلیم یا عبدالحلیم ہے) سے ملاقات ہوئی۔ جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ عنایت سے کالج بھر میں اول رہے۔ اور تحریر کنندہ دو مضامین میں فیل ہو گئے' تو تب ان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی' کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیرھویں جماعت کے بجائے چودھویں جماعت میں پاس ہونے کی بشارت دی تھی۔

طالب علم مذکور ایک اور واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں جس کے عینی شاہد منڈی مرید کے کے ایک صاحب محمد نامی ہیں جو جمعہ کے روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار رشد و ہدایات سے سجا ہوا تھا۔ نعت خوانی کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارادت مندوں کی طرف رجوع فرمایا۔ دربار میں شریک ہونے والے لوگوں نے حاجت روائی کی درخواست کی۔ ان میں سے عینی شاہد نے یہ درخواست کی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ! نے ارشاد فرمایا' "اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم بیک وقت دو سگی بہنوں سے نکاح کرو۔" درخواست گزار یہ سن کر خاموش ہو گیا اور دوبارہ عرض کرنیکی جرأت نہ کر سکا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے اور مسکراتے رہے اس اثنا میں ایک ایک شخص حاضر خدمت ہوا' جسکی گود میں ایک لڑکا تھا۔ اس نے

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ یہ لڑکا باتیں نہیں کرتا' حالانکہ اس کی عمر کے تمام بچے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے کمال رحمت شفقت سے لڑکے کو گود میں لیا' اسے پیار کیا اور اس کے حلق میں انگشت مبارک پھیری' پھر اس سے پیار بھری باتیں کرتے ہوئے فرمایا "بیٹا باتیں کیا کرو' تم باتیں کیوں نہیں کرتے"۔ لڑکا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا رہا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے کہا "کا کا اب تو باتیں کرو"۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد مبارک کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے لڑکا ابا ابا پکارنے لگا۔

طالب علم مذکور بیان کرتے ہیں کہ وہ گلیکسو کمپنی رینالہ خورد کی ملازمت کے سلسلے میں سید جلیل احمد صاحب (واں رادھا رام) کو ساتھ لیکر محمد اقبال صاحب ورکنگ منیجر کے پاس گئے۔ باتوں باتوں میں سرکار کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر مبارک آیا تو محمد اقبال صاحب نے جو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مرید ہیں' بتایا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی ان پر خاص نظر کرم تھی' ایک دفعہ انہوں نے محکمانہ امتحان میں کامیابی کیلئے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم موتی لٹا رہی تھی محمد اقبال صاحب سے فرمایا "میاں اقبال ہزار بارہ سو روپے تنخواہ ہو جائے تو اچھا گزارہ ہو جائے گا۔ محمد اقبال صاحب نے بتایا

کہ چند دنوں بعد گلیکسو لیبارٹریز میں منیجر کی آسامی کیلئے اشتہار نظر سے گزرا۔ اسی وقت ملازمت کیلئے درخواست بھیج دی گئی' جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے منظور ہوگئی اور بارہ سو روپے تنخواہ مقرر ہوئی۔ اقبال صاحب سلام کے لئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا "میاں اقبال ہن تے ہزار بارہ سو تنخواہ ہوگئی اے' ہن تے چنگا گزارہ ہندہ اے نا؟"

جناب بشیر احمد صاحب منٹگمری سے لکھتے ہیں کہ وہ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کی خواہش لیکر حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی' بشیر احمد صاحب اپنے گاؤں واپس آئے تو ایک مولوی صاحب نے جو لوگوں کو نقش دیا کرتے تھے' ملاقات کے دوران بشیر احمد صاحب سے پوچھا کہ آپ کے پیر صاحب نے پاس انفاس کے ذکر کے متعلق بھی ہدایت کی ہے۔ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا نہ میں نے پوچھا اور نہ ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سن کر مولوی صاحب نے کہا کہ آئندہ جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملے تو پاس انفاس کے بارے میں ضرور پوچھئے۔

بشیر احمد صاحب! حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں حاضری کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا' وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پاس انفاس کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب جادوگر ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اور مولوی صاحب نے پوچھا' کیوں بھئی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پاس انفاس کے بارے میں پوچھا ہے؟ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا۔ میں تو حاضر خدمت نہیں ہو سکا' لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی طور پر مجھے پاس انفاس کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے۔ مولوی صاحب نے طریقہ سنا اور اس بات کی تصدیق کر دی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے درست ہے۔

بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں ایک مردہ بچہ پیدا ہوا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مردہ بچے کی پیدائش کا واقعہ سنایا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' کوئی بات نہیں اللہ کریم اور بھیج دے گا۔ ایک سال بعد جمعۃ الوداع کو جب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا' اسی روز بشیر احمد صاحب کو اللہ کریم نے ایک لڑکا دیا' جو تندرست و توانا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

کی دعا مبارک سے رمضان شریف ہی میں دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی تندرست وتوانا تھا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی و مادی فیوض و برکات کے بارے میں بشیر احمد صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے پیر بھائی رشید صاحب کے ساتھ گھر میں کام کر رہے تھے۔ کام کے بعد کھانے کے دوران بشیر احمد صاحب نے کہا۔ گاؤں کے نمبردار جناب اقبال کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ رشید صاحب نے پوچھا انہیں کیسے معلوم ہوا ہے؟

بشیر احمد صاحب نے بتایا کہ خواب میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ تین ماہ بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی ارشاد کے مطابق نمبردار اقبال صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور گاؤں بھر میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر چراغاں کیا گیا۔

بابا کمال دین جو حضور کے حجام تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کی برادری کا ایک شخص مسمی محمد اسحاق منڈی ہیرا سنگھ سے ان کے پاس آیا اور بتایا کہ اس کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کیلئے درخواست کی جائے۔ چنانچہ

کمال دین اسے ساتھ لیکر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھتے ہی ازراہ محبت دریافت فرمایا۔ ''بیلیا۔ کی گل اے؟''

کمال دین نے بصد احترام وعقیدت عرض کیا کہ محمد اسحاق کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اسے آنکھوں کی روشنی بخش دے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' کوئی بات نہیں' اللہ کریم رحم کریں گے' لڑکی کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ محمد اسحاق سے کہو لڑکی کی آنکھوں میں شہد ڈالا کرے''۔

حضرت کرماں والا سے کمال دین اپنے چک کی طرف روانہ ہونے لگا تو اس نے محمد اسحاق اور اس کی ہمشیرہ کو منڈی ہیرا سنگھ جانے والی بس میں سوار کرا دیا۔ چند دنوں بعد کمال دین ان کی خیر وعافیت پوچھنے منڈی ہیرا سنگھ میں گیا اور دیکھا کہ لڑکی کی بینائی بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔ محمد اسحاق نے اسے بتایا کہ جب وہ کرمانوالہ شریف سے بس میں سوار ہوئے اور بس اوکاڑہ سے چند میل دور تھی کہ لڑکی کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور اب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا وبرکت سے بالکل تندرست ہے۔

بابا کمال دین لکھتے ہیں کہ اس کے بیٹے کو اٹھرا کی بیماری لاحق ہوگئی۔

بہت علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا اور لڑکے کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ سب طرف سے مایوس ہونے کے بعد کمال دین نے کرماں والا شریف جانے کا ارادہ کیا اور ضروری سامان باندھنا شروع کر دیا' سوٹ کیس سے کرائے کیلئے روپے نکالنے لگا تو اسے ایک پوٹلی نظر آئی۔ کھول کر دیکھا تو اس میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بال مبارک تھے۔ انہیں دیکھ کر فوراً اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اللہ کریم اولیائے کرام کے تبرکات کی برکت سے رحم فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بال مبارک ایک کپڑے میں باندھ کا بیمار لڑکے کے گلے میں بطور نقش باندھ دیے۔ لڑکا جو بستر مرگ پر تھا' بال باندھنے کے فوراً بعد تندرست ہونا شروع ہو گیا اور اب وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت اور خدا کے فضل و کرم سے مکمل طور پر صحت یاب ہے۔ اور آج بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بال مبارک تعویذ کی صورت میں اس کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ آج تک بیمار نہیں ہوا۔

مولوی محمد حنیف صاحب جنہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے تقریباً تین سال قبل نماز جمعہ پڑھانے پر مامور کیا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ انہیں اپنے استاد حافظ مولوی منور دین کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں شرف باریابی حاصل ہوئی تو

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فیروز پور میں قیام پذیر تھے۔ حاضری کے وقت حافظ مولوی منور دین آگے تھے اور مولوی محمد حنیف ان کے پیچھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کی طرف نگاہ اٹھائی اور حسب معمول فرمایا: ''السلام علیکم یا حافظ''۔ اور بیٹھ جانے کیلئے کہا اور مولوی محمد حنیف سے دریافت فرمایا ''کہاں سے آئے ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا ''کوٹکی بہاول سے جو بونگہ صالح سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔''

بعد میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب سے پوچھا' ''آپ حافظ صاحب ہی ہیں؟'' ''جی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے حافظ ہی ہوں''۔ حافظ صاحب نے جواب دیا۔

مولوی محمد حنیف اور حافظ منور دین صاحبان ایک ہفتہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر رہے۔ اس دوران میں حافظ منور دین صاحب نے مولوی محمد حنیف صاحب سے تنہائی میں کہا ''حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی کامل ہستی ہیں اور آپ ان سے بیعت ہو جائیں۔ چنانچہ حافظ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ مولوی محمد حنیف صاحب کو بیعت کرلیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بھائی بیعت کس طرح کرلیں ان کے گریبان کے بٹن کھلے ہیں''۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کے مطابق مولوی محمد

حنیف صاحب نے بٹن بند کر لئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی تلقین فرمائی۔

چند دنوں بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے جانے لگے تو مولوی محمد حنیف صاحب کو خیال آیا کہ شاید حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت نہیں کیا' کیونکہ اعلیٰ حضرت صاحب سرکار قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کیلئے عرض کیا تو حضرت صاحب قبلہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

بیعت گلے لگا کر نہیں ہوتی اور میں تو دل کو ہاتھ میں لے کر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے انہیں اطمینان ہو گیا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرما لیا ہے

مولوی محمد حنیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ رات کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اندر جو حمام ہے اس کو بھر دینا۔ چنانچہ جب وہ حمام بھرنے لگے تو غلطی سے پانی کا مٹکا حمام میں ڈالنے کے بجائے آگ کی نالی میں ڈال دیا جو اس وقت بہہ گیا۔ وہ ایک بجے تک پانی ڈالتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے۔ لیکن اتنا ضرور دریافت فرماتے ''کیا کام ہو گیا ہے؟'' مولوی صاحب عرض کرتے ''حضور تھوڑی دیر باقی ہے''۔

آخر میں انہیں احساس ہوا کہ وہ تو پانی آگ والی نالی میں ڈال رہے ہیں اور وہ بہتا جاتا ہے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں حمام بھر گیا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے القا ہوا کہ اللہ والے تو کام کر دیتے ہیں لیکن بیلی نا اہل ہونے کی وجہ سے پانی اس طرح بہا دیتے ہیں' کیونکہ اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ کریم اور اہل اللہ کی طرف سے کمی نہیں ہوتی' کوتاہی ہماری طرف سے ہوتی ہے۔

مولوی محمد حنیف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو روحانی فیوض انہیں بخشے اور مہربانی فرمائی وہ احاطہ تحریر میں نہ آ سکتی۔

مولوی محمد حنیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ان پر جذب کی سی کیفیت طاری تھی اور وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔ ''مولوی جی! خیریت تو ہے؟'' مولوی محمد حنیف صاحب نے عرض کیا ''حضور دل دنیا سے اٹھ گیا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ گھر بار چھوڑ دوں''۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ''گھر بار چھوڑنا تو آسان ہے' لیکن خواہشات کو ترک کرنا چاہیے۔ کیونکہ بزرگوں کا یہی مسلک ہے''۔ اس ارشاد کے ساتھ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین

فرمائی مولوی محمد حنیف اگر چہ پہلے بھی درود شریف پڑھتے تھے' لیکن اس روز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز سے تلقین فرمائی کہ کیفیت قلب ہی تبدیل ہوگئی۔ کیونکہ جب مولوی محمد حنیف صاحب اپنی دکان پر کام کرتے تھے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ باطنی سے اس دنیا کے فانی ہونے کی حقیقت ان پر منکشف ہوگئی' قیامت وقبر کے حقائق سامنے آگئے۔ وہ دنیاوی امور سے ہمیشہ کیلئے دامن چھڑا کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسے حاضر ہوئے کہ دنیا سے کوئی رغبت نہ رہی اور یاد الٰہی اور مرشد پاک کی خدمت کیلئے وقف ہوگئے۔

مولوی محمد حنیف لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں کے ایک امیر آدمی وہم کی بیماری میں مبتلا تھے۔ ہر قسم کے علاج کئے لیکن یہ بیماری دور نہ ہوسکی۔ آخرکار حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور ان کے نگاہ کرم کے طفیل نہ صرف جسمانی عوارض دور ہوگئے بلکہ روح وقلب کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں۔ ان کا نام سردار احمد نواز خاں ہے جو ٹوخاندان میں سے ہیں۔

ایک مرتبہ ان کے گاؤں موضع کوٹکی بہاول میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بمعہ اہل وعیال تشریف لائے اور دو ماہ تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد پاک پتن شریف تشریف لے گئے' لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض

روحانی سے سردار احمد نواز خاں دو سال تک اپنے مکان میں تنہا رہے اور ان کا دل اتنا گداز ہو گیا کہ ہر وقت آنکھوں سے آنسو رواں رہتے۔ محویت اتنی بڑھ گئی کہ وضو کرتے تو نماز کا وقت گزر جاتا' ملازم وضو کراتے کراتے تنگ آ جاتے۔ نماز کے وقت سردار نواز خاں اپنی اہلیہ سے کہتے وہ رکعتیں شمار کرے۔ نماز میں اتنے محو ہو جاتے کہ نماز کا ہر رکن ان کی اہلیہ بتاتی۔

اس دوران سردار احمد نواز خاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو واپس جانے سے انکار کر دیا۔

اللہ اللہ یہ حضور کی نگاہ کرم کا فیض۔ سردار احمد نواز خاں صاحب جب بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ فرماتے 'بیلیو! آؤ تمہیں حضرت شیر محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات دکھائیں۔ یہ تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان کہ وہ اپنی ہر کرامت کو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے تھے۔ سردار احمد نواز خاں کی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جمعہ مبارک کے دن گرمی کے موسم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد نواز خاں کو کوٹھی مبارک کے سایہ میں بیٹھنے کیلئے فرمایا' جس جگہ پر سردار احمد نوز خاں بیٹھے تھے وہاں دھوپ آ گئی۔ مولوی محمد حنیف صاحب نے جا کر کہا' کسی سایہ دار جگہ پر چل کر بیٹھیں' یہاں تو دھوپ آ گئی ہے۔ احمد نواز خاں صاحب بولے۔ "حضور نے اسی جگہ بیٹھنے کیلئے فرمایا تھا۔

اب احمد نواز خاں کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ حواس درست ہیں۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے عشق کی سرشاری اب بھی ہے۔ اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری باقاعدگی سے دیتے ہیں۔

چوبیسویں مجلس

کیمبل پور سے محمد یونس قریشی تحریر کرتے ہیں کہ وہ 1935ء میں سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں جلوہ افروز تھے۔ انہوں نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ سالہا سال سے امراض شکم میں مبتلا ہیں۔ روزانہ ستر اسی اجابتیں ہوتی ہیں۔ مشہور معالجین سے علاج کرا چکے ہیں' لیکن افاقہ نہیں ہوا بلکہ مشہور معالج اور ڈاکٹر اب مرض کو لاعلاج قرار دے چکے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری حقیقت سننے کے بعد فرمایا: ''اللہ کریم رحم کردے گا' تم کالا نمک اور نوشادر' پھٹکری ہم وزن لیکر پیس لیں اور روزانہ بنارسی آملے کا مربہ لیکر نمک لگا کر استعمال کرو' انشاء اللہ اس

کے کھانے سے ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ اور تم ہٹے کٹے ہو جاؤ گے۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے وطن پٹھان کوٹ پہنچ کر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے پر عمل کیا تو بیماری کافور ہونا شروع ہو گئی اور چند ہی دنوں میں وہ بالکل صحت مند ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد ان کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے بے پایاں محبت اور عقیدت ہو گئی اور وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے لگے۔

صحت مند ہونے کے بعد جب محمد یونس قریشی کی تبدیلی سبی کوئٹہ ڈویژن میں بولان زاہدان لائن پر کر دی گئی تو وہ سخت پریشان ہوئے' کیونکہ گھریلو حالات اس قسم کے تھے کہ وہ اچانک سینکڑوں میل دور جا کر اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے۔ چنانچہ اسی پریشانی کے عالم میں وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف پہنچے اور سرکار سے سارا ماجرا عرض کیا' جسے سن کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "تو اتھے رہناں چاہناایں"۔

انہوں نے عرض کیا' ہاں سرکار میں اسی جگہ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ "چارہ جائیں گا"۔ پھر ایک وظیفہ پڑھنے کو بتایا اور دعا فرمائی۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی ان کی ٹرانسفر منسوخ ہو گئی۔

یونس قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے ایک عزیز کو لیکر حضور کی خدمت اقدس میں کرموں والا شریف حاضر ہوئے۔ ان کے یہ عزیز ملٹری میں ملازم تھے۔ جرمنی کی جنگ میں خوف زدہ ہو کر ملٹری سے ڈسچارج ہونا چاہتے تھے لیکن ان دنوں چونکہ جنگ شدید صورت اختیار کر رہی تھی اس لئے کسی فوجی کو ڈسچارج نہیں کیا جاتا تھا۔

جب یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا'' بھئی تم کیا کام کرتے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا '' حضور ملٹری میں ملازم ہوں''۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا

'' داڑھی رکھ لے تینوں ملٹری وچوں چھڈ دین گے''۔

چنانچہ انہوں نے داڑھی رکھ لی اور انہیں ملٹری کی ملازمت سے نجات مل گئی اور وہ اپنے گھر واپس آ گئے۔

یونس قریشی صاحب ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک قریبی تعلق دار جو بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے اور سرکار برطانیہ میں ان کی کافی رسائی تھی، وہ تحریک پاکستان کے اندر 1947ء میں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے ممبر ہو گئے اور جب انہوں نے تحریک پاکستان میں زبردست حصہ لیا تو ہندوؤں نے ان کو ایک مقدمہ میں ملوث کر لیا۔ ان کے ساتھ چند دیگر با اثر

مسلمانوں کو بھی اس مقدمے میں ملوث کر لیا گیا اور سخت مشکل میں پھنس کر رہ گئے تھے کانگرس ان کو نقصان پہنچانے پر تل گئی تھی۔ چنانچہ قریشی صاحب انہیں لیکر فوراً حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کرموں والہ شریف پہنچے اور ساری روداد بیان کر دی' جسے سن کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بس اتنا فرمایا "اللہ خیر کرے گا۔"

چنانچہ یہ دونوں واپس آ گئے اور چند ہی روز کے بعد حکومت برطانیہ نے وہ مقدمہ خود بخود واپس لے لیا اور یہ ایک محیر العقول واقعہ تھا۔

ایک مرتبہ ایک زمیندار اپنے لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "یا سرکار میرے لڑکے کو خواہ مخواہ ایک مقدمے میں پھنسا دیا گیا ہے حالانکہ میرا لڑکا بے قصور ہے۔" سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرے لڑکے دا قصور اے یقین نئیں تے اپنے لڑکے نوں پچھ۔

چنانچہ سب کے سامنے جب اس لڑکے سے پوچھا گیا تو اس نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "لڑکے نے سچ بولیا' اے ہن اے بری ہو جائے گا"۔ چنانچہ یہ لڑکا اس مقدمے سے بری ہو گیا۔

حاجی گل محمد صاحب جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ **کے خاص**

مریدوں میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کے رہنے والے ہیں اور بچپن سے ہی حضرت صاحب کی خدمت میں رہے فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور باہر تشریف لاتے اور ٹیلے ٹبوں پر تشریف فرما ہوتے تو گاؤں کے لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ارد گرد جمع ہو جاتے تو ان میں بعض محبت سے حضور سے عرض کرتے کہ حضور فلاں آدمی کہتا ہے کہ میں حضور کے ساتھ بنی پکڑوں گا' حضور فرماتے ہیں کہ ہم غریب ہیں اور کمزور ہیں ہم کیا بنی پکڑیں گے۔ چنانچہ لوگوں کے مجبور کرنے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ہماری بنی پکڑو۔ چنانچہ آپ، کتنا ہی جوان ہوتا، انگلیوں اور انگوٹھا سے مقابل جوان کی بنی ہاتھ لگاتے ہی چھڑا لیتے گویا کہ زور لگانا ہی نہ پڑتا۔

وہی صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں میں ایک آدمی کی ایک بھینس تھی جو بہت مارتی تھی' جس کو دیکھتی گرا لیتی' اور ادھ موا کر دیتی۔ اسکی بیوی بھینسوں کو لیکر پانی پلانے کے واسطے نکلی۔ حضور بھی اتفاقیہ باہر کھڑے تھے۔ بھینس بھی پانی پی کر حضور کی طرف دوڑی۔ لوگ ڈر گئے۔ اور وہ عورت بھی دوڑی کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہ مارے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بھینس حضور کے پاس پہنچ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مبارک سے اپنا ماتھا لگا کر پیچھے ہٹ گئی۔ حضور نہ ڈرے اور نہ ہی کوئی چھڑی لگائی اور وہیں

کھڑے رہے اور بھینس خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔

صوفی بشیر احمد صاحب (شیخوپورہ) بیان کرتے ہیں کہ وہ ابھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نہیں ہوئے تھے ویسے آنا جانا رہتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھنا اور سلام کر کے گھر واپس چلے جانا معمول بن گیا تھا۔ اس دوران داڑھی کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ حالانکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ان سے کھل کر بات نہیں کی تھی۔ صرف نگاہوں سے مستفیض فرماتے تھے۔ صوفی بشیر احمد صاحب سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے اور زندگی میں نماز روزہ کا کبھی نام نہ لیا تھا۔ مگر اب نماز پڑھنا اور چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھنا شروع کردی' نئی زندگی کے آغاز میں پہلی مرتبہ ماہ رمضان کی آمد ہوئی تو انہوں نے پہلا روزہ رکھا۔ افطار کے وقت حقہ خوب پیا۔ جب تراویح کا وقت ہوا با جماعت کھڑے ہوئے۔ جماعت میں گاؤں کے آدمی تھے مگر ایک نامعلوم شخص نے کہا" کتنا برا آدمی ہے منہ سے بو آرہی ہے اور نماز میں کھڑا ہو گیا ہے۔ ہماری نماز بھی خراب کر رہا ہے"۔ اس بوڑھے شخص کے یہ الفاظ تمام رات کانٹوں کی طرح چبھتے رہے۔ سحری کھانے کے بعد بیوی سے کہا' حقہ تیار کرو' حقہ پیا تو قے ہو گئی۔ خدا معلوم اس حقے میں کیا تھا۔ آج تک حقہ یا سگریٹ پینے والے کے برتن میں وہ اگر کچھ کھا پی لیں تو

قے ہو جاتی ہے حقے کو خیر باد کہہ کر آخری جمعۃ المبارک کا انتظار کرنے لگے۔ بڑی مشکل سے پندرہ روزے گزار کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ابھی مرید نہیں کروں گا' تم بھاگ جاؤ' بس کیا تھا۔ روتے ہوئے باہر نیم کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور خدا سے دعا کرنے لگے۔ اتنے میں مولوی اکرام صاحب باہر تشریف لائے اور کہا "بھائی روٹی کھاؤ گے"۔ میں نے عرض کیا "روٹی نہیں کھاؤں گا' پہلے مرید ہوں گا"۔ ایسے ہی انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت فرمائی اور حاضری کی اجازت دی۔ اور فرمانے لگے "اتنی ضد ٹھیک نہیں ہوتی۔ شراب سے توبہ کرو اور مرید ہو جاؤ"۔ عرض کیا "یا حضرت! میرے بس کی بات نہیں۔ آپ کرماں والے ہیں کرم فرمائیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا، مجھ پر کرم نوازیاں فرمائیں" آپ نے مرید کرلیا تو ساری بری عادتیں ترک کردیں۔

دوسری مرتبہ ابھی صوفی بشیر احمد صاحب (شیخوپورہ) گھر ہی میں تھے کہ خبر اڑی، حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے ہیں۔ انہیں صدمہ ہوا' اور صبح آنکھ کھلی تو دل میں خیال آیا۔ "چلو کم از کم مزار مبارک تو دیکھ لو' جس

سے بھی سنتا یہی خبر تھی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔ چیچہ وطنی سٹیشن پر آئے۔ لوگ خدا معلوم کیا باتیں کرتے ہوں گے' مگر مجھے یہی سنائی دیتا تھا۔ لاہور کا ٹکٹ لیکر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جس ڈبے میں بیٹھے اس ڈبے میں بھی یہی ذکر تھا۔ آخر کار اسٹیشن پر آ کر پوچھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ ہو' لوگ کہنے لگے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جھٹ چھلانگ لگائی اور اتر کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو چومنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ "سنیا بیلیا! لوگ کیا کہتے ہیں کہ (کہ تیرا پیر مر گیا) فکر نہ کر تیرا پیر نہیں مردا قیامت تک لوگ ای مرجان گے۔ بعد میں خاموشی سے کہنے لگے" تجھے بتاؤں گا جس دن میرے سفر کا وقت ہو گا فکر نہ کر۔ آخری جمعۃ المبارک کی رات کو وہ اچھرہ پیر غازی روڈ مکان نمبر 1 اپنی سسرال میں تھے اور یہ سوچ رکھا تھا کہ آخری جمعۃ المبارک ادا کرنے جائیں گے۔ اس رات حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تین مرتبہ اٹھایا اور فرمایا' نماز پڑھنے نہیں آنا۔ غافل ہو کر سو رہے ہو۔

سحری کے وقت انہوں نے بیوی سے کہا' آج حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تین دفعہ اٹھایا۔ کیونکہ آج رات بندہ وہاں ہوتا تو بہتر تھا' لیکن کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ اور جانا ضرور ہے۔ اچھا کھانا لاؤ۔ کھانا کھا کے جب

یتیم خانہ اچھرہ سے پیدل سمن آباد ہوتے ہوئے پہنچے تو وہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں اخبار تھا لیکن وہ الگ ہو کر بس کا انتظار کرنے لگے۔ دل ڈرتا تھا کہ آج حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دیر سے پہنچنے پر کہیں ناراض نہ ہوں' مگر ایک آدمی کی آواز کان میں پڑی۔ "یہ دیکھو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق صاف لکھا ہے' دل کو تشویش ہوئی' اخبار خرید لیا اور پڑھا' پڑھتے ہی سب راز کھل گئے کہ کیوں جلدی پہنچنے کی تلقین فرمائی تھی۔

محمد ارشاد صاحب نعت خواں لائل پور سے لکھتے ہیں کہ وہ ضلع جڑانوالہ میں دکانداری کرتے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے استاد صوفی امانت اللہ صاحب مرحوم کی عنایت سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پھر مسلسل کرماں والا شریف میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی صوفی امانت اللہ مرحوم کی شفقت کا نتیجہ تھی ایک مرتبہ صوفی امانت اللہ مرحوم نے بتایا کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کیلئے کرماں والا شریف کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں کرایے کے حساب کتاب کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ننکانہ سے کرماں والا شریف تک اتنا کرایہ خرچ آئے گا اور اتنا بچ جائے گا۔ اس دوران انہوں نے پروگرام بنایا کہ پانچ روپے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں بطور نذرانہ پیش کردوں گا چنانچہ یہ سوچ کر وہ کرماں والا شریف پہنچے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "بیلیا' کتھوں آیا ایں' کی حال اے' کی کم کرنا ایں تے' کیویں آیا ایں"۔

صوفی امانت اللہ مرحوم نے عرض کیا۔ "میرا نام امانت اللہ ہے اور ضلع جڑانوالہ سے آیا ہوں"۔ یہ سن کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "درویش ایندھن لینے جا رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ صوفی امانت اللہ مرحوم درویش کے ساتھ ایندھن لینے چلے گئے اور جب واپس آکر دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ماسٹر جی! دیکھو مال کی کھرلی میں چارہ ہے؟" صوفی امانت اللہ نے واپس آکر عرض کیا۔ "حضور چارہ تو بہت ہے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا۔ "اچھا تو پھر اسے ہاتھ سے ہلا دو۔" صوفی امانت اللہ نے ایسا ہی کیا' اچانک حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "ماسٹر جی! تم نے جو پانچ روپے نذر کرنے تھے' ان کا میں نے کام لے لیا ہے اور اب تم پانچ روپے نذر کرنے کی تکلیف نہ کرنا"۔ اور کل اتوار کو تم چلے جانا کیونکہ پرسوں تم نے اسکول جانا ہے۔

پچیسویں مجلس

میر منظور محمود امرتسری تحریر فرماتے ہیں' سیدنا حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب' المعروف بہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے قطب' مجدد اور داعی شریعت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف پیر ہی نہیں عالم بھی تھے اور طبیب بھی' رئیس بھی تھے اور زمیندار بھی۔ اس پر بھی سادہ دلی' بردباری' انکساری کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ ان کی مجالس میں خاموشی ہوتی۔ افراد کو نشست و برخاست کیلئے ضابطہ' سنت حضور رسول

مقبول ﷺ کی پابندی مدنظر رکھنا پڑتی، جن کی طبیعتوں پر یہ روش بار محسوس ہوتی وہ جلد کھسک جاتے اور سر محفل وہی رہ جاتے جنہیں اسلامی طور طریقہ اپنانے کا شوق ہوتا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں سرور عالم تاجدار انبیاء ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پاک کی مجالس کا ماحول اپنائے رکھتے تھے اور جو اس قسم کے ماحول سے اکتا جاتا اسے محفل سے رخصت کر دیتے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کشف و کرامات کا بار بار اظہار ہوتا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان باتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ یہ سب کرشمے بے اختیارانہ ظہور میں آتے۔ میرا تعارف ہونے کے باعث بھی ایک کرامت ہی بنی۔ مناسب ہے کہ ذرا اختصار سے یہ واقعہ بھی سنا دوں۔

بھارت کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ دھرم کوٹ کے نام سے مشہور ہے نام تو ہندوانہ تھا مگر آبادی مسلمانوں کی تھی۔ یہ ہمارے ایک دوست مسٹر بشیر بی اے آنرز کا وطن تھا۔ بشیر صاحب نے آنرز کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد دہریت اختیار کر رکھی تھی اس کے برعکس ہم ہزار خطا کار ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور توحید کے قائل تھے۔

لاہور اور امرتسر کے کالجوں میں دسمبر کی چھٹیاں تھیں۔ یہ غالباً

1932ء کا ذکر ہے۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ تھا۔ میں حکیم عبدالمجید صاحب عاصی کے ہمراہ مرغابیوں کے شکار کیلئے دھرم کوٹ گیا۔ یہ قصبہ شاہدرہ کی طرح عین راوی کے کنارے پر واقع ہے۔

ان دنوں بشیر صاحب بھی وہیں تھے۔ عاصی صاحب بشیر صاحب کے برادر نسبتی ہونے کی وجہ سے بہت بے تکلف تھے۔ ایک دن دریا کے کنارے دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بشیر صاحب سے بحث چھڑ گئی۔ ہم انہیں خدا کا قائل بنانے کی دھن میں دلائل پیش کر رہے تھے۔ مگر وہ الٹا ہمیں دہریہ بنانے کی کوشش میں مصروف تھے' ان کی تعلیم زیادہ تھی اور قوت استدلال بھی۔ اور پھر ایک دہریے کے واسطے اوٹ پٹانگ دلائل پیش کرنا مشکل نہیں ہوتا اور یہاں شریعت کا احساس مدنظر تھا۔ مختصر یہ کہ خدا کے منکر کا پلڑا بھاری تھا اور خدا کے ماننے والے محض اپنی خفت مٹانے کیلئے گفتگو کو طول دے رہے تھے۔

بحث عروج پر تھی کہ دو تین درویش صفت دیہاتی ادھر سے گزرے۔ اور چند لمحوں کیلئے ہمارے قریب رک کر گفتگو سننے لگے پھر کچھ توقف کے بعد فرمانے لگے۔

"دیکھو میاں یہ بابو خدا کا منکر ہے۔ تم اسے بحث سے قائل نہ کر سکو گے۔ آج کل مکان شریف میں عرس ہے۔ وہاں میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خلیفہ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوں گے۔انہیں ان کے حضور لے چلو۔بس چند لمحوں میں دہریت سے توبہ کرکے خداپرست بن جائے گا۔"

انہوں نے یہ مشورہ دیا اور اپنی راہ لی۔

مکان شریف' دھرم کوٹ کے قریب ایک درگاہ تھی۔ یہاں بھی نقشبندیہ سلسلے کا ایک مرکز موجود تھا۔مسٹر بشیر کو نہ جانے کیا سوجھی کہ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے بے تاب ہونے لگے۔القصہ ہم چار پانچ دوست مکان شریف جا پہنچے۔جی میں یہ ٹھان لی کہ اپنی آمد کا اصل مقصد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔

وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ تو اس دفعہ تشریف نہیں لائے' البتہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور خلیفہ غالباً نورالحسن شاہ صاحب موجود ہیں۔

بشیر نے کہا چلو انہیں کے پاس چلتے ہیں اگر موقع ملا تو یہ بحث انہیں سے چھیڑی جائے گی۔لہٰذا ہم ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔سب سے آگے مسٹر بشیر ہی تھے۔انہیں اپنی تعلیم پر بڑا ناز تھا۔

جونہی حضرت نورالحسن شاہ صاحب کے حضور باریابی ہوئی' بشیر صاحب

نے بڑھ کر سلام کیا۔ جواب میں آپ نے نہایت زور سے کہا۔

"ابے جا تیرا نکاح تو حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہو چکا ہے"۔

بشیر حیران تھا کہ انہیں ہمارے دل کی بات کیسے معلوم ہو گئی بات یہ درست تھی کہ دھرم کوٹ سے ہم حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے آئے تھے۔ نیت یہی تھی کہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملیں گے اور خدا کی موجودگی کا مسئلہ انہیں کے حضور چھیڑا جائے گا۔

حضرت نورالحسن شاہ صاحب کے اس جملے کا اثر کارگر ہوا۔ اور بشیر نے کرموانوالہ جانے کی ٹھان لی۔ اس نے گھر آ کر چند کپڑے اور کتابیں سوٹ کیس میں رکھیں اور ریل میں سوار ہو گیا۔ ہم تو راستے میں امرتسر اتر گئے اور وہ سیدھا فیروزپور چلا گیا۔ پھر تقریباً ایک برس کی مدت گزر گئی۔ بشیر صاحب کا کوئی خط ہی آیا اور نہ ان سے کوئی ملاقات ہو سکی۔

ایک دن دوپہر کے وقت میں اپنے بچوں میں بیٹھا تھا' کہ مردانے سے میرا ملازم بلانے آیا۔ کہنے لگا کہ ایک مولوی صاحب ملنے آئے ہیں۔ میں نے کہا بڑے کمرے میں بٹھاؤ میں ابھی آتا ہوں۔

جب میں پہنچا تو ایک لمبے تڑنگے مولوی صاحب انتظار میں تھے۔ طویل داڑھی' سر پر بڑی سی پگڑی' ٹخنوں سے اونچا پاجامہ میں پہچان نہ سکا۔ وہ بھی تاڑ گئے اور بولے۔

"یار میر مجھے پہچانا نہیں"؟

میں نے معذرت چاہتے ہوئے جواب دیا "مجھے افسوس ہے کہ میں نے واقعی آپ کو نہیں پہچانا"۔

کہنے لگے۔ "بھئی میں تمہارا دوست بشیر ہوں"۔

میں حیرت واستعجاب میں ان سے لپٹ گیا اور پوچھنے لگا۔ "ارے یہ کیا؟ ہمارا بشیر تو سوٹ بوٹ والا تھا۔ آخر یہ انقلاب کیسے آ گیا تم میں؟"

مولوی بشیر کہنے لگے۔ "یار یہ سب حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظر کا کرشمہ ہے۔ تمہیں یاد ہے نا' کہ میں ان سے بحث کرنے کی غرض سے ان کے گاؤں ضلع فیروز پور میں گیا تھا۔

"ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ ارے دوست پوری روداد سناؤ" میں نے فرط اشتیاق میں بات کو طول دینا چاہا۔ اب مولوی بشیر صاحب نے آپ بیتی شروع کی۔

"بولے میر صاحب! میں مغرب سے کچھ پہلے حضور کے در دولت پر پہنچ گیا تھا' سوٹ کیس ایک جگہ رکھا اور ایک درویش کی وساطت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا' دل میں سوچ رہا تھا کہ گاؤں کی کھلی ہوا ہے۔ میں خود بھی گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ چند روز یہاں قیام کروں گا۔ وقتاً فوقتاً شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بحث بھی ہوگی۔ میں بہت پڑھا لکھا ہوں اور پھر یہ مسئلہ ایسا ہے کہ

کوئی بھی دلائل سے مجھے قائل نہیں کرسکتا۔ ہاں ایک بات ہے کہ چند روز ذرا مزے سے گزر جائیں گے۔

میں نے حضور کے روبرو ہوتے ہی سلام کیا۔ جانتے ہو سلام کا جواب کیا ملا؟ گالیاں اور گھونسے۔ کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ میاں کون ہو' کیسے آئے ہو؟ مقصد کیا ہے' بالکل نہیں پوچھا گیا۔

جونہی میرے منہ سے السلام علیکم نکلا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دم جلال میں آ گئے اور درویشوں سے فرمانے لگے۔ مارو اسے۔

بس یہ حکم ملتے ہی چند ہٹے کٹے درویش اٹھے اور مجھ پر پل پڑے اب میں تھا اور گھونسوں اور لاتوں کی بوچھاڑ تھی۔ انہوں نے دھکے دے کر باہر نکال دیا اور ایک درخت کے قریب چھوڑ کر چلے گئے۔

میں اتنا پڑھا لکھا آدمی اس وحشیانہ سلوک کا امیدوار نہ تھا۔ جی میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ بے وقوف تو ناحق یہاں آیا۔ پھر رقت طاری ہوئی اور گھنٹوں روتا رہا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس سلوک کے باوجود وہاں سے چلے آنے کی جرأت نہ تھی۔

جب وقت کافی سے زیادہ گزر گیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں کو دوسرا حکم سنایا اور فرمایا۔ "جاؤ اس بابو کو اندر لے آؤ"۔

اب درویش مجھے اندر لے جا رہے تھے اور میں انکار کر رہا تھا' مگر وہ

میری کہاں سنتے تھے' گھسیٹ کر لے ہی گئے۔ کسی سوال و جواب کی نوبت ہی نہ آئی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا دایاں ہاتھ پوری قوت سے پکڑا اور دبایا اور کہا۔ "دیکھ او بیلیا خدا ہے کہ نہیں" (یعنی اے دوست دیکھ خدا ہے یا نہیں)۔

بس ایک بجلی سی میرے رگ و ریشہ میں دوڑ گئی اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

جب ہوش میں آیا تو رات ختم ہونے کو تھی۔ میں جوں کا توں پڑا تھا۔ ہوش آتے ہی مجھے سوٹ بوٹ سے نفرت ہو گئی۔ اپنی کتابوں اور تعلیم سے نفرت ہو گئی۔ مجھے موجودہ دور کی ہر غیر اسلامی روش سے نفرت ہو گئی۔ میں نے اسی دن داڑھی رکھ لی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کر لی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا۔ "بابو جی تمہارا نام کیا ہے؟"

میں نے کہا۔ "حضور غلام کو بشیر کہتے ہیں۔"

فرمانے لگے۔ "نہیں بشیر مرزا محمود بھی اپنے ساتھ لکھتا ہے۔ تم اپنا نام عبداللہ رکھ لو۔"

بشیر اگرچہ اسلامی نام ہے مگر اس وقت خدا کے اس مقرب بندے کا موڈ ویسا ہی تھا' لہٰذا میں بشیر سے عبداللہ بن گیا۔

بشیر صاحب تو یہ واقعات سنا کر دھرم کوٹ چلے گئے۔ مگر مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال گئے۔ میں انتہائی گنہگار ہونے کے باوجود مذہب کا شوق رکھتا تھا اور چھوٹی عمر میں ایک وارثی بزرگ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی ہوئی تھی۔ جی چاہا کہ حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب سے ملاقات کی جائے۔ پس دوسرے ہی روز صبح کی گاڑی سے ان کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش شکل' وجیہہ اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ دراز قد' مضبوط اور توانا جسم' حد سے زیادہ خلیق' متواضع' بردبار' جو قلندرانہ جلال میں نے اس مرد درویش کی چال ڈھال' نشست و برخاست میں دیکھا اور کسی میں نہ پایا۔

کبھی کبھی بعض پر برستے بھی تھے اور گرجتے بھی۔ کبھی کبھی انکے جلال کی تاب لانا مشکل ہو جاتا۔

حضرت صاحب قبلہ کی مجلس مبارک میں جو پہلا تاثر میں نے لیا وہ یہ تھا کہ ان کی نشست و برخاست حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصویر معلوم ہوتی تھی۔ سب لوگ باادب اور دو زانو بیٹھے ہیں۔ مختصر اور پراسرار انداز میں باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں، حاضرین سن رہے ہیں۔ ہر وقت شریعت کی پیروی اور اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر زور ہے۔ کوئی ہو ہا کا زور' کوئی نعرۂ مستانہ نہیں' کوئی

تعویذ دھاگہ نہیں' کوئی ٹونا ٹوٹکا نہیں' بس نماز کی تلقین ہے اور توحید کی تعلیم۔
اگر تم سرکار ﷺ کے نقش قدم پر سجدہ ریز نہیں تو کچھ بھی نہیں' خواہ آسمان پر اڑ کر دکھاؤ یا سطح آب پر دوڑنے لگو۔ ولایت یہی ہے کہ سچے مسلمان بن جاؤ اور حضور ﷺ کے دین کی سچی پیروی کرو۔

میں دو تین یوم حضور کی خدمت میں ٹھہرا۔ پھر اجازت لیکر امرتسر آ گیا۔ اب دل پر نماز کا شوق غالب آ چکا تھا۔ وظائف کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا' طبیعت دین کی طرف رغبت کرنے لگی تھی۔

اگر چہ میں بشیر کی طرح خصوصی توجہ کا حق دار نہ سمجھا گیا تو پھر بھی در پردہ توجہ کا اثر کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوا تھا۔ اسی نے عبادت کی رغبت دلائی اور صراط مستقیم کی طرف گامزن ہونے کی توفیق دی۔ بس یہ ان کا کرم یہی تھا کہ فرائض کی ذمہ داری چٹکیاں لینے لگی اور روارثی کو سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت بھی حاصل ہو کے رہی۔

حضور کی محبت نے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ ان کے ہاں آمد و رفت کا مستقل سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی دفعہ تو ایک ہی مہینے میں تین تین' چار چار مرتبہ وہاں میں آیا کرتا۔ بعض اوقات دس دس بارہ بارہ دن وہاں حاضر رہتا۔ قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر بہت کرم فرمایا کرتے۔ جب کبھی سفر کے دوران امرتسر کی طرف تشریف لاتے تو میرے ہی غریب خانہ پر قیام فرماتے۔ جانتے

والے جانتے ہیں یہ ایک بڑی نوازش تھی جو وہ اس خاکسار پر فرمایا کرتے۔

ہمارے مرشد حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا اصول تھا کہ وہ جگہ جگہ مریدوں کے ہاں تشریف لے جانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک آدھ خادم کا مکان منتخب فرما لیتے بس وہیں ٹھہرتے۔ جیسا کہ لاہور میں برادرم محمد شفیع صاحب فروٹ مرچنٹ کو یہ شرف حاصل رہا ہے۔

میں نے قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان گنت کرامتوں کا ظہور دیکھا۔ چند ایک جو ذہن میں ابھر رہی ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ صاحب ذوق اور عقیدت منداحباب کی تسکین کا باعث ہوں۔

امرتسر سے میں جب بھی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ضلع فیروزپور میں جایا کرتا' اپنے ساتھ ضروری اشیاء کے علاوہ ایک بیٹری بھی لے جایا کرتا' تاکہ وہاں رات کے وقت باہر جنگل میں آنے جانے کی سہولت رہے۔ ایک دن میں نے دوپہر کی گاڑی پر جانے کا پروگرام بنایا۔ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی وسل دے رہی تھی گویا ٹکٹ لینے کا وقت نہ تھا۔ میں جلدی میں بلاٹکٹ ہی سفر کرنے لگا۔ گاڑی جب فیروزپور چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچی تو ایک ٹکٹ انسپکٹر نے مجھ سے بدکلامی کی۔ خیر معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کرموں والا کیلئے فیروزشاہ کے اسٹیشن پر اترنا پڑتا تھا۔ پھر یہاں سے دو اڑھائی میل پیدل چلنا ہوتا۔ یہ

علاقہ صحرائی تھا کوئی پختہ سڑک یا واضح پگ ڈنڈی نہیں تھی۔ دوپہر کی گاڑی تقریباً مغرب کے ہنگام فیروز شاہ پہنچی۔ اب وہاں سے پیدل گاؤں کی جانب چلنا شروع کیا۔ ریتلا صحرائی سا علاقہ اور پھر چاروں طرف اندھیرا۔ اثنائے مغرب میں میں نے یونہی دو چار مرتبہ بیٹری روشن کی۔ مگر اس کا ننھا بلب مریض جاں بلب کی طرح دم توڑ گیا۔ خیر جوں توں کر کے منزل طے ہوئی اور یہ خادم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں پہنچ کر ستانے لگا۔

نماز کے بعد پیشی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ''وہ ٹی ٹی بڑا بے ادب تھا' مگر آپ نے بھی تو ٹکٹ نہیں لیا۔ آپ اطمینان سے ٹکٹ خرید لیتے' گاڑی آپ کو چھوڑ کر نہیں آ سکتی تھی''۔

اکثر ہر مرحلے' ہر معاملے اور ہر گفتگو کی تفصیل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہو جاتی۔ کبھی ہر بات کی خبر ہونے کے باوجود ٹال بھی دیتے تھے۔

مجھے بلا ٹکٹ سفر کرنے سے منع فرمایا۔ پھر ایک درویش کو بلا کر کہا ''میرے صاحب کی قیام گاہ میں لالٹین جلتی رکھنا ان کی بیٹری خراب ہو گئی ہے۔

میری شادی کب کی ہو چکی تھی اور دو بچیاں تھیں' تیسرے بچے کی آمد کے آثار ظاہر ہوئے تو میں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی کہ دعا فرما کر اللہ تعالیٰ سے ایک فرزند دلوائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عدد

شریفی عنایت کی اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق یہ پھل اپنی زوجہ کو کھلا دیا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے میرے ہاں تندرست وتوانا' خوبصورت بیٹا پیدا کیا۔ یہ بچہ اب میر منصور محمود بی اے ایل ایل بی کہلاتا ہے۔ پیر کی دعا اور اللہ کی عنایت کا زندہ ثبوت ہے۔

غالباً 1933ء یا 1934ء کا واقعہ ہے کہ برطانوی حکومت نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم کو بغاوت کے مقدمے میں پھانس رکھا تھا اور یہ مقدمہ گورداسپور کے مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ اندیشہ تھا کہ بخاری صاحب کو کم سے کم جو سزا ملے گی وہ عبور دریائے شور کی ہوگی' یعنی جلاوطنی اور عمر بھر کی قید۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تھے اور امرتسری بھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کرمونوالا شریف جاکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کیلئے دعا کراؤں۔

چنانچہ میں اور خواجہ عبدالعزیز صاحب' قبلہ پیر ومرشد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور بخاری صاحب کی درخواست پیش کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی عطاء اللہ صاحب کو دیدی جائے اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنائی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کریں گے۔

انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو بیگناہ قرار دے کر بری کر دیا۔

ایک دن سرما کے ایام میں ہم چند دوست حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ چونکہ کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی اس لئے محفل باہر دھوپ میں لگی تھی۔ کوئی صاحب نعت شریف سنا رہے تھے اور ایک صوفی صاحب تھے کہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ اہل مجلس پر عجیب تاثر قائم تھا۔

دور کوئی بیس بائیس گز کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا کنواں تھا بمشکل ڈیڑھ گز چوڑا ہوگا۔ اس کنویں پر ایک مضبوط توانا درویش نور محمد پانی نکال رہا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ جانے کیا سوجھی کہ بآواز بلند اس درویش کو پکارا۔ "او نور محمد!"

بس نور محمد پر اتنے ہی لفظوں سے وجد طاری ہو گیا اور اس نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کنوئیں میں گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان صوفی جی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "صوفی جی وجد اسے کہتے ہیں"۔ صوفی صاحب شرم سے پانی پانی ہو گئے۔

پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اہل مجلس سے فرمانے لگے۔ "بھئی اب کیا ہوگا اتنے سے تنگ کنوئیں میں نور محمد گر پڑا ہے"۔ ایک رمز آشنا نے جواب

دیا۔ حضور آپ ہی نے پھینکا ہے کوئی بات نہیں۔ آخر نور محمد کو باہر نکالا گیا۔ اللہ کی قدرت سے ایک خراش بھی نہیں آئی تھی۔ (یہ سائیں نور محمد لاہور میں بھاٹی دروازہ کے باہر دفن ہیں۔)

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تکلم بہت سادہ تھا۔ مریدوں عقیدت مندوں سے کچھ ایسا سلوک فرماتے کہ ہر شخص کو یقین ہوتا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ ہی پر مہربان ہیں۔ بعض ایسے بدنصیب بھی دیکھے کہ انہیں ایک لحہ بیٹھنے کی اجازت نہ ملی اور علیک سلیک کے بغیر رخصت کر دیے گئے۔

بعض افراد کے باطنی حالات ان کے کردار کے گھناؤنے واقعات حضور پر منکشف ہو جایا کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پاک طبیعت پر ناگوار اثر ڈالتے۔ بعض اشخاص واہیات مرادوں اور ناجائز خواہشوں کا تصور لے کر آتے۔ پھر بہ تقاضائے بشریت حضور رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا موڈ بھی بدلتا رہتا۔ نبی ہو یا ولی' خواہ کسی بھی پائے کا ہو آخر بشر ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی کی برائی نہیں کی' کبھی اپنی بڑائی نہیں جتائی۔ اگر کسی نے کہا' حضور رحمۃ اللہ علیہ آپ مرد مومن ہیں میرے لئے دعا فرمائیں' کیونکہ مرد مومن کی نگاہ سے تقدیر بدل جاتی ہے تو ارشاد کیا "بھئی میں تو خود ایسے مرد مومن کی تلاش میں ہوں۔ اچھا تم بھی دعا کرو میں بھی کرتا ہوں' اللہ بڑا فضل کرے گا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی گاؤں ضلع فیروزپور میں تھا۔ اس ضلع میں سکھوں کی اکثریت تھی۔ میں نے کئی سکھوں کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں باقاعدہ نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایسے متعدد افراد ملتے جو بظاہران پڑھ دیہاتی معلوم ہوتے مگر درحقیقت ایم اے تھے۔ پی ایچ ڈی تھے' لندن کی سیاحت کیے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے سبھی فرقوں کے لوگ' شیعہ' سنی اور وہابی سبھی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں دل آزاری کی باتیں نہیں چھیڑی جاتی تھیں۔ اخوت اور دل جوئی کا اصول مدنظر رہتا۔

ہمارے مرشد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کسی امر کی تلقین کرنی ہوتی تو نہایت سادہ اور مؤثر طریقے سے فرماتے۔ مثلاً ایک دفعہ کسی سے فرمانے لگے' میاں اب داڑھی رکھ لو۔ اس نے عذر تراشا کہ حضور دل نیک ہونا چاہیے۔ داڑھی نہ بھی ہوئی تو کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت سے فرمایا' "بابو جی دل تو خدا نے دیکھنا ہے اور وہ ستارالعیوب ہے۔ ظاہری صورت بھی نیک بناؤ تا کہ خلق کی عیب جوئی سے بچو۔"

ایک بار نوافل کی تاکید فرماتے ہوئے کہنے لگے۔ بھئی مانا کہ نفل

پڑھنے کی پابندی نہیں۔ چلو یوں سمجھ لو کہ نفل کا درجہ صفر کی برابر ہے۔ مگر جب صفر کو (اکائی کے آگے لگا دیں تو کیا بن جاتا ہے۔)

ایک بار چند پڑھے لکھے نوجوان حضور کے ہاں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "شریعت کی پیروی کرنی چاہیے اور اپنے معاشرے کے اندر زندگی بسر کرنا چاہیے ورنہ ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

ایک بابو صاحب نے جواب دیا "جناب اللہ خود زندگی کی کشتی کا ناخدا ہے وہی حفاظت کرے گا"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا میاں ٹھیک کہتے ہو۔ مگر ناخدا تو اسی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے جو جہاز کے اندر ناخدا کے احکام کی پیروی کرے۔ جو خودکشی کے ارادے سے سمندر میں کود جائے ناخدا کو اس سے کیا سروکار۔

نفیس خلیلی مرحوم پاک وہند کے معروف شاعر تھے مگر نظمیں اکثر پیروں فقیروں کے خلاف کہا کرتے۔ اس پر بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام مدنظر رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آ جاتا تو مؤدب ہو بیٹھتے ایک دن میں نے کریدا تو کہنے لگے۔ بھائی میں حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کو دل سے مانتا ہوں۔ وہ سچے ولی ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

"ہمارے دفتر میں ایک پریشان حال کلرک تھا۔ تنخواہ تھوڑی تھی اور عیال بہت۔ اکثر مقروض رہا کرتا۔ بہت سے پیروں فقیروں کے ہاں گیا'

دعائیں کرائیں' تعویذ لکھوائے۔ لیکن حالات سدھر نہ سکے۔ کسی نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ بتایا تو ان کے گاؤں کرماں والے پہنچ گیا۔

حضور کی مجلس میں ہجوم تھا۔ اس نے سوچا کہ جب ذرا تخلیہ ہوگا تو اپنی مصیبت عرض کروں گا۔ ادھر حضور رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سب کیفیت کہے بغیر روشن تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئے۔ پھر اپنے دامن سے کچھ نوٹ نکال کر عطا کئے اور فرمایا۔ "لو بابو جی! سردست یہ ہزار روپے موجود ہیں پھر کسی موقع پر اور مل جائیں گے۔ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔

گلزار احمد گل صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پرائمری سکول نیاز بیگ متصل جامع مسجد محلہ سلامت پورہ لاہور بیان کرتے ہیں عرصہ ہوا میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ ماہ اگست 1952ء میں حضرت سرکار کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کدہ پر پہلی بار بغرض بیعت حاضر ہوا۔ تعظیم و تکریم کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر ہونے کا سبب پوچھا۔ ہم سب نے خدمت اقدس میں عرض کر دیا۔ مجھ کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کا شرف بخشا' درود شریف پڑھایا' تہجد اور ضروری ورد وظائف پڑھنے کی ہدایت فرما دی۔ میں اور میرے ساتھیوں نے ایک دن اور رات حضور کے در دولت پر قیام کیا۔ یہ وقت ہماری زندگی کیلئے نہایت قیمتی تھا' جس میں ہم سب نے بہت

فیض حاصل کیا۔

حضور کی مجلس میں بیٹھنے کا کافی موقع ملا۔ میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری قوت ایمانی اور جذبہ روحانی کو بڑھانے والی باتیں سنیں جس سے ہمارے مردہ دلوں کو بہت تقویت پہنچی۔ دوسرے دن ہمیں واپس لوٹنے کی اجازت ملی۔ جب ہم سب پیر پیشوا سے رخصت ہونے لگے تو میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار پیر وارث شاہ کی پنجابی کتاب کے ارشاد فرمائے 'جو کہ مختلف ذاتوں کے عشق کا نظریہ پیش کرتے تھے۔ ان شعروں کا پڑھنا ایک خاص مصلحت تھی اور ہماری سمجھ سے بالاتر تھے۔ جب میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر کو بار بار دہرایا اور ہمیں فرمایا کہ 'بیلیو ٹھیک ہے نا''۔ تو پھر میری سمجھ میں آ گیا کہ شعر میرے ایک ساتھی کی زندگی پر صادق آتا ہے۔

اس رازدارانہ رموز پر ہم سب حیران تھے کہ سرکار عالیہ نے یہ بات سچ کی فرمائی اور کیسے اچھے طریقے سے سمجھا دی ہے۔ واقعی ولی اللہ دلوں کی باتوں کو پرکھ لیتے ہیں۔

مجھے اکثر حضور کے فیض کدہ پر حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا ہے اور فیض کدہ سے فیض رسائی کی باتیں حاصل کرتا رہا ہوں جو ہماری اسلامی زندگی کے واسطے انشاء اللہ موزوں ثابت ہوں گی۔

میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بیلیو! حضور سرور

کائنات ﷺ کی بڑی شان ہے۔ حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا وظائف میں سے بہتر وظیفہ ہے۔ ہم سب محفل پاک میں بیٹھنے والے صدق دل سے لبیک عرض کر دیتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ ہم پھر اپنے پیشوا سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کدہ پر حاضر ہوئے۔ دربان کے ذریعہ حاضر خدمت ہونے کی اجازت مانگی۔ سرکار عالیہ سے اجازت مل گئی۔ تعظیم وتکریم کے بعد میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرداً فرداً ہم سب سے حاضر ہونے کا سبب پوچھا کہ کس مقصد کے واسطے آئے ہو۔ ہم سب نے اپنے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے پوچھتے گئے اور بیٹھ جانے کی اجازت فرماتے گئے۔ جب میری باری آئی تو مجھے ارشاد ہوا کہ تم تو فوراً واپس گھر چلے جاؤ میں کچھ حیران سا ہو گیا۔ کیونکہ میرا ارادہ واپس لوٹنے کا نہ تھا۔ معذرت کی اور ٹھہرنے کی اجازت مانگی۔ عرض کیا یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہی جاؤں گا۔ میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے میری معذرت پر فرمایا کہ اچھا تمہاری مرضی۔ اس میں خاص راز تھا جو میری سمجھ میں نہ آسکا۔ میں نے بھی حضور کے فیض کدہ پر ہی قیام کیا۔

صبح ہم نے اجازت چاہی لیکن حضور نے اجازت نہ بخشی۔ اور فرمادیا کہ

جا کر باغ میں کام کرو۔ میں اور میرے ساتھی باغ میں جا کر کام کرتے رہے۔ ظہر کے بعد پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت مانگی۔ اجازت نہ دی گئی۔ ہمارے ساتھیوں میں سے دو ایک تو واپس چلے گئے لیکن میں اور میرے کچھ ساتھی۔ فیض کدہ پر ٹھہرے رہے۔ تیسرے روز پچھلے ٹائم ہمیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت ملی۔ ہم رخصت ہو کر گاڑی پر سوار ہو کر گھر روانہ ہوئے۔ جب ہم اپنے گاؤں کے قریب پہنچے' تو راستے میں میرے ایک دوست نے افسوس کے لہجے میں کہا کہ آپ کی والدہ صاحبہ کا بہت افسوس ہے۔ وہ پرسوں فوت ہو گئی ہیں۔ جس روز آپ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ گئے تھے اسی روز آپ کے جانے کے بعد فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب میری سمجھ میں آ گیا کہ واقعی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اسی بنا پر جاتے ہی واپس لوٹنے کی اجازت فرماتے تھے لیکن مجھ کو اس معاملے کا پتہ نہ چل سکا۔ میرے دوستو! واقعی ولی اللہ اپنے مریدوں کی دلوں کی باتوں اور گھر کے حالات جان جاتے ہیں۔ میں اکثر اپنے دوستوں کے سامنے اپنے پیر کامل حضرت کرماں والا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں کہ دیکھو میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی کتنی شان ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں واقعی حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے قطب تھے۔ اور بہت بڑی روحانی

شخصیت کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو ہر وقت باوضو رہنے کی ہدایت فرماتے۔ قبلہ رو بیٹھنے کی اور دوزانو بیٹھنے کی ہدایت فرماتے' اور درویشوں اور مریدوں کو وضو کروا کر کھانا کھلاتے۔ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔

حضور حسین نیازی آبادی محلہ سلامت پورہ نیاز بیگ نزد جی پی او پاکستان بیان کرتے ہیں کہ میں لاہور جی پی او میں پارسل بکنگ پر لگا ہوا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک شخص سیالکوٹ سے دو پارسل بک کرانے کیلئے لایا۔ پارسل کافی وزنی تھے۔ میں نے ان کا وزن کر کے چودہ روپے پونڈ کے حساب سے ٹکٹ بتائے' لیکن صحیح ریٹ انیس روپے فی پونڈ تھا۔ پارسل بک کر دیئے گئے۔ جب پارسل کراچی فارن پوسٹ آفس پہنچے وہاں ان کے وزن کی دوبارہ پڑتال کی گئی اور اس طرح ان کے ٹکٹوں میں بہت کمی پائی گئی۔ دونوں ارسال کردہ پارسلوں پر ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے یعنی یک صد چالیس روپے آٹھ آنے کم تھے۔ تھوڑے دنوں بعد مجھے اپنے دفتر کی وساطت سے چٹھی ملی۔ جس میں رقم جمع کرانے کو کہا گیا۔ چٹھی پڑھ کر میں نہایت غمگین اور پریشان ہوا۔ کیونکہ پورے ایک ماہ کی تنخواہ کٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ میں نے فوراً سیالکوٹ متعلقہ فرم کو چٹھی لکھی اور کہا کہ پارسلوں پر ٹکٹوں کی کمی کی رقم روانہ

کر دیں۔ دفتر کے ذریعے بھی چٹھی بھجوائی لیکن بے سود آخر تنگ کر میں خود وہاں پہنچا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ متعلقہ فرم کا منیجر سلیم صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں۔ رات کو وہاں ٹھہرا دوسرے دن پھر پوچھا لیکن منیجر صاحب نہ مل سکے ان کے چھوٹے بھائی نے یقین دلایا کہ آپ کو پیسے ارسال کر دیئے جائیں گے، آخر میں واپس آ کر انتظار کرنے لگا۔ مگر سیالکوٹ سے کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔ دفتر والوں نے مجھے بہت ڈرایا دھمکایا، میں نے ایک اپنے مہربان دوست کو دوبارہ سرکاری طور پر چٹھی لکھنے کو کہا۔ ادھر میں نے ایک چٹھی اپنے پیر پیشوا حضرت کرماں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ارسال کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہارے تمام مقاصد حسنہ دینی و دنیاوی بر لاویں گے۔ مجھے تسلی و اطمینان ہوا چند دنوں کے بعد ایک بیمہ مالیت ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے بنام چیف پوسٹ ماسٹر لاہور کو پہنچا' کھولا گیا تو ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے کے ٹکٹ پائے گئے۔ چیف صاحب نے جب یہ چٹھی پڑھی تو آگ بگولا ہو گئے اور سخت طیش میں آ کر حاجی صاحب IPM کو طلب کیا اور ان کے ذریعے مجھے پیش کرنے کیلئے حکم دیا گیا۔ انہوں نے مجھے پیش تو نہ کیا بلکہ میرے بیان لکھ کر بھیج دیئے۔ چیف صاحب نے حکم صادر کر دیا کہ متعلق کلرک (مجھ) کو چارج شیٹ

لگادیں۔ادھر میں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سرکار کرماں والا کی خدمت عالیہ میں پھر چٹھی ارسال کردی۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے نقشہ ہی بدل دیا' یعنی ہمارے دفتر کے چار یونٹ بن گئے۔اور ہم چیف صاحب کی نگرانی سے نکل گئے۔اور ہمارے دوسرے افسر ڈپٹی پوسٹ ماسٹر (خزانہ) افسر مقرر ہو گئے۔اس کے بعد آج تک حضور کی نگاہ کرم سے نہ کوئی چارج شیٹ ہی لگایا گیا اور نہ ہی کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی۔میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے یہ گراں مصیبت ٹل گئی۔

چھبیسویں مجلس

محترم میر منظور محمود امرتسری تحریر کرتے ہیں کہ اپنے پیر و مرشد حضرت سید کرموں والے رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر ہے۔ ختم ہو تو کیونکر ہو! جی چاہتا ہے کہ بس لکھتے ہی جائیں حتیٰ کہ دنیا بھر کے کاغذ اور جہان بھر کی روشنائی ختم ہو جائے۔ مگر ایسا ممکن نہیں۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ طبیعت پر رقت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور جذبات اُمڈ آتے ہیں۔ آنسوؤں سے کاغذ بھیگ جاتا ہے۔ پھر ایسے واقعات بھی یاد آنے لگتے ہیں کہ جنہیں مدتوں پہلے بھول چکا ہوں اور

جب یہ طوفان تھم جاتا ہے تو جان مضمحل ہو چکی ہوتی ہے۔

ان دنوں زمانہ کچھ ایسا آ گیا ہے کہ نئی روشنی میں پلے ہوئے تو جوان بزرگان دین کے واقعات کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔ مغرب کی تقلید نے انہیں اسلاف کی رسم وراہ سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ اسی بیگانگی کا نتیجہ ہے کہ انہیں بزرگان دین کے واقعات کا یقین نہیں۔ یہ پیشہ ور نجومیوں' رمالوں اور جھاڑ پھونک والوں کو تو مان لیتے ہیں' نہیں مانتے تو اللہ والوں اور بزرگوں کے واقعات کو نہیں مانتے۔

حقیقت میں ان بے چاروں کا کوئی قصور نہیں' ان کے بڑوں کا قصور ہے۔ ماں باپ انہیں اسلامی تعلیم دلواتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ انہیں اسلاف کے حالات سے آگاہ کیا جاتا تو پھر ان کے دلوں میں بھی یقین کا نور جگمگا اٹھتا۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ اولیاء کی کرامات سے انکار' انبیاء کے معجزات کا انکار ہے۔ اگر کوئی شخص نبی علیہ السلام کے معجزات کا قائل نہیں تو کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں کو سر بلند کرنے کے لئے انہیں معجزات کا اختیار دیتے ہیں اور انبیاء کے فیض سے اولیاء سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اب رہا تجربہ' تو یہ وہ بزرگوں کی صحبت اختیار کئے بغیر حاصل نہیں

ہوتا۔ میں نے ہر ہر مقام پر اللہ کی قدرت کو مختلف انداز میں جلوہ گر دیکھا ہے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایک کرامات بیان کرتا ہوں۔ میں نے ان کی صحبت میں جو کچھ دیکھا وہ کہیں اور نظر نہ آیا۔ مناسب تو یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت پر شریعت کی روشنی میں لکھا جاتا۔ معرفت کے قلم اور نور کی روشنائی سے ان کے کردار کی تصویر کشی کی جاتی۔ مگر مضمون کو طویل کرنا بھی مقصود نہیں۔ فرماتے ہیں کر موتوالا ضلع فیروز پور (بھارت) میں قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی گاؤں تھا۔ مندرجہ ذیل واقعات کا ظہور وہیں ہوا۔

سردیوں کا موسم تھا اور رات کے ساڑھے نو بجے کا وقت۔ ہم کرماں والے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے دلان میں محفل جمی تھی' کوئی بیس پچیس اصحاب موجود تھے۔ سردی کے باعث دلان کے دروازے بند کر رکھے تھے۔ چھت پر ایک بڑا سا لیمپ لٹک رہا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ اس لیمپ کی روشنی موجودہ زمانے کے برقی قمقموں سے بھی بہتر تھی۔ اتنے میں آہٹ ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص کمرے میں داخل ہوا ہے۔ پھر ساتھ ہی حاضرین مجلس نے ایک آواز سنی۔ "السلام علیکم۔" اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ جواب دیا۔ مگر دروازہ بدستور بند تھا۔ کچھ توقف کے بعد پھر کوئی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اسی طرح

کوئی چھ سات اشخاص آئے اور سلام کر کے ادھر ادھر بیٹھ گئے اور قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا۔ بظاہر ہم وہی بیس پچیس آدمی موجود تھے۔ میں نے دل میں سوچا یہ کوئی ہوائی مخلوق ہوگی' جو نظر نہیں آئی۔ میرا یہ خیال قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہوا تو فرمانے لگے۔ "بابا جی! یہ جنات ہیں۔ آپ دیکھیں گے؟" میں نے جواب دیا۔ "نہیں حضور رحمۃ اللہ علیہ دکھانے کا تکلف نہ فرمائیں۔" میرے اس جواب پر ان نوواردوں کے ہنسنے کی آواز آئی۔ پھر مجلس پر سناٹا چھا گیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگ سہم گئے جہاں تک اس خاکسار کی ذات کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھنے سے انکار کیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ میرے مرشد نے جو فرمایا ہے سولہ آنے درست ہے' مجھے تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔

ایک دفعہ صبح نو' دس بجے کے قریب ہم کھلی دھوپ کا مزا لے رہے تھے۔ سردیوں میں گاؤں کی کھلی دھوپ بھی ایک نعمت ہوتی ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد اگرچہ کچی تھی تاہم اس کے صحن کا رقبہ اچھا خاصا تھا اور یہ صحن گلی کوچوں اور کھیتوں سے کوئی چار پانچ فٹ اونچا بھی تھا۔ مجلس میں چالیس پچاس افراد حاضر تھے۔ اس وقت گفتگو میں متانت کے ساتھ لطافت بھی تھی۔

حاجی صوفی گلاب دین صاحب قصوری صاحبزادوں کی شکایتیں کر رہے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اس وقت نوعمر تھے۔ کبھی کبھی صوفی گلاب دین صاحب سے مذاق کر گزرتے۔ اور جب یہ چھیڑ خانی حد سے گزر

جاتی تو قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو شکایتیں ہوتیں۔ اس روز بھی کوئی ایسا ہی مقدمہ پیش تھا۔ اچانک کھیتوں کی جانب سے ایک ہجوم مسجد کی طرف آتا دکھائی دیا۔ ساٹھ ستر آدمی ایک چارپائی پر کسی کو لا رہے تھے۔ اہل مجلس ادھر متوجہ ہوئے اور قیاس آرائیاں ہونے لگیں۔ کوئی کہتا کہ گاؤں میں فساد ہو گیا ہے اور لوگ مضروب کو لا رہے ہیں کسی نے خیال ظاہر کیا کہ جنازہ ہے' قبلہ شاہ صاحب سے دعا کرائیں گے۔ مگر قصہ کچھ اور تھا۔

جب وہ لوگ مسجد کے قریب آ گئے تو حضور رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر ہجوم کے نزدیک چلے گئے اور حکم دیا کہ چارپائی کو باہر ہی مسجد کی دیوار کے ساتھ رکھ دیا جائے۔ ان لوگوں نے تعمیل کی۔ دیکھا کہ ایک دیوانے کو زنجیروں اور رسوں سے جکڑ کر چارپائی سے باندھ رکھا ہے اور وہ چلا رہا ہے۔ زنجیریں تڑوانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لوگ فریاد کرنے لگے۔

"سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسے بدترین آسیب ہے۔ بہت سے علاج کئے ہیں لیکن یہ پیچھا نہیں چھوڑتا' خدا کے لئے ہم پر رحم کیجئے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ ذرا زیر لب ہنسے اور فرمایا۔ "اچھا اسے جن چمٹا ہوا ہے' بس کھول دو اب نہیں چمٹے گا۔ اب یہ اچھا ہو گیا ہے۔" وہ لوگ کھولتے ہوئے ڈرنے اور ہچکچانے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا ڈانٹ کر کہا تو مان گئے اور وہ شخص باہوش ہو کر اٹھ بیٹھا اور بعد میں ہمیشہ دورے سے محفوظ رہا۔

بعض اوقات ایسے واقعات بھی ہو جاتے ہیں کہ ان پر ہنسی سی آ جاتی

ہے۔

انگریزوں کے عہد میں فیروزپور سٹہ بازوں کا مرکز تھا۔ وڑے اور سٹے کی وبا یہاں عام تھی۔ بچے بوڑھے اور جوان سبھی اس مرض میں مبتلا تھے۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی محفوظ نہیں تھیں۔

ایک دن میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو تین سٹے باز فیروزپور سے آ گئے۔ کرمونوالا فیروزپور سے بالکل نزدیک دوسرا یا تیسرا اسٹیشن تھا۔ انگریزوں کے زمانے میں بہت مشہور چھاؤنی بھی تھا اور اب بھی ہو گا۔

سٹہ بازوں نے ڈرتے ڈرتے اپنا مدعا عرض کیا۔ قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بالعموم ایسے لوگوں کو خوب پٹوایا کرتے تھے۔ مگر اس لمحے طبیعت میں شگفتگی تھی۔ فرمانے لگے۔

"کیوں بھئی نمبر پوچھنے آئے ہو۔"

انہوں نے ڈرتے اور شرماتے ہوئے اعتراف کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔

"پاگلو! میں نمبر بتانے نہیں بیٹھا۔ تم جیسے کئی یہاں آتے ہیں اور مسجد کے باہر پڑی ہوئی جوتیاں گن کر چلے جاتے ہیں ۔ جاؤ دفعہ ہو جاؤ۔" سائل یہ اشارہ پا کر اٹھ کر باہر چلے گئے اور انہوں نے نمازیوں کی جوتیاں گن لیں۔ اور یہ وڑے کا نمبر تھا۔ سٹہ پوچھنے والوں میں ایک میرا

واقف بھی تھا اور وہ فیروز پور کی خاکسار جماعت کا سرگرم رکن تھا۔ چھ سات ماہ بعد اس سے ملاقات ہوئی تو راز کھلا کہ وہ نمبر درست اور کامیاب نکلا تھا۔ اب یہ شخص ایک بڑا آدمی ہے۔ اللہ کی قدرت۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں امرتسر سے کرموں والا شریف جارہا تھا۔ قصور سے گاڑی بدل کر جس ڈبہ میں سوار ہوا اس میں تین سکھ بھی بیٹھے تھے دو بڑی عمر کے تھے' ایک نوجوان تھا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ وہ بھی قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام کیلئے جارہے ہیں۔

میں نے پوچھا سردار جی آپ کیسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں۔ کہنے لگے۔ "جناب ہم کیسے نہ جانیں؟ بہت بزرگ ہستی ہیں۔ واہگورو کی قسم آپ جیسا ولی اس زمانے میں ملنا مشکل ہے۔" اب ان میں سے جو سب سے بڑے تھے وہ گویا ہوئے۔

"میاں صاحب ہم منٹگمری کے زمیندار ہیں۔ یہ نوجوان دیدار سنگھ میرا بیٹا ہے۔ ایف اے میں پڑھتا ہے۔ اسے پتھری کی شکایت ہوگئی تھی۔ شروع میں لاپروائی کی تو مرض بڑھ گیا۔ اور جان کے لالے پڑ گئے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ لیکن دیدار کی ماتا آپریشن پر آمادہ نہ تھی۔ انہیں دنوں کسی نے قبلہ شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ بس رب کا نام لے کر کرموں والے جا پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیار سے

پوچھا۔ "بھئی یہ سردار کس طرح آئے ہیں۔" پھر خود ہی فرمانے لگے۔ "کاکے کو پتھری کی شکایت ہے۔ ہے نا؟ بہت نامراد مرض ہوتا ہے یہ"۔ پھر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اٹھ جوان کھڑا ہو جا۔ باہر مسجد کے کنوئیں کا پانی خوب پیٹ بھر کر پی لے اور اس درخت کے سائے میں لیٹ جا۔

بس جناب کے حکم کی تعمیل میں اس بچے نے سیر ہو کر کنوئیں کا پانی پیا اور درخت کے سائے میں لیٹ گیا کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اسے کھل کر پیش آیا اور ساری تکلیف رفع ہو گئی۔ اور آج اس بات کو دو سال کا عرصہ گزر چکا ہو گا پھر کبھی دورہ نہیں پڑا۔

ستائیسویں مجلس

محترم محمد یونس قریشی فتح جنگ ضلع اٹک بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ 1953ء میں بندہ دربار عالیہ حضرت کرماں والا میں حاضر ہوا' تو بڑے صاحبزادہ صاحب مدظلہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف تشریف لے جا چکے ہیں' اور بندے کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی تک ٹھہرنے کی اجازت دی گئی۔ باقی ملنے والے اصحاب کو واپس کر دیا گیا۔ دو تین اصحاب بندہ سمیت وہیں ٹھہر گئے۔ صاحبزادہ صاحب مدظلہ سے اجازت حاصل کر کے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی تک کہ وہ بہاولپور

سے آئے ہوئے تھے۔ بندے کو آٹھ نو دن تک دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف میں ٹھہرنا پڑا۔ ورنہ ایک دن ہی عموماً ٹھہرتا تھا۔ اس دوران جمعۃ المبارک کا دن بھی آیا تو جمعہ کے وعظ کیلئے ایک باہر سے آئے ہوئے عالم دین کو کھڑا کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ شریف سے پہلے وعظ کرتے ہوئے ایک جماعت کے خلاف اس عالم نے کچھ کہنا شروع کیا تو فوراً ہی خدام نے بٹھا دیا اور ایک دوسرے عالم کو جمعہ پڑھانے کیلئے کھڑا کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں ایک جماعت کے خلاف عوامی تحریک جاری تھی' زور شور سے جلسے جلوس جاری تھے۔ چنانچہ چند دن بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں سے تشریف لے آئے۔ بعد دوپہر تشریف آوری ہوئی تو فوراً ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خدام دربار عالیہ سے دریافت فرمایا کہ مولوی جی پچھلا جمعہ کس نے پڑھایا سی؟ ایک خادم نے عرض کیا کہ جی فلاں مولوی صاحب کو کھڑا کیا گیا تھا لیکن وہ کچھ اختلافی مسائل بیان کرنے لگ گئے تھے۔ پھر حسب سابق ان مولوی صاحب کو بٹھا دیا گیا تھا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسلام کے اندر اختلافی مسائل ہی بیان کرنے کو رہ گئے ہیں اور کوئی مسئلہ نہیں اسلام کے اندر جو بیان کیا جائے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے چشتیاں شریف سے واپس

تشریف لاتے ہی جمعۃ المبارک کے وعظ کے متعلق پوچھا۔ تو یہ واضح چیز ہے کہ یہ واقعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوشیدہ نہ تھا۔ اگرچہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سینکڑوں میل پر تشریف فرما تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے اچھا کیا جو اختلافی مسائل سے روک دیا۔

ایک دفعہ صبح کی اذان کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویش گل محمد کو طلب فرمایا' جو اذان کی ڈیوٹی پر تھے' کیوں اوئے گل محمد ایہہ آج سویر دی بانگ دیر نال کیوں دتی اے؟

گل محمد درویش نے عرض کیا' واقعی یا سرکار رحمۃ اللہ علیہ آج مینوں کچھ دیر ہو گئی سی ذرا نیند آ گئی سی جناب

ایک دفعہ پنجگانہ نماز کے متعلق حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ بیان فرمایا۔ جمعۃ المبارک کے وعظ میں' کہ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی خوبصورت بنایا' یہاں تک کہ وہ خود اپنے آپ پر عاشق ہو گئے۔ اور دو رکعت نماز شکرانہ اللہ تعالیٰ کا ادا کیا۔ ایک ایک رکعت ہزار برس میں ادا کی۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے جبرائیل! آپ نے جو نماز پڑھی ہے مجھ کو بڑی پسند آئی' میں نے قبول کی لیکن ایک نماز مجھ کو اس سے بھی زیادہ پسند ہے۔ وہ نماز جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک بندے کی ہو اور وہ چند ساعتوں کے اندر ادا کرے اور نماز بھی بے توجہی سے پڑھی جائے' نماز بھی ہو' دھیان بھی'

وضو بھی اچھی طرح سے مکمل نہ کیا گیا ہو وہ بندہ میرے محبوب ﷺ کی امت کا ہو اس کی نماز مجھ کو آپ کی نماز سے بھی زیادہ پسند ہے اور فرمایا' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مسلمان بندے کی جگہ جو میں نے جنت میں بنائی ہے وہ بہت اعلیٰ جگہ ہے۔

ایک دفعہ بندے کے ساتھ قریبی تعلق دار حاضر خدمت ہونے کیلئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بے شمار مسائل تھے جو کہ گھریلو ناہموار مسائل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے کچھ حصہ داری کے تنازعات تھے۔ اور یہ چیز ان کی ہمارے تعلق دار قریبی کی سالہا سال سے جھگڑے ناراضگی میں چلی جارہی تھی اور رشتہ ناطہ کے اندر بھی تنازع مزید چلا آرہا تھا۔ اگرچہ یہ ہمارے ساتھ جانے والے بزرگان برگزیدہ حضرات کے خاص طور پر قائل نہ تھے تاہم جب پانی سر سے گزر گیا تو بندے سے صلاح پوچھی۔ بندے نے یہی کہا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلو۔ چنانچہ تیاری ہوئی۔ ہم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے دعاو برکت عطا فرمائی۔ اللہ کریم رحم کرے ٹھیک ہو جائیں گے اور سارے کام درست ہو جائیں گے۔ چنانچہ واپسی کے متعلق اسی وقت وہ بندے کے تعلق دار تیار ہو گئے۔ عرض کرنے لگے کہ جناب ہم کو اجازت دیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''رہیں ابھی۔۔ چلے جائیں گے۔۔ اڈی چھیتی؟''

بندے کے ساتھی نے عرض کیا' ہاں جناب مجھ کو بڑے ضروری کام ہیں۔ فیروی ایڈی جھیتی ؟ ہُنے (ابھی) چلے جاؤ گے۔ آج ہی چلے جاؤ گے؟ ہاں جناب مجھ کو بڑے کام ہیں۔ بندے نے ہر چند سمجھایا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ بار بار فرما رہے ہیں کہ اتنی جلدی نہ جاؤ کل چلے جانا' لیکن وہ بندے کے رشتہ دار جو بندے سے کافی عمر رسیدہ تھے اپنی ضد پر اڑے رہے کہ آج ہی جانا ہے۔ تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرما دیا کہ اچھا فیر جے جانا اے تے جاؤ۔

کرموں والا شریف ضلع فیروز پور سے وہ ساتھی اسی وقت واپس بندے کو ساتھ لیکر چل پڑے۔ بندے نے کہا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے صبح جانے کے متعلق فرمایا تھا۔ آپ نے اپنی مرضی کی ہے' ابھی واپس جانے کی ٹھان لی ہے۔ یہ نہ ہونا چاہیے تھا' کل ہم واپس ہوتے۔ لیکن وہ ساتھی جانا ہی چاہتے تھے۔

چنانچہ فیروز پور چھاؤنی سے ایک گاڑی دوپہر اور ایک گاڑی شام کو جاتی تھی۔ موگا لائن کی دو ہی گاڑیاں آتی تھیں۔ اب یہ بندہ کے ساتھی شام والی گاڑی کی امید پر کرموں والا شریف سے اپنی مرضی سے چل پڑے تھے۔ غرض کہ جب کرموں والہ شریف سے چل کر فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچنے کے قریب تھے کہ گاڑی آ کر رکی اور چل دی۔ کیونکہ دو منٹ کھڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی' شام ہو گئی تھی۔ اسٹیشن پر سناٹا تھا تو بندے نے ساتھی سے پوچھا' آپ تو کہتے تھے کہ ضروری کام ہے آج ہی واپس جانا ہے۔ اب تو

صبح ہی گاڑی ملے گی، تھکے ہوئے تھے، آرام کرتے۔ لنگر کی بابرکت روٹی اعلیٰ درجے کی عطا ہوتی اور قیام کی جو برکتیں ہیں ان سے بھی برکت ہوتی' اب کر لیجیے ضروری کام۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب ریلوے اسٹیشن پر ملازم تھے اور حضور کے بہت پرانے ملنے والوں میں سے تھے۔ ان سے پوچھا کہ اب رات کہاں قیام کریں۔ وہ کہنے لگے کہ واپس حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والہ شریف ہی چلے جاؤ تو بہتر ہے۔ لیکن بندے کے ساتھی اب بھی بضد تھے کہ اگر ہم کو فیروز پور چھاؤنی تک کوئی گاڑی مل جائے تو آگے ہم کو لاہور براستہ قصور کی گاڑی مل جائے گی۔ چنانچہ اسی وقت ایک مال گاڑی فیروز پور جانے والی آ گئی' اس میں بیٹھ کر فیروز پور چھاؤنی پہنچے۔ فیروز پور پہنچ کر اترے تو معلوم ہوا کہ وہ گاڑی ابھی نکل کر گئی ہے اور جو گاڑی فیروز پور چھاؤنی سے لاہور چلتی تھی وہی دوسرے دن چلنے والی پہلی گاڑی تھی۔ اب رات کاٹنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ سردیوں کے دن تھے کوئی زیادہ کپڑا بھی موجود نہ تھا۔ ایک خالی گاڑی میں رات بہت برے حال میں فیروز پور چھاؤنی کے ریلوے اسٹیشن پر گزاری۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ میرے ساتھی کہنے لگے کہ واقعی بزرگوں کے فرمان کو مان لینے میں ہی فائدہ ہے۔ صبح وہی گاڑی چلی جس میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق سوار ہونا تھا۔ اس کے ذریعے قصور سے ترن تارن امرتسر والی گاڑی کھیم کرن والی پر سوار ہوئے اور اپنے گھروں میں پہنچے۔

اگرچہ بندے کے ساتھی کو رات کی سردی میں بستر چارپائی کے بغیر زحمت تو بے حد ہوئی' لیکن جتنے مسائل حل طلب لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ سب کے سب حل ہو گئے۔ اور یہ بھی چاہتے تھے کہ حصہ داری میں بہتر جائیداد و باغ' کوٹھی وغیرہ ہمارے حصے میں آئے' چنانچہ تمام فیصلہ ہمارے ساتھی کی مراد کے مطابق ہوا۔

ایک میٹرک پاس لڑکا ہمارے محلے میں رہتا تھا۔ اس کا والد گزر چکا تھا اور والدہ تھی۔ وہ لڑکا بندے کے پاس آ جایا کرتا تھا۔ اسکی والدہ نے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ آپ کے پاس آ کر اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اس کو نصیحت کرو کہ میرا کہنا مانے' جہاں میں چاہتی ہوں وہاں رشتہ منظور کرے اور کہیں نوکری بھی کرے۔ بے کار پھرتا ہے۔ کچھ کمانے کے قابل ہو جائے۔ بندے نے اس مائی سے کہا کہ مائی جی آپ اپنے لڑکے کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجو۔ بندہ بھی ساتھ چلا جائے گا۔ غرض اس کی والدہ نے اس کو بمشکل تیار کیا۔ اور ہم دونوں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ماجرا کہا' دوسرے دن حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمادی۔ گھر واپس پہنچے تو اس لڑکے کو دفتر میں کلرک کی اچھی ملازمت مل گئی اور اپنی والدہ کے حسب منشا رشتہ پر بھی راضی ہو گیا اور اس کے مزاج کی تلخی مغروری بھی زائل ہو گئی۔ اور کرسی کا عہدہ بھی مل گیا۔

ایک دفعہ بندہ نے اپنے ایک قریبی بھائی کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانے کا پروگرام بنایا کہ یہ جمعۃ المبارک ہم حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پڑھیں گے۔ چنانچہ جمعرات کو چل پڑے۔ رات کو قیام امرتسر کیا۔ صبح اٹھ کر ریلوے اسٹیشن امرتسر پلیٹ فارم پر آئے تو گاڑی سامنے جاتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ چنانچہ خیال ہوا کہ بجائے ترن تارن' کھیم کرن' قصور جانے کے ہم پہلے لاہور چلے جائیں۔ غرض کہ ایک لاہور جانے والی گاڑی پر ہم دونوں سوار ہو گئے۔ لاہور اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی۔ پھر لاہور اسٹیشن سے باہر موٹروں کے اڈے پر سے فیروز پور چھاؤنی کیلئے بذریعہ بس سوار ہوئے تو فیروز پور چھاؤنی جب ریلوے اسٹیشن کے پل پر سے ہماری لاری گزری تو فیروز شاہ' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سٹیشن کو جانے والی گاڑی ہمارے سامنے چلی گئی تھی۔ اس کے بعد پھر فیروز پور سے موگا لائن والی گاڑی پر فیروز شاہ کا ٹکٹ لیا اور وہ ہم کو سٹیشن سے بھی دور اتار گئی۔ چنانچہ گرمیوں کی بہار تھی' فیروز شاہ سے چل کر جب کرموں والہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرمارہے تھے۔

محمد بشیر تحصیل میلسی ضلع ملتان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیعت کا کیا مطلب ہے۔ وہاں ایک مولوی صاحب بھی بیٹھے تھے ان سے پوچھا' مولوی صاحب بتاؤ یہ کیا کہتا ہے کہ بیعت کر لو لیکن بیعت کا مطلب کیا ہے۔ مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ فرمایا اگر کوئی چیز کسی کے پاس بیچ کر دے تو وہ کس کی ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا جو خرید لے اسی کی ہو جاتی ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا کہ یہ بیعت ہونے آیا ہے۔ لیکن یہ داڑھی تو رکھتا نہیں' کبھی کٹوا دیتا ہے کبھی چھوٹی رکھ لیتا ہے اور سر پر بودی رکھی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ناچیز سے فرمایا۔ نماز پڑھا کرو۔ اور بودی منڈوا کے آنا' داڑھی رکھنا' کٹوانا نہیں پھر ہم تمہیں بیعت کریں گے۔ ناچیز چلا آیا۔ ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوا لیکن آتے ہی رخصت مل گئی۔ ناچیز یہی سوچتا رہا' حضرت کسی طرح بیعت کر لیں۔

اسی طرح ناچیز کو بارہ سال کا عرصہ گزر گیا۔ پھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوٹھی کے ایک کونے میں بیٹھا رہا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو ایک ایک کر کے بلاتے رہو۔ ناچیز ایک طرف ہو کر بیٹھا رہا تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب

کیلئے دعا فرمائی اور حکم دیا کہ ان کو رخصت دے دو۔ ناچیز نے پھر سوچا اب بھی اسی طرح واپس جانا پڑا۔ لیکن ایک اور اللہ کا بندہ بھی تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا' جاؤ باہر دو بندے بیٹھے ہیں ان کو بلاؤ ناچیز کو آواز دی' اٹھ کر چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بٹھالیا۔ پوچھا کس لئے آئے ہو' ناچیز نے عرض کیا یا حضرت بارہ سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت سے مشرف نہیں فرمایا۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بیعت کر لیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ مبارک میں ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ درود شریف پڑھا کرو۔ پھر سر پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ ناچیز پہلے کچھ اور خیال رکھتا تھا۔ لیکن اسی وقت اور خیال ہو گئے اور رخصت دے دی۔ ناچیز نے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کچھ بھنڈار میں دینا ہے تو جو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھڑے تھے' انہوں نے کہا یہاں کچھ نہیں لیتے۔ اسی وقت فرمایا ان سے لے لو' کیونکہ یہ اپنا ہو گیا ہے ناچیز کو رخصت دے دی۔ ناچیز اللہ کا شکر ادا کرتا ہوا بڑی خوشی خوشی گھر آ گیا۔

پھر ایک سال بعد دل میں شوق پیدا ہوا کہ کچھ دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار جائیں۔ ناچیز ٹرک چلاتا تھا۔ اسی دوران جنگ شروع ہو گئی۔ ناچیز جنگ میں ٹرک لیکر چلا گیا۔ جب جنگ بند ہوئی تو واپس آتے وقت

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ دن حاضری دی۔ پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لاہور داتا دربار رحمۃ اللہ علیہ گئے ہوئے ہیں ناچیز بہت پریشان ہوا۔ کچھ بیمار تھا۔ حکم ہوا' کھانا کھاؤ' کھانا کھایا تو ناچیز کی آدھی بیماری جاتی رہی۔ پھر ناچیز کو رخصت مل گئی' گھر چلا آیا۔ اس کے بعد رمضان آ گیا۔ ماہ رمضان میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔

اٹھائیسویں مجلس

قطب الاقطاب حضرت سید اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کچھ لکھ چکا ہوں اور کچھ لکھ رہا ہوں' مگر دل کی تسکین نہیں ہوتی۔ دل کی تسکین ان کے اذکار پر منحصر نہیں' دل کی تسکین کا انحصار تو ان کے دیدار پر ہے۔ اذکار سے تو اضطراب' شوق دیدار اور سوز افکار بڑھ جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ خطا کار دیدار سے بھی محروم نہیں۔

حضور کے وصال کے بعد ایک شب خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

کی میت رکھی ہے اور میں قریب بیٹھا کلام اللہ پڑھ رہا ہوں۔ تلاوت اور فاتحہ خوانی کے بعد رخصت ہونے لگتا ہوں تو آپ بیدار ہو جاتے ہیں' اور حضور رحمۃ اللہ علیہ دفعتہً میرا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں۔

"میر جی بیٹھ جاؤ' ولی زندہ ہوتے ہیں"۔

سبحان اللہ! حیات بعد از موت کا احساس کس انداز سے کرایا ہے۔

مگر ہمیں احساس تو پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے۔

یوں تو ہر شخص حیات ظاہر کے بعد حیات باطنی کے کسی دور سے گزر کر رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو عذاب قبر وغیرہ کے مسائل بے معنی ہو کر رہ جائیں۔

تاہم اولیاء اور صالحین کی حیات باطنی عام لوگوں کی حیات باطنی سے مختلف ہوتی ہے۔ مگر ہم یہاں اس موضوع پر گفتگو نہیں کریں گے۔ یہ مضمون کسی اور وقت پر اٹھا سکتے ہیں۔ سر دست شاہِ کرماں والا کے ذکر خیر سے روح کی بالیدگی کا سامان مہیا کرنا ہے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور ولی باکرامت تھے۔ بہت سی کرامتیں ہمارے روبرو ظہور میں آئیں اور بعض احباب کے روبرو وقوع پذیر ہوئیں۔

قاری محمد حنیف صاحب نے ہمیں سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت

صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ چند مصاحبوں کے ہمراہ اجمیر شریف تشریف لے گئے' اپنے دوستوں اور مریدوں کو برآمدے میں بٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ روضہ مبارک کے اندر گئے اور دیر تک ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

کچھ دیر کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے تو ان کے دوستوں اور مریدوں نے دیکھا کہ ایک جلیل القدر بزرگ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھامے ہوئے کچھ فرما رہے ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ انور میں گئے تھے تو تنہا تھے۔ مگر اب ان کے ساتھ ایک اور عظیم الشان ہستی چلی آ رہی تھی جس کے انوار باطنی تمام معتقدین پر عکس ریز تھے' مگر یہ جلیل القدر بزرگ برآمدے کے قریب نہ پہنچے اور نصف راستہ طے کر کے واپس روضہ مقدس میں چلے گئے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے پوچھا: "میلیو! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھے؟ یہ خواجہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تھے"۔ اسی لمحے تمام لوگ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کیلئے مقبرے کی جانب دوڑے' مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

ہمارے بڑے بھائی میر محمد سعید صاحب نے ایک چشم دید واقعہ کچھ اس طرح بیان فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کلیر شریف گئے۔ ان دنوں کلیر شریف کے منتظمین کچھ ایسے

ہی تھے جیسے عام گدی نشینوں کی اولاد ہوا کرتی ہے۔ وہ جسے چاہتے ڈراتے دھمکاتے اور مال بٹورتے حتیٰ کہ فقرا بھی ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ علماء اور فقراء احترام نسبت کو مدنظر رکھ کر سب کچھ برداشت کر لیتے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مبارک میں مزار شریف کے قریب کھڑے محو فکر تھے اور کچھ دوسرے درویش بھی اپنے اپنے سلسلے اور طریقے کے مطابق مصروف تھے کہ ایک نوجوان مجاور زادہ آیا اور سب کو باہر نکالنے لگا۔

اس نے درویشوں اور بزرگوں کو بہت گستاخی سے باہر دھکیلا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اطمینان سے اپنے کام میں مشغول تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے جاننے والے جانتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وقار ظاہری شکل و صورت میں بھی اپنی نمایاں خصوصیت کی وجہ سے دیکھنے والوں کو مرعوب کرتا تھا۔ لوگوں کو آپ کی ذات بابرکات میں شاہی تمکنت نظر آتی تھی۔ تاہم وہ گستاخ مجاور زادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی لپکا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بازو پکڑ کر باہر لے گیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اس نازیبا حرکت پر بہت دکھ ہوا اور پکار کر کہا: ''صابر پیا! تمہارے ہاں مہمانوں کی درگت بنتی ہے!''

بس اتنا کہا تھا کہ لوگوں میں شور اٹھا، وہ مجاور زادہ قتل ہو گیا' وہ مجاور زادہ قتل ہو گیا۔ بات یوں ہوئی کہ وہاں ایک مجذوب سائیں مشتاق بھی پھرا کرتا تھا۔ نہ جانے اس کے جی میں کیا آئی اس نے مجاور زادے کے چاقو جھونک

دیا۔

ہمارے ایک ملنے والے خواجہ محمد عمر تھے۔ کبھی ڈلہوزی میں خالیچوں کا کاروبار کرتے تھے' اب نہیں معلوم کہاں ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ ان کی داستان ہے: خواجہ عمر بہت آزاد روش اور عیش پرستی کے دلدادہ تھے۔ تاہم مذہب سے بھی کچھ لگاؤ تھا اور فقراء سے بھی محبت' اصل میں مسلمان پر اللہ کا فضل ہر رنگ متوجہ رہتا ہے اور مسلمان گناہوں کے ہجوم میں گھر کر بھی اپنے مرکز کو قطعیت کے ساتھ نہیں بھولتا۔

خواجہ صاحب ایک دفعہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے آبائی وطن پہنچے' غالباً یہ 1935ء کا واقعہ ہے۔ خواجہ صاحب بہ عارضہ جگر بیمار تھے اور کاروبار بحران میں آچکا تھا۔ دوا دارو بہت کی مگر فائدہ نہ ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو ڈلہوزی سے فیروز پور پہنچے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت شفقت فرمائی اور بیماری کیلئے نسخہ بھی لکھوا دیا۔ پرہیز گاری کی تلقین کی۔ اتنے میں شام ہو گئی اور فیروز شاہ سے شام کی گاڑی نکل گئی۔ فیروز شاہ پر صرف پسنجر ٹرین ہی رکا کرتی تھی۔ اب خواجہ صاحب کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ انہیں کسی ضروری کام کے باعث رات آٹھ بجے سے پہلے فیروز پور پہنچنا تھا۔

اس لائن پر سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ فیروز شاہ' فیروز پور چھاؤنی

سے تیسرا اسٹیشن تھا اور اس زمانے میں اس سڑک پر روڈ ٹریفک یونہی برائے نام سا تھا۔ اور رات کے وقت تو سڑک کی کوئی سواری کوئی تانگہ ملنا تقریباً ناممکن تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں کے گروہ لوگوں کو لوٹ لیتے اور قتل تک کر دیتے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب اور ان کے دیگر دو ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ رات بھر کیلئے رک جائیں لیکن انہیں آٹھ بجے سے پہلے شہر پہنچنا تھا وہ کیسے رکتے۔ آخر مجبوری اور واقعات کی تفصیل عرض کی تو حضرت صاحب فرمانے لگے۔

''اچھا یہ بات ہے! جاؤ پھر پیدل لگے جاؤ۔ کوئی فکر نہیں خدا حافظ ہے۔''

خواجہ صاحب بتاتے ہیں کہ وہ اجازت لیکر پیدل ہی چل پڑے۔ فیروز شاہ کے اسٹیشن سے وہ فیروز پور چھاؤنی کی سڑک پر آئے ماحول اجاڑ بیابان کی طرح اور خوفناک تھا۔ ہر طرف خاموش تاریکی تھی۔ دل دہل رہے تھے اور زبان پر کلام پاک کی آیات تھیں۔

ابھی ہم بہ مشکل دس پندرہ منٹ ہی چلے تھے کہ سامنے روشنی دکھائی دی اور بجلی کے قمقمے نظر آئے۔ الٰہی یہ کیا؟ فیروز پور چھاؤنی تو یہاں سے ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ اور درمیان میں دوسرا کوئی ایسا مقام نہیں جہاں بجلی ہو۔ مگر نہیں یہ فیروز پور کی چھاؤنی ہی تھی۔ ابھی ہم اس مخمصے میں تھے کہ شہر پہنچ گئے۔ یہ سب

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف تھا۔

منشی محمد یونس فتح جنگ ضلع اٹک لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت کرماں والا شریف دربار عالیہ میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ہوا۔ تو آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت بو علی شاہ قلندر پہلے ایک زبردست عالم دین تھے اور اکثر وعظ فرمایا کرتے اور تبلیغ کرتے رہتے۔ ایک دن ایک جگہ وعظ فرما رہے تھے تو ایک اللہ کا بندہ ان کے پاس سے گزرا۔ اور جاتے جاتے کہہ گیا کہ باتیں ہی کرتے رہو گے یا حال بھی پیدا کرو گے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سنتے ہی بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اسی وقت چل دیئے اور ایک دریا میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ گیارہ سال کھڑے رہے۔ عرشاں تے فرشاں اتے دھماں پے گیاں اور بو علی شاہ قلندر بن گئے خدا کی منظوری والے ہو گئے' رتبہ مل گیا' نیز فرمایا کہ اللہ دے بندے دی گل کہنی دا اثر ایہہ ہے بھائیا جی۔

مزید فرمایا' کہ جب گیارہ سال کے بعد مجاہدہ پورا ہوا تو اللہ تعالٰی کی طرف سے آواز آئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت عبادت قبول کی گئی ہے۔ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ دریا سے باہر نکل آئیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا جاتا

ہے۔تو بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔''الٰہی! مجھے تو مولا علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے نکالیں گے تو میں نکلوں گا''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا' تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا کہ آیئے قلندر صاحب نکل آیئے۔قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ''جناب مجھ کو تو رب نکالے گا تو نکلوں گا۔''حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اور رب کا ہاتھ آپ کو نکالنے کیلئے مزید نہیں آئے گا۔یہی ہاتھ اللہ کا ہے جب کہ اللہ کے حکم سے ہے۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پھر بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ دریا سے باہر آ گئے۔فرمایا کہ بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اگر دوبارہ عذر کرتے ، دریا سے باہر نہ آتے حکم خداوندی سے منحرف ہو جاتے تو تمام عبادت و ریاضت بے کار چلا جاتا۔لیکن رب کا فضل شامل حال ہو تو بات سمجھ میں آ گئی اور باہر نکل آئے اور مولانا شمس الدین صاحب بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ایہہ گل جے بھایا جی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ میں جب حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا تو ایک شخص جس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی' حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے شرقپور شریف آیا تو میں نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام سے کہا کہ اس

شخص کو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ خدام نے کہا کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سانوں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کولوں مار پوانی جے ایس داڑھی مُنے بندے نوں ملاون واسطے لے جایئے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان پرانے خادموں سے کہا کہ تم میرے کہنے پر اس بندے کو لے جاؤ۔ اس بندے کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جھولی وچ پا کے تے پیار کرن گے جاؤ تسیں لے جاؤ' خدام اس شخص کو لیکر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ حضرت میاں صاحب شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جاتے ہی اس بندے کو جھولی میں بٹھالیا اور بڑے پیار سے پوچھنے لگے' تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا' جناب میرا نام قمر دین ہے۔ تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے سر پر ہاتھ بار بار پھیرا کہ ایہہ قمر دین ایں، ایہہ قمر دین ایں، تو فرمایا وہ قمر دین ہی بن گیا۔ یعنی اتنی سی توجہ مبارک اور کرم نوازی سے وہ شخص قمر دین داڑھی منڈی ہوئی والا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے منزل مقصود کو پہنچ گیا اور درجہ مرتبہ حاصل ہوا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے جمعۃ المبارک میں دوران وعظ فرمایا۔ بیلیو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور نعمتوں کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے جس نے قرآن پاک خدائے برتر کے بھیجے ہوئے پر مغز کلام کے معنی و مفہوم سمجھایا' عمل کر کے بھی دکھایا عملی طور پر احکام پر عمل کر کے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک

نمونہ مثال ثابت ہوئے۔

ایک دفعہ پاک پتن شریف میں حضرت صاحب قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ کے دروازے کے ساتھ ہی کچھ زمین ایک لکڑی کے آلے کے ساتھ ہموار کررہے تھے۔ ساتھ کچھ بیلی اصحاب بھی شامل تھے ایک طرف سے دوسری طرف ہموار کرتے ہوئے آرہے تھے جارہے تھے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی جی ایہہ نکیاں بیلاں نوں چھڑ دکھندے نیں تنا تنا تنا۔ بھئی ایس دا بھلا کی مطلب اے؟ کہ تنا ہی رو ٹھنڈا نہ ہو (اللہ دے ذکر وچ)

ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی م کے معنی تو لوگوں نے عالموں نے بڑے کئے ہیں۔ کسی نے د کے معنی بھی کئے ہیں۔ فرمایا کہ اسی د کی طفیل ہم کو دال روٹیاں ملتی ہیں (ایسے ذ دی طفیل سانوں دال روٹیاں مل دیاں نیں۔)

ایک دفعہ تنگ دستی کی شکایت کرنے والوں کی اکثریت سے فرمایا۔ باجماعت نماز ادا کرو، جاؤ رزق کی تنگی نہیں رہے گی آزمار کر دیکھ لو۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں کہنا اوہ تے کردے نہیں تو مڑ مڑ کے میرے ول آجاندے نیں۔ اس طرح آون دی کی لوڑ اے تے کی فائدہ۔ اس طرح تے روز گڈیاں آوندیاں نیں جاندیاں نیں۔ آوندے رہو تے جاندے رہو۔

ایک دفعہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا' اور ایک کاغذ پر کچھ عمل لکھا ہوا تھا' جو آپ کے آگے پیش کیا اور عرض کیا' یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ عمل میں نے کسی عامل سے لکھوایا ہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ کسی بزرگ برگزیدہ ہستی کی اجازت اور مدد سے پڑھنے کی ہدایت ہے' اب آپ رحمۃ اللہ علیہ اجازت دیجئے اور مدد کی امید دلایئے تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکوں' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر آیا ہوں' نوازش فرمائیں۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ لکھا ہوا کلام ملاحظہ فرمایا اور پوچھا یہ کس لئے کلام لکھوایا ہے۔ تو اس شخص نے پوشیدہ ہی اپنا راز رکھنا چاہا کہ اجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ویسے ہی کچھ مشکل درپیش ہے۔ پھر بول پڑا' ہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہے تو عورت کیلئے۔ اوے چھڈ جیہڑی چلی گئی اوہدے پچھے کی جانا اے۔

ایک دفعہ ایک اور اسی طرح کا نیا آدمی ایک کلام لکھوا آیا۔ سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا' یا سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھ کو اس کلام کے پڑھنے کی اجازت اور مدد عطا ہو جائے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کلام اور عمل لکھا ہوا دیکھا تو فرمایا' واہ بھئی واہ بہت اچھا لکھا ہے' بڑا اچھا کلام ہے' بہت سونا لکھیا۔ پرتوں نہ کریں۔ وہ شخص خاموش واپس ہو گیا۔

ایک دفعہ ایک نمبردار صاحب جو سرکار کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے بے تکلف تھے' عرض کرنے لگے۔ شاہ جی مینوں تے تسیں عشق دی نماز

دسوں میں تے عشق دی نماز پڑھنی ہے۔ فرمایا ' دیکھو مولوی جی نمبر دار ساڈے نال چالاکیاں کردا ہے۔ بھئی مینوں تے ایہو نماز آوندی ہے پہلے ایہہ پڑھو فیر عشق دی نماز آ جائے گی۔

انتیسویں مجلس

محترم میر منظور محمود رقم طراز ہیں کہ سیدنا محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی مگر اب تک جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے وہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی تفصیل ہے۔ اہل قلم معتقدین حضرات کو ان کی تعلیمات اور اسلامی افکار کی جانب بھی توجہ دینی چاہیے۔

مسلمانوں کو کسی ولی کی کرامتوں سے زیادہ ان کے اسلامی کردار سے آگاہ کیا جائے تو تبلیغ کے فرائض بھی ادا ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ اسلامی معتقدات سے نہ پیر پرستوں کو سروکار ہے نہ ان حضرات کو جو پیران عظام سے بے نیاز ہیں۔

پیر دراصل ایک روحانی رہنما ہے۔ جو کتاب و سنت کی روشنی میں

مریدوں کو منزل توحید کی طرف بڑھاتا ہے اور روح کی طہارت کی تلقین کرتا ہے۔ نفسانی کدورت سے پاک کرتا ہے۔ چونکہ وہ خود ظاہری اوصاف کے علاوہ باطنی اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے مرید اس سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شریعت پر عمل کرنے کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور وہ سچے اور پکے مسلمان بن جاتے ہیں۔

ایک کامل پیر کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کو تروتازہ رکھے' خود اس پر عمل کرے اور اپنے زیر اثر افراد کو عمل کرنے کی ترغیب دے۔ اگر کوئی پیر ان اوصاف سے متصف نہیں تو ہمیں ایسے بھنگی' چرسی اور خلاف شرع فقیر کی ضرورت نہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ آج کل عوام انہیں مستوں ملنگوں کے پیچھے پڑے ہیں' بات دراصل یہ ہے کہ اسلام سے لگاؤ کسی کو نہیں سب غرض کے بندے ہیں۔ دنیا کی اغراض نے انہیں دین سے دور کر دیا ہے۔ انہیں حرص و ہوس کے سوا اور کچھ بھی درکار نہیں ہے۔ یہ لوگ صاحب شریعت بزرگوں سے کتراتے ہیں۔ انہیں نماز پڑھنا روزہ رکھنا' صبح و شام ذکر و فکر میں کچھ وقت بیٹھنا بار معلوم ہوتا ہے' مگر شب و روز ہیر پھیر میں مشغول رہنے کو بوجھ نہیں سمجھتے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے تھے جن کا اوڑھنا' بچھونا صرف شریعت تھی۔ وہ حضور رسول مقبول ﷺ کے

پکے مقلد تھے۔ نبی پاک ﷺ کی سنت کے علمبردار تھے۔ ان کے ہاں بعض ایسی رسومات جو دیگر سلسلوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں وہ بھی مفقود تھیں۔ یہاں نماز کی تاکید تھی اور ان مشاغل کی تلقین جو حضور علیہ السلام کے وقت سے جاری ہیں۔

ان کا قول تھا کہ جو شرع شریف کا پابند نہیں اسے ولی نہ مانو خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عام ملنے والوں کو محض نماز اور درود شریف کی تلقین فرماتے۔ طویل وظائف اور عبادتوں سے روکتے۔ البتہ ان کی یہ دلی تمنا تھی کہ حضور علیہ السلام کی سی شکل وصورت بنانے کی کوشش کریں، یعنی داڑھی نہ منڈوائیں۔ لباس واطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔ ”یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا' سب سے حسین خوبصورت سراپا جو بنایا ہے، وہ نبی پاک ﷺ کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر جو کردار گردانا ہے وہ حضور رسول مقبول ﷺ کا کردار ہے اور جو ہم بھی ویسی صورت' ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں تو اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی“۔

ایک چلتے پرزے سے بابو کہنے لگے“۔ قبلہ داڑھی میں کیا رکھا ہے دل صاف ہونا چاہئے“۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے' ہم نے تاڑ لیا کہ بابو صاحب کا یہ فقرہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو پسند نہیں آیا اور شاید ابھی اسے پٹوائیں گے، مگر نہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ضبط کیا اور فرمانے لگے۔

"بھلے لوگ! تمہارا قرآن پر ایمان ہے؟"

"جی ہاں' کیوں نہیں۔ آخر میں مسلمان ہوں۔" بابو نے جواب دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ "قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ کو اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے اور یہ داڑھی رکھنا اسی اسوۂ حسنہ کا ایک عمل ہے۔ پھر جا بجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تقلید اور اطاعت کا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کی مذمت کرنا کسی ہوش مند مسلمان کا کام نہیں"۔

کچھ دیر توقف فرمانے کے بعد کہنے لگے۔

"بابو جی تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو۔ دل کا بھید تو خدا جانتا ہے ظاہری صورت بھی درست کرو تا کہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دیں۔ اور یہ یاد رکھو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"اے مسلمانو! جس نے میری شکل وصورت کی طرح صورت بنائی' اللہ پاک اس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ لہٰذا شباہت اختیار کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اتارا کرتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت کا عارضہ تھا۔ یہ بد بخت حضرت موسیٰ کی نقل اتارا کرتا۔ آپ کی دل آزاری ہوتی۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں شکایت کی۔ ''یا اللہ فلاں شخص میری نقل اتارتا ہے۔' مجھے دکھ ہوتا ہے اسے سزا دے''۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ ''موسیٰ! وہ شخص تو مجھے بھلا لگتا ہے''۔

''یا اللہ وہ کیسے؟''

''تمہاری نقل اتارتا ہے نا' تمہارا لب ولہجہ اختیار کرتا ہے۔

اب تم سوچو کہ اللہ تعالیٰ کتنے کریم ہیں۔ ایک کم بخت دل آزاری کیلئے جناب موسیٰ علیہ السلام کی نقل اتارتا ہے مگر مشابہت کی وجہ سے باری تعالیٰ اسے بھلا کہتے ہیں۔ اگر تم تقلید اور اطاعت کی نیت سے نبی پاک ﷺ کی سی صورت بناؤ گے تو تمہیں کتنا اجر ملے گا؟ قیاس کرو۔

میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔ لوگو! حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان فرمانے اور توحید کا سبق دینے تشریف لائے تھے۔ افسوس مسلمان توحید سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ تصوف کی آڑ میں بعض افراد نے الحاد پھیلا دیا اور شرک کی کئی نئی صورتیں ظاہر ہورہی ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس آنے والے غرض اور مرض لیکر آتے ہیں۔ حالانکہ اسلام خدا کے سوا کسی کو کارساز نہیں بناتا۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضور آپ تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر

جانے کی بہت تاکید فرمایا کرتے ہیں۔؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اسلئے کہ انسان جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسی مجلس میں بیٹھتا ہے ویسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ اولیاء کے مزاروں پر اولیاء کی آمد و رفت رہتی ہے۔ رحمت الٰہی کا نزول رہتا ہے۔ نیز اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامات کا اعزاز ملتا ہے۔ ممکن ہے تمہارے لئے ایسے موقع پر دعا فرمائیں جب کہ ان سے کرامت کا ظہور ہو رہا ہو۔ اولیاء کو خداوند کریم نے بہت سی قدرتیں بخشی ہیں۔ بدایں ہمہ ہر وقت اسی کی رضا کے طالب رہیں۔ جو سچ پوچھو تو اولیاء کی کرامت' انبیاء کے معجزات' کسی بزرگ کی دعا کی منظوری' یہ سب مشیت ایزدی ہی کے مظاہرے ہیں۔ لہٰذا اپنی تمام امیدیں اسی سے وابستہ رکھو اولیاء سے دعا کا طالب ہونا کوئی گناہ نہیں ہے دعا بھی اسباب ظاہری میں سے ایک سبب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے' موجودہ زمانے کے مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور ہو چکے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جنھیں مذہب سے ذرا بھی دلچسپی نہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو مذہب کو روایات اور حکایات کا گورکھ دھندا بنا بیٹھے ہیں۔

غیر متشرع صوفیوں نے خدا کے جملہ اختیار خود سنبھال لئے ہیں ان کے مریدوں کو جو بھی مانگنا ہوتا ہے انہیں سے مانگتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام جس مقدس کام کیلئے تشریف لائے تھے وہ کسی کو یاد نہیں۔ بہت سے صوفی نماز

پڑھتے ہی نہیں،بس سماع پر زور ہے۔

مگر میں تمہیں بتادوں کہ ان امور کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام وہی ہے جو حضور رسول مقبول ﷺ کی وساطت سے ہمیں پہنچا ہے۔

ایک صاحب کہنے لگے۔ ''حضور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے

اولیاء راہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز گردانند ز راہ

میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بابو جی! ''از الٰہ'' پر بھی تو غور کرو، بنیادی اختیار تو ''الٰہ'' ہی کو حاصل ہے اور یہ ''الٰہ'' کی بندہ پروری اور اولیاء نوازی ہے جو ان سے ایسے کرشمے ظاہر ہوتے ہیں ورنہ کسی کو کچھ اپنا ذاتی اختیار حاصل نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اولیاء کو بعض امور میں اختیار بھی ملتا ہے۔ جیسے دنیائے ظاہر میں صاحب اقتدار کو اختیار حاصل ہوتا ہے، جیسے ہر بندے کو کچھ نہ کچھ اختیار حاصل ہے۔ نیکی کرنے کا، بدی کرنے کا۔ پھر عدل و انصاف اور جود و عطا کا اختیار غربا پروری کا اور یتیموں کی سرپرستی کا اختیار۔

اگر اختیار نہ ہو تو پھر عدل و انصاف کی تاکید کیوں۔ مساکین و غربا کی پرورش کی ترغیب کیوں ہو، نیکی اور بدی پر باز پرس کیوں ہو، خیر و عطا پر جزا کی خوشخبری کیوں ہو، ظلم کیلئے عذاب کیوں ہو اور کرم کیلئے ثواب کیوں ہو۔ مگر یہ سب ہے اور یہ اختیار محض باری تعالیٰ کی عنایت ہے بلکہ آزمائش کہو تاکہ یہ

عیاں ہو سکے کہ کس نے اس کے احکام کی تعمیل کی ہے اور کون منحرف ہوا۔ ظاہری اسباب کے طور پر دوسروں کا تعاون حاصل کرنا گناہ نہیں، وہ تعاون خواہ روحانی ہو یا مادی، لیکن عقیدہ یہی ہونا چاہئے کہ ہر تعاون جبھی کام آتا ہے جبکہ باری تعالیٰ کو منظور ہو ورنہ کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تعاون بزرگوں کا، اولیاء کا، صاحبان اسباب ظاہر اور صاحبان اسباب باطن کا حاصل کرو مگر احسان اللہ کا مانو، اسی کے ایما اسی کی رضا سے یہ اسباب بھی کام آتے ہیں۔ ورنہ سب بے سود۔ سب اس کے حضور دم بخود اور سرنگوں ہیں کسی کو چون وچرا کی جرأت نہیں۔

تیسویں مجلس

میر منظور احمد صاحب فرماتے ہیں' میری سرکار حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین و ترغیب کا حقیقی مقصد توحید کی اشاعت تھا وہ بھی دیگر بزرگان سلسلہ نقشبندیہ کی طرح اسلام کی اصل یعنی توحید سے آغاز تعلیم فرماتے اور سوجھ سوجھ والوں کو درود شریف کے ساتھ ساتھ اسم ذات کے ورد کی تاکید فرماتے۔

حضور فرمایا کرتے تھے کہ بعض نادانوں نے نادانستہ ایسی روش اختیار کی ہے کہ عام مسلمانوں کے دل سے توحید باری تعالیٰ کا تصور ہی ختم ہوا جاتا ہے۔

پیر تو وہ ہے جو مرید کو حضور نبی پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دے اور نبی پاک ﷺ کا عمل سراسر توحید باری تعالیٰ کی اشاعت ہے' مگر موجودہ زمانے کے بہت سے پیروں نے مریدوں کو خدا سے بیگانہ کر رکھا ہے، تصوف میں بے معنی قصہ کہانیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

یہی وہ باتیں ہیں جن کے ردعمل کے طور پر ایسے گروہ بھی پیدا ہوئے جو توحید کے جوش میں رسالت کے احترام سے غافل ہونے لگے۔ ان سے بھی گستاخیاں ہوئیں اور وہ بھی صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔

ورنہ ہم سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ایک ہے۔ یہی کہ خدا تعالیٰ ایک ہے' واحد ہے' لاشریک ہے' وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی مثل نہیں' کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی کائنات کا واحد خالق' واحد مالک ہے۔ تمام نبی اس کے بندے ہیں۔ اس کی شان کریمی نے انہیں تقرب بخشا ہے۔ ورنہ کوئی اس کے حضور دم نہیں مار سکتا۔ وہ کسی نبی' کسی رسول' کسی ولی کے سامنے عاجز نہیں۔

جسے جتنا تقرب حاصل ہے، وہ اتنا ہی اللہ کے حضور باادب اور راضی برضا ہے۔ ہم بس ایک اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں' اسی کو کارساز حاجت روا مانتے ہیں' اس کی رضا نہ ہو تو کسی سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں میں بیٹھے انہی خیالات کا اظہار فرما رہے تھے' محفل میں چند اہل حدیث دوست بھی موجود تھے۔ ان میں کچھ نئے

بھی تھے اور کچھ پرانے بھی۔ یہ تمام اظہار شاہد ان کے خیالات واوہام کے ازالے کے طور پر فرمایا جارہا تھا۔

جاننے والے جانتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف پیر ہی نہیں تھے بلند پایہ کے عالم بھی تھے۔ ہر فرقے کے لوگ ان کے ہاں آیا کرتے۔ وہ مسلمانوں میں اس تعصب کو روا نہیں رکھتے تھے جو آج کل کے بعض مولوی صاحبان کیلئے نماز کی طرح فرض ہو چکا ہے۔

حضور حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ توحید باری تعالیٰ پر گفتگو فرمار ہے تھے کہ ایک صاحب پوچھ ہی بیٹھے، یا حضرت! اگر خدا ہی کارساز اور حاجت روا ہے تو پھر آپ ہمیں دربار گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری کی تاکید کیوں فرماتے ہیں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ قدرے مسکرائے' پھر فرمانے لگے۔

"بابو جی! میں یہ جانتے ہوئے کہ شفاء اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بیماروں کو حکیم ڈاکٹر کے ہاں جانے کی تاکید کرتا ہوں۔ اولیاء بھی روحانی امراض کے طبیب ہیں پھر اسی وحدہٗ لاشریک نے اپنے عبادت گزار بندوں کو یہ خصوصی اعزازات عطا کیے ہیں ان کی دعا قبول کی جاتی ہے' ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات کیلئے دلیل ہیں۔ یہ باری

تعالیٰ ہی کی عنایت ہے ورنہ کوئی ولی قطب غوث اس کے حق ملکیت میں شریک ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

دوستو! دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں اسباب ظاہری کا استعمال ہوتا ہے۔ تمہیں اولاد کی تمنا ہو تو شادی کرنا پڑے گی۔ دولت کی آرزو ہو تو کاروبار شروع کرو گے۔ بیمار ہو تو معالج کے پاس جانا پڑے گا، بدکار ہو تو صحبت صالح اختیار کرنی پڑے گی۔

مگر یہ سب اسباب نظام کائنات میں رونق پیدا کرنے کیلئے ہیں' ورنہ اللہ جل شانہ' تو اسباب کے محتاج نہیں۔ وہ ہر ایک امر پر قدرت رکھتے ہیں۔

انہوں نے جوڑے کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ باپ کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے' لیکن عمومی حالات میں اسباب کا اصول وضع فرمایا ہے گویا اب یہ پابندیاں تم پر عائد ہیں۔

صوفیائے کرام جو تمہیں بزرگان دین کے مزاروں پر جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس میں چند مصلحتیں کارفرما ہیں۔

اول مقصد تو فاتحہ خوانی کا ہے' جس سے صاحب مزار سے روحانی تعلقات وابستہ ہوتے ہیں۔

دوسرا مقصد ان کی دعا سے مستفید ہونے کا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرف قبول عطا فرماتا ہے۔

تیسرا مقصد ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

یاد رکھو کہ اللہ وحدہٗ ہے، لاشریک ہے زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کا پیدا کردہ اور اسی کی ملکیت ہے۔ مگر اس نے اپنی شان و شوکت کے اظہار کو بہت سے فرشتوں اور انسانوں کو مختلف امور پر مقرر فرمایا ہے۔

مثلاً پیغام رسانی کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ بادلوں اور ہواؤں کے انتظام کیلئے میکائیل علیہ السلام ہیں اور روح قبض کرنے کیلئے عزرائیل علیہ السلام ہیں۔

لوگوں کو ہدایت کیلئے انبیاء ہیں، کہیں خضر علیہ السلام ہیں، الیاس علیہ السلام ہیں، سب مختلف امور پر مقرر کیئے جا چکے ہیں۔

جس طرح باطنی نظام میں تسلسل اور نظم ہے بعینہٖ نظام ظاہر میں بھی ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف سے بہت سی قدرتیں حاصل ہیں۔ یہ سب اسی کی دین ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند لمحے سکوت فرمایا۔ پھر اپنے ایک اہل حدیث ملنے والے مولوی عزیز الدین سے مخاطب ہوئے مولوی صاحب کسی دفتر میں ملازم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا،

"کیوں مولوی جی! جب آپ دفتر سے گھر پہنچتے ہیں تو اپنی بیوی سے روٹی مانگا کرتے ہیں یا اللہ سے"۔

"جناب بیوی سے مانگتا ہوں۔"

"پھر تو وہی آپ کی حاجت روا ہوئی۔ ہر وقت اور ہر چیز اللہ ہی سے مانگنی چاہئے نا۔ دوسروں سے مانگنا شرک ہے"۔

پھر قدرے توقف کے بعد فرمانے لگے۔

"مولوی جی! تنخواہ میں ترقی کیلئے آپ افسر متعلقہ سے کہتے ہیں یا اللہ سے"۔

"جناب میں تو دونوں سے کہتا ہوں"۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔

"بھئی کوئی میرے الفاظ کا غلط مطلب نہ پلے باندھ لے۔ کارساز حقیقت میں بس ایک اللہ ہی کی ذات ہے اسباب و وسائل' نظام کائنات کیلئے ہیں۔ یہ نظم' یہ انتظام' یہ حسن ترتیب بھی اسی کی شان لازوال کا مظہر ہے"۔

مولوی عزیز الدین پرانے ملنے والے تھے' سمجھتے تھے کہ کسی نو وارد کو سمجھا رہے ہیں۔

قدرے سکوت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر ارشاد کرنے لگے۔

"باؤ! یہ بات تو محض سمجھانے کی غرض سے کہی ہے۔ ہر ظاہری اسباب و باطنی ذرائع کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر کرم' ہر فضل صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ ہر عنایت اسی کا انعام ہے' ورنہ کون کسی کو دیتا ہے"۔

بزرگان دین کے مزاروں پر فاتحہ خوانی کے بعد دعا اللہ ہی کے حضور کی جائے کہ ان بزرگوں کے طفیل ہماری فلاں مشکل دفع فرما اور صاحب قبر سے

استدعا کرنی چاہئے کہ تمہارے لئے اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائے خیر مانگیں۔

"افسوس اب تو مذہب سے بے گانہ فقیروں نے خدا کی ذات تو نظر انداز کردی ہے اور ان کے جاہل مرید کلیتہً اہل قبور کو حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس پیر فقیر کی صحبت میں خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوتی وہ پیر نہیں"۔

اب آپ مولوی عزیز الدین سے مخاطب ہوئے۔

"کیوں مولوی جی میں ٹھیک کہتا ہوں"

"حضور درست فرما رہے ہیں"۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔

اپنا اسلام اپنا مذہب' اپنا طریقہ یہی ہے باقی رہے غیر شرع اور طریقہ کے فقیر سوان سے ہمارا کوئی سروکار نہیں۔

"یہی مذہب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور یہی درست ہے۔ اللہ نے نبی پاک ﷺ کو شریعت کاملہ کا علمبردار بنا کر بھیجا۔ اور خلق کو ان کی اطاعت کی تاکید کی ہے' جو ان کی متعین کی ہوئی حدود سے باہر ہے وہ گمراہ ہے"۔

سوانح حیات

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری صاحب المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ دور حاضر کے مجدد قطب زماں اور قبلہ حاجات تھے۔ آپ کے والد گزرگوار کا اسم گرامی سید سید علی شاہ صاحب تھا۔ آپ موضع کرموں والا ضلع فیروزپور میں جہان فانی میں تشریف لائے۔ آپ نے قرآن پاک کی تعلیم اپنے چچا جان سید قطب شاہ صاحب سے حاصل کی اور بعد ازاں دلی و لاہور کے علاوہ سہارن پور سے بھی ظاہری علوم میں اسناد حاصل کیں۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد آپ نے فیروزپور میں چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اور خواجہ اللہ بخش کے خلیفہ مولانا شرف دین صاحب سے بیعت کی، اور طریقت میں آپ نے کثیر مجاہدات کیے حتیٰ کہ آپ کے پیر طریقت مولانا شرف الدین صاحب کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا اس لئے آپ مرد خدا کی تلاش میں رہنے لگے تو رب العزت نے آپ کو حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں شرقپور شریف پہنچا

دیا۔ پہلی ملاقات میں' بقول آپ کے حضرت شیر ربانی حضرت قبلہ سے فرمانے لگے کہ "شاہ صاحب کچھ پڑھے ہوئے بھی ہو؟' تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ "حضرت پڑھا ہوا تو ہوں مگر سمجھ نہیں" شیر ربانی نے فرمایا "سمجھ بھی آ جائیگی" اتنے میں ایک شخص نے حضرت قبلہ کو زردہ کی پلیٹ پیش کی جس کا پہلا لقمہ کھاتے ہی آپ پر تمام اسرار و رموز کھل گئے اور سب کچھ عیاں ہو گیا۔ اور حضرت شیر ربانی نے فرمایا " کہ جو امانت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے مجھے عطا فرمائی وہ میں نے آپ کو عطا کر دی ہے اس طرح سے آپ چشتی ہونے کے ساتھ ساتھ نقشبندی بھی تھے اور حضرت شیر ربانی کے خلیفہ بھی تھے۔ تقسیم ملک کے بعد سے آپ اوکاڑا کے نزدیک موضع کرماں والا میں رونق افروز تھے۔ آپ جب تقسیم کے بعد حضرت کرماں والا تحصیل اوکاڑہ میں تشریف لائے تو کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت کرماں والا میں ریلوے سٹیشن قائم کرانا چاہا لیکن محکمہ ریلوے نے اتنا نزدیک سٹیشن قائم کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ آپ نے روحانی توجہ فرمائی تو جو گاڑی حضرت کرماں والا میں آتی، از خود کھڑی ہو جاتی اس طرح گاڑیوں کی لائن لگ گئی تو مجبوراً محکمہ ریلوے کو سٹیشن قائم کرنا پڑا اور حضرت کرماں والا کے نام سے سٹیشن آج تک قائم ہے۔ حضرت صاحب دینی اور

روحانی علوم سے مالا مال تھے اور ہمیشہ طریقت کے گرویدہ اور شریعت کے پابند رہے اور آپ سرکار جہاں ﷺ کی ہر سنت پر بھی ہمیشہ عمل پیرا رہے اور ہمیشہ شریعت اور طریقت کی پابندی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ کشف میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور نور باطن سے ہر ایک کے دل کی بات جان لیتے تھے اور زبان مبارک سے جو فرما دیتے ویسا ہو کر رہتا تھا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے ارشادات سے ہی ہر مسائل کی مشکل کشائی فرمائی۔ حضرت قبلہ نے علالت کے بعد 27 رمضان المبارک کو بوقت 4 بجے قریب عصر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی' آپ کی عمر مبارک اس وقت تقریباً 80 برس تھی۔ آپ کا مزار پر انوار حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں ہر خاص عام کیلئے منبع فیض ہے اور آپ کا سالانہ عرس مبارک 24 تا 28 فروری منعقد ہوتا ہے۔

کتاب ھذا ماہنامہ سالہ ''آئینہ'' کی جلدوں سے ماخوذ ہے جس میں حضرت قبلہ کی کرامات اور لوگوں کی آپ بیتیوں کا ذکر خیر ہے خدا تعالیٰ کو ان واقعات سے سبق حاصل کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خاکپائے حضرت قبلہ

اشرف علی انجم قصوری

مضامین سوانح حیات

حضرت کرماں والےؒ

انسانی زندگی میں دو نظام کارفرما ہیں۔ایک جسمانی نظام اور دوسرا روحانی نظام۔جسم چونکہ فانی چیز ہے اس لئے اس کا نظام بھی فانی ہے۔روح چونکہ فنا نہیں ہوتی اس لئے اس کے نظام کو بھی فنا نہیں ہے۔جس طرح جسمانی نظام کا تعلق ظاہری امور سے ہوتا ہے اسی طرح روحانی نظام کا تعلق باطنی امور سے ہوتا ہے۔جسم کی تربیت والدین کرتے ہیں۔دماغ کی تربیت استاد کرتے ہیں اور روح کی تربیت اولیاء اللہ کرتے ہیں۔وہ روح کو غفلت کی نیند سے بیدار کرتے ہیں اور انسان کو روح کی بالیدگی کا احساس و ادراک ہوتا ہے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے "اولیاء اللہ کا وجود رحمت و نعمت ہے اور ان کا ذکر نزول رحمت کا سبب اور وصل و قربت حق کا ذریعہ ہے۔"

اولیاء اللہ خواہ اپنی ظاہر زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی میں ہوں ان کے فیض و برکات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔بقول حضرت میاں میر علیہ الرحمہ "برزخی زندگی میں اولیاء کرام کے تصرفات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ان بزرگان عظام کی برکت سے مخلوق پر بے حد رحم فرماتے ہیں۔ان کے طفیل آفات و بلیات، قحط اور بیماری کو روکتے ہیں۔لوگوں کے گناہ معاف

فرماتے ہیں۔ دعائیں قبول کرتے اور حاجات برلاتے ہیں۔ دشمنوں پر انہیں فتح دلاتے ہیں اور روزی میں وسعت دیتے ہیں۔ یہی اولیائے کرام وہ باکمال ہستیاں ہیں جن کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "بلاشبہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے" اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "اولیاء اللہ میری قبا کے نیچے مامون و محفوظ ہیں" اور انہیں مردان خاص کے قلوب کو حق تعالیٰ کا مقام کہا گیا ہے اور فرمان نبوی ﷺ ہے کہ "مومن کی فراست سے ڈرو یہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔" ذکر الہٰی کے باعث ان کے قلوب مثل آئینہ صاف و شفاف ہوتے ہیں اور ان پر انوار الہٰی کا عکس پڑتا ہے جس کی بدولت انمیں صفات الہیہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے طالبین کو بھی فیض پہنچتا ہے۔ اور ان کے مدفن بھی انوار و تجلیات ربانی کے مرکز بن جاتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ نے قرون اولیٰ سے لے کر عصر حاضر تک ہر دور میں اپنی اپنی خانقاہوں میں رشد و ہدایت کی مشعلیں روشن کیں۔ اس سے ہزاروں لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو تاریکی کی دنیا سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا۔

اکابر سلسلہ نقشبندیہ کو اسلام کی ترویج و اشاعت میں بڑا دخل ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم ترین سرمایہ افتخار بانی اور پیش رو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ہیں جو بوجہ محبت رسول ﷺ اور کامل اتباع شریعت مطہرہ صحابہ کرام میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ فیضان نبوت کا یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے

ہوتا ہوا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ سے انعکاس پذیر ہوتا ہے۔

اس نسبت جلیلہ کے وارث و مظہر اور عظیم سرمایہ افتخار اعلیٰ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ خداوند تعالیٰ نے انہیں جن خصوصیات سے نوزا تھا وہ انہیں گروہ اولیاء میں ''حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے ممتاز کرتی ہیں۔

ولادت باسعادت

اعلیٰ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں 1297ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار سید سید علی شاہ المعروف سید سکندر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی خاندانی وجاہت، نیکی اور پاک بازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر ولی اللہ سے ہوتا اکتالیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ سے جاملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو لعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ابتدائی تعلیم موضع سلطان خان والا نزد کرموں والا میں حاصل کی۔

قرآن کریم ناظرہ اور مروجہ عربی و فارسی کی کتب پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی و روحانی علوم کے حصول کیلئے عازم سفر ہوئے۔ بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا سید قطب الدین شاہ نے فرمایا "برخوردار وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک اور صرف قیل وقال تک محدود ہو" چنانچہ یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔ آپ نے اس وقت کے شہرہ آفاق کے حامل مدارس مظاہر العلوم سہارنپور مدرسہ نعمانیہ لاہور مدرسہ عبدالرب دہلی اور جلال پور وغیرہ سے تکمیل علم و دورہ حدیث کی سندات حاصل کیں۔ علاوہ ازیں فن تعلیم طب و تربیت بھی حاذق حکماء سے حاصل کی۔

منازل سلوک

ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کیلئے آپ متعدد بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا شرف الدین سے نسبت روحانی قائم کی۔ جن سے آپ کو تمام سلاسل میں بیعت کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا جذبہ شوق آپ کو اس وقت کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت ملاقات دریافت فرمایا "شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟" آپ

نے عرض کیا "حضور! پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا" قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرما دیں گے۔" اس پہلی ملاقات میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت نقشبندیہ القاء فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ پھر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے" شیخ کامل کی پہلی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دل کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خلق کی رہبری پر مامور فرما دیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضلع فیروز پور اور اس کے نواح سے آنے والے طالبان طریقت سے فرمایا کرتے تھے کہ شاہ صاحب (حضرت کرمانوالے) وہاں موجود ہیں۔ ان سے مل لیا کرو۔ ایک ہی بات ہے۔ اتنی دور آنے کی کیا ضرورت ہے۔

رشد وہدایت

آپ نے واپس جا کر اپنے گاؤں کرموں والا میں رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ مقام مرجع خاص وعام بن گیا۔ اس آفتاب ولایت کی روشنی دن بدن دور دور تک پھیلتی گئی۔ اہل طلب جوق در جوق اکتساب فیض کیلئے حاضر ہوتے۔ طالبین کے احوال کی درستی اور ان میں شریعت وسنت کی پیروی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے آپ کی باطنی روحانی قوت خوب کام کرتی۔ آپ امامت وصلوٰۃ کیلئے اکثر مسجد میں رونق افروز رہتے۔ جمعۃ المبارک کے دن تقریر عموماً پنجابی زبان میں ایسی پر تاثیر ہوتی کہ اسکی اثر انگیزی کی کسک جملہ سامعین

اپنے دلوں میں دیر تک محسوس کرتے۔ لنگر شریف ہمہ وقت جاری رہتا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ کے حلقۂ ارادت میں بے شمار افراد داخل ہو گئے۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی کثیر تعداد میں آتے۔ اکثر ہندو اور سکھ لوگوں کی ظاہری و باطنی حالت بدل جاتی اور وہ ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ اکثر تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اپنے مرشد گرامی کی ظاہری حیات میں ہی حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خود کو سچا اور حقیقی جانشین ثابت کیا بلکہ لاکھوں دلوں کو یادِ الٰہی میں مشغول کر دیا۔

ہجرت

قیام پاکستان کی جدوجہد میں آپ کا ہر مرید، عقیدت مند آپ کی ہدایت پر سرگرم کارکن کی حیثیت سے پیش پیش تھا۔ مسلم لیگ اور تحریک آزادی کے متعدد رہنماؤں کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل تعاون اور سرپرستی حاصل تھی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ قصور سے ہوتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے۔ اور مسجد وعید گاہ تعمیر کرائی۔ بعد ازاں آپ اوکاڑہ کے نزدیک پکا چک 56/2.L میں آ کر مستقل رہائش پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ''حضرت کرمانوالہ شریف'' کے نام سے موسوم ہو گیا۔ ہجرت سے قبل آپ اکثر فرماتے ''ایسی جگہ جائیں گے جہاں مکانات قبلہ رخ ہوں، پاس ہی پکی سڑک، ریلوے لائن اور نہر بھی ہو۔ سب ساتھ ساتھ ہوں تاکہ بیلیوں (دوستوں) کو آمد و رفت میں آرام رہے اور وہاں سے ریل گاڑی میں سوار ہو کر سید ھا مدینہ شریف

جاسکیں۔ آپ کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی اور موجودہ دربار شریف حضرت کرماں والہ اوکاڑہ کا نقشہ آپ کا فرمان حرف بحرف درست ثابت کر رہا ہے۔ آپ نے آتے ہی اس گاؤں میں اپنی قیام گاہ پر نماز پنجگانہ اور جمعہ کا انتظام فرمایا۔ زائرین و حاجت مندوں کیلئے قیام و طعام کا اہتمام کیا۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاک خانہ کا اجراء ہوا۔ اب یہی جگہ رشد و ہدایت کا مرکز بن گئی۔ اور تشنگان جام وحدت اپنی پیاس بجھانے لگے۔

اخلاق کریمانہ

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش خلق، خوش ذوق، اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے مالک تھے۔ آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے۔ کبھی کسی سے نہ سنا گیا کہ اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اس کی ضرورت پوری نہیں ہوئی۔ بیشتر لوگوں کو حاجت بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ بلکہ آپ اکثر دل کا حال پہلے معلوم کر لیتے۔ آپ کے کشف کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔ اس لئے غلط بیان کرنے والوں کو ناپسند فرماتے۔ آپ فرماتے مجھے لوگوں کے حالات کی جستجو اور تفتیش کی ضرورت نہیں بلکہ سچی بات بتانے سے اقرار گناہ کی شکل پیدا ہوتی ہے اور اقرار گناہ میں توبہ کا پہلو ہے۔ اخلاق و اعمال کی اصلاح کا انداز ایسا کریمانہ کہ کوئی نافرمانی پر قادر نہ ہوتا۔

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو نمود و نمائش اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ دست بوسی یا پاؤں کو چھونا سخت ناپسند تھا۔ حتیٰ کہ رسمی مصافحہ کے شائقین کو ڈانٹ

ڈپٹ کر نصیحت فرماتے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر کسی شخص کو تعظیماً کھڑا ہونے کی اجازت نہ تھی۔ بڑے بڑے علماء مجلس میں آ کر باادب بیٹھتے اور بڑے پیچیدہ مسائل حل کرواتے۔ بدعقیدہ علماء بحث یا مناظر کے بغیر ہی راست راست پر آ جاتے۔ آپ کا ہر کلمہ اور ہر ہر ادا بمطابق سنت مصطفی ﷺ ہوتی۔ جمعہ کے دن خطبہ خود فرماتے۔ جس کی اثر انگیزی سامعین میں حیرت انگیز ہوتی۔ وعظ و نصیحت سے کوئی لمحہ خالی نہ گزرتا۔ آپ کی باتیں انتہائی حکیمانہ ہوتیں۔ اور اکثر دلوں پر اثر کرتیں۔ آپ نے کبھی تعویزات اور جھاڑ پھونک کا سہارا نہیں لیا بلکہ اکثر ایک جیسے مریضوں کو شہد' لسی' گلقند' مجھن' کھوی' گندم کا بھوسہ' لنگر کے بچے ہوئے ٹکڑوں' نماز پنجگانہ کی پابندی' درود پاک بکثرت پڑھنے اور داڑھی رکھنے کا نسخہ بتاتے تو قدرت کاملہ سے حیرت انگیز تاثیر ظاہر ہوتی۔ ڈاکٹر سے مایوس مریضوں کو آپ رب کریم کی رحمت پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کرتے۔

اتباع شریعت

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ ان کاملین میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت مطہرہ تھا۔ وہ حضور ﷺ کے سچے عاشق اور پیروی سنت کے علمبردار تھے۔ ان کا قول تھا کہ جو شخص شریعت کا پابند نہیں اسے ولی نہ مانو۔ خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ آپ کے بارے مشہور تھا کہ انہیں سنت کے مطابق مستحب داڑھی رکھوانے اور حقہ چھڑانے کا طریقہ خوب آتا ہے۔ اور سنت کی پیروی سختی سے کرواتے ہیں۔

آپ ہمیشہ اس تمنا کا اظہار کرتے کہ ان سے ملنے والے حضور نبی کریم ﷺ کی شکل وصورت بنائیں۔ داڑھی نہ منڈائیں اور لباس واطوار میں مسلمان نظر آئیں
آپ پردۂ نسواں کے سخت پابند تھے۔ کبھی کوئی عورت آپ کی مجلس مبارک نہیں آسکتی تھی۔ بلکہ پانچ چھ سال کی بچیوں کے آنے کی بھی ممانعت تھی۔ اگر کسی وقت زنان خانہ میں جانا ہوتا تو پہلے پردے کا اہتمام فرماتے۔ محرم مستورات کے سوا کوئی عورت آپ کے روبرو نہیں آتی تھی۔

آپ کے مریدین اور وابستگان بھی اتباع شریعت کے بے حد خیال رکھتے۔ اس لئے سنت کی پیروی میں سفید ٹوپی و پگڑی' سفید کرتہ اور تہبند' لمبی داڑھی مبارک' سادہ کھانا مٹی کے برتنوں میں دایاں گھٹنا کھڑا کر کے کھاتے تھے۔ صرف داڑھی والا آدمی نماز باجماعت میں پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا تھا' معمولی چیزوں مثلاً لوٹا' جوتا' درانتی' جھاڑو وغیرہ کا منہ قبلہ رخ رکھنا اور عورتوں سے سخت پردہ کرنا ایسی روشن روایات ہیں کہ جن کا موجودہ دور میں ملنا محال ہے۔

وصال مبارک

حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ تادم آخرت سنت رسول اللہ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ بالآخر 27 رمضان المبارک 1385ھ بتاریخ 20 جنوری 1966 بروز جمعرات 88 سال کی عمر میں یہ حامی شریعت وسنت' رہبر کامل' قطب زمان' نائب رسالت' آفتاب علم وعرفان پردہ کر گیا۔ آپ کا دار فانی سے رخصت

سفر باندھ کر دار بقا کو روانہ ہو جانا سب کو تڑپا گیا۔ بزم احباب پر افسردگی چھا گئی۔ لیکن غم واندوہ کی ان تاریکیوں کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے پہلے سے ہی انتظام کر دیا تھا۔ حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ روشن وتابندہ روایات کی پاسداری آپ کے دولخت جگر صاحبزادے پیر سید محمد علی شاہ بخاری اور صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کے کندھوں پر آن پڑی۔

حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال مبارک سے ساتھ آٹھ سال قبل ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کو تمام امور سونپ دیئے تھے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد از روحانی و باطنی تربیت انہیں اپنی حیات مبارکہ میں یہ بیعت و خلافت کی اجازت بھی مرحمت فرما دی۔ آپ کو اطاعت شعاری اور سعادت مندی کے سبب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاص قرب حاصل تھا۔ آپ اکثر فرماتے کہ میرے بس کی بات نہیں مجھے پیر عثمان علی شاہ بخاری سے محبت ہے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری پر گہرا اثر پڑا اور جدائی کا یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ بالآخر 15 جولائی 1978ء کو سید عثمان علی شاہ بخاری بھی وصال فرما گئے۔ ان حالات میں تمام تر ذمہ داری باباجی پیر سید محمد علی شاہ بخاری کے کندھوں پر آن پڑی۔ آپ نے نہایت استقامت اور ہمت سے یہ بار اٹھائے رکھا۔ باباجی سید محمد علی شاہ بخاری اپنی زندگی میں بہت سی کڑی آزمائشوں سے گزرے لیکن آپ

کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ چھوٹے بھائی کے بعد آپ کی ہمشیرہ بھی وصال فرما گئیں۔ ان صدمات کا غم ابھی تازہ تھا کہ آپ کے ہونہار، قابل فخر، اکلوتے لخت جگر، پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری بھی 2 مارچ 1992ء کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری بتاریخ 12 جون 1993ء کو وصال فرما گئے۔ ان مسلسل صدمات کے باعث مریدین اور طالبین راہ سلوک پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ لیکن اللہ کریم کو اپنے بندوں کی رہبری و رہنمائی مقصود تھی۔ اس لئے اپنی حکمت کاملہ سے بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے اور حضرت صاحب کرمانے والے رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے پیر سید صمصام علی شاہ بخاری اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کو خلق خدا کیلئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ لہٰذا بتاریخ 16 جولائی 1993ء کو بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رسم چہلم کے موقعہ پر رسم دستار بندی ادا کی گئی۔ رسم دستار بند میں سرچشمہ فیض و کرم آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین سید محفوظ حسین شاہ، سجادہ نشین شرقپور شریف، سجادہ نشین کیلیانوالہ شریف، سجادہ نشین دھولر شریف اور سجادہ نشین بھلیر شریف نے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور بابا جی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر صاحبزادے پیر سید میر طیب

علی شاہ بخاری کو سجادہ نشین مقرر فرما کر جملہ خلافت و بیعت کا فریضہ سونپا' جو اپنے عظیم المرتبت دادا پاک سے وابستہ روشن و تابندہ روایات کی پاسداری بخوبی کر رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ تشنگان جام وحدت' روشنی کے متلاشی اور بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف رشد و ہدایت کا مرکز اور منبع فیوض و برکات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آستانہ عالیہ سے وابستہ لاکھوں افراد کا سلسلہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال بتاریخ 24 تا 28 فروری آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ) پر زیر نگرانی پیر سید صمصام علی شاہ بخاری اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا منعقد ہوتا ہے۔

تمت بالخیر